M.A.LIBRARY, A.M.U.
U67659

بہار ایری چمن حسن عشق کی تحقیق سی گلبن بہار گلشن ہند یعنی

گلدستۂ عشق

معروف بہ

ذوانند

گلشن مطبع حق منبع منشی نولکشور مین تازگی بخش طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حور پر آنکھ نہ ڈالی کبھی شیدا تیرا
سب سے بیگانہ ہے اے دوست شناسا تیرا

شان ارفع ہے تری مرتبہ اعلیٰ تیرا
تو ہی یکتا کوئی ثانی نہیں تھا تیرا

عقل کیا دخل کرے کنہ حقیقت میں تری
حوصلہ پست ہے مرا مرتبہ اعلیٰ تیرا

راہ میں اسکی ہے ثابت قدمی ہو جسکو
سجدہ گہ جانے ملک نقش کف پا تیرا

جستجو میں جو نہ دوڑیں تری ٹوٹیں وہ پانو
سر وہ کٹ جائے نہو جسمیں کہ سودا تیرا

دوش پر اپنے کو میں جانوں نہ کنارا [illegible]
پرورش یافتہ ہوں میں صحرا تیرا

تو ہی نے اسکو بنایا ہے یہ قدرت سے
تو ہی جاہیگا تو بگڑیگا یہ پتلا تیرا

دید لیلیٰ کے لیے دیدۂ مجنوں ہے ضرور
میری آنکھوں سے کوئی دیکھے تماشا تیرا

ایک عالم کو ترے نام کا ہے ورد اے دوست
میں ہی [illegible] کہ نہیں [illegible] ہوں تنہا تیرا

میں بھی دیکھونگا دکھا مجکو تجلا [illegible]
میں بھی شائق ہوں صنم صورت [illegible] تیرا

کس کی آنکھ [illegible] دیکھوں تجھی [illegible] کا
[illegible] شہلا تیرا

میں [illegible]
[illegible] تیرا

قصد کر کر نہیں کھینچا قلم قدرت نے
خود بخود بن گیا ساختہ نقشا تیرا

وہ گلگون مین افیون کا اثر ہو جائیگا
دور میری یارین دوران سر ہو جائیگا

[illegible]ری نالو کا تیرے دلمین اثر ہو جائیگا
کارگر یہ تیر بے پیکان سپر ہو جائیگا

[illegible]ہو سے باہر جو مشتاق سفر ہو جائیگا
گرم رفتاری مین ہمسنگ شرر ہو جائیگا

[illegible]چہ مین بھی یوسف مری یہ معجز ختم النبی
گر ہلی انگشت تو شق القمر ہو جائیگا

[illegible]ک چشم سینہ ریشان ہی یہ طوفان لائیگا
قطرۂ نیسان نہین کچھ جو گہر ہو جائیگا

[illegible]یکی گردش مین تجکو بھی مری آوارگی
کو بکو مین ہون تو تو بھی دربدر ہو جائیگا

[illegible]ر کا عالم بناویگا اسے حسن شباب
چاند سا چہرہ ترا رشک قمر ہو جائیگا

[illegible]ک عالم ہی تہ و بالا فلک کی ہاتھ سی
یہ منڈوا بھی کبھی زیر و زبر ہو جائیگا

[illegible]یان نہین ہی گر گردشمین ہمیشہ مہر و ماہ
ختم اک دن دورۂ شمس و قمر ہو جائیگا

[illegible]شل معنی راہ مانگونگا اگر دریا سے مین
خشک ہو جائیگا نہین تو تا کمر ہو جائیگا

وہ شجر مین ہی قاطع ہوگی سرسبزی مری
شاخ سی جو برگ ٹوٹیگا تبر ہو جائیگا

خاکساری سی میان شیوہ کریگا تو اگر
دیدۂ اہل نظر مین تیرا گھر ہو جائیگا

سیر کو آیا تھا ہستی مین عجب مین ہی غریب
کیا سمجھا تھا یہ زندان تیرا گھر ہو جائیگا

ہی عبث نازان تو حسن کم بقا پر عندلیب
دم مین رنگ روی گل نوع دگر ہو جائیگا

حسن کی دولت [illegible]
[illegible] تو ہوگا اک عالم [illegible] جائیگا

ہو سکا [illegible] گی دم [illegible]
بال سی باریک [illegible] کمر ہو جائیگا

یا وری طالع کرین تو کیمیا کیا مال ہی
سنگ ریزہ ہاتھ مین لونگا تو زر ہو جائیگا

یار رخصت ہوئیگا زندہ نہ رہیگا جہان
ظلمت شب سی سیہ نور سحر ہو جائیگا

یار بن گر اہل شب سی ہی شدت رہی
[illegible] آخر اسی [illegible] جگر ہو جائیگا

۲۸

آسمان سے لیا کفن مجھ غریب بادرزاد کا

[illegible]

آشیاں میرا جلا کر وہ بھی ایذا پائیگا
پھونک دیگی آتش گل جھونپڑا صیاد کا

سر کا کٹنا کیسا اک خط بھی گرد سر پڑا
سخت جانی سے مری جی چھٹ گیا جلاد کا

مملکت میں حسن کی ہے حکم قتل و داد خواہ
جان پر کھیلوں ارادہ ہے مبارکباد کا

عید کا دن ہے گلے سے میرے لگجا تو بھی آج
ملتی ہیں آپس میں سب تحمل ہے مبارکباد کا

جوہر حسن آئینہ رو یوں نہ کھلتے کسطرح
گر سکندر سے نہ بنتا آئینہ فولاد کا

زند شکوہ کیجیے کس کا بقول استاد کے
آب و دانے نے دکھایا گھر مجھے صیاد کا

زباں عیسی سے جب نام تیرا جاں نکلا
لگی کہ آگ لبوں سے کہ کس سے دھواں نکلا

تباہی کو چمن کی دیکھتا کیونکر ان آنکھوں سے
تری ہاتھوں سے گلچیں چھوڑ کر میں آشیاں نکلا

زمیں میں گڑ گیا خجلت سے تیرا سرو قمری
خراماں باغ میں جسدم مرا سرو رواں نکلا

فلک کے ہاتھ سے جس دم زمیں پر بھاگ کر پہنچا
یہاں بھی زمیں پائی یہ بھی آسماں نکلا

دل سوزاں کو میرے سینے سے اگر گاڑا لحد میں بھی
تو یاروں دیکھ لینا قبر سے میری دھواں نکلا

نہ دیکھی سر زمیں ایسی کہ ہو وے آسماں جیسا
مگر طبقہ زمین شعر کا اک آسماں نکلا

میں گیا سی کیطرف سے کھینچکر تجکو لگا لوں گا
کبھی تجھ سے جو راز عشق باہر ایک بلا نکلا

دکھلایا کسی دن نہ بھر پانی پینے کو
ترا چاہ ذقن ایسا بخیل انہا کنواں نکلا

دلا کس دشت پر آفت میں تنہا ہیجا تجکو
کبھی اس راہ سے ہوکر سلامت کارواں نکلا

مرا تھا عشق کا کل میں لیٹ زمرہ مجھ سے بھی
نشان عشق پیچ پیچ ہر استخواں نکلا

برابر تیرہ بیاں کرتے ہی حاجی سنگ اسود کا
کیا تحقیق تو وہ سنگ آستاں نکلا

تری عشاق کو پرواہ نہ کبھی فقر والوں کی
مقام عبدیا نمان جہت لامکاں نکلا

۴

[illegible]

صاحب کہاں کہتی ہین اکسیر کا خواص حیرت ہے سیچو انگو گیا لیکے خط شوق نازکی گھین ہوئی ہین تن زار میں نمود	چٹکی اوٹھائی خاک کی اور زر بنا دیا مجھ زار نے ہما کو کبوتر بنا دیا ناطاقتی نے جسم کو مسطر بنا دیا

گردن مین طوق پاؤن مین زنجیر ڈالی زند
سودائیونکو اسنے یہ زیور بنا دیا

خلوت وصل میں تری شوار جینا ہو گیا عار کیا ہی جو انسر دونکو سنبھلنا یکبار شیر وقت فکر شعر آیا نا اوٹ کا خیال لب محیط شعر مین وہ اجسکا آرجا ہی ہو اس مہینے میں بھی ہے وہ سر پہ پہلو بھی گھر ہوا ہے عشق کا اوس مین مندر کی لیا دوسرا ہجیا نہو گا کوئی رشتہ نصیب اب کہاں وہ اٹھنا ستونکا وہ موج کہاں	ایکدن کوکہ گیا تھا اک حسینا ہو گیا سن کے تو چیچ ہے گیا تھی کھینا ہو گیا گل رخ رنگین ہے وہ شبنم پسینا ہو گیا ہر حباب اوسکو لیے گویا سفینا ہو گیا عید کا بھی چاند خالی کا حسینا ہو گیا آسمان کبھی توٹی کا جسکی ایک زینا ہو گیا کی محبت مین نے جس سے اوسکو کینا ہو گیا ساقیا موقوف جس سے کا پینا ہو گیا

اب نہین ہی مین کدورت زہد حاصل تی صفا
جیسے اشراقیکا سینہ میرا سینا ہو گیا

ہی مصر مین شہرہ تری شیرین سخنی کا تو قصد کریگا نہ مری دل شکنی کا ہون دولت حسرت سی غنی روز ازل سے تاراج کیا کشور دل ترک نگہ نے	دم بند لبوں سے ہے عقیق یمنی کا ہے پاس برابر مجھے محتاج و غنی کا محتاج تمہارا رہے تو اور کفنی کا لیکن نہ سپاہی کو تری راہزنی کا

۵

ڈھونڈھا ہی یار وطن مین بھی غریب الوطنی کا
بو رشک کی آتی ہی گھٹا مین تری جب بال
چورا نہیں نافہ ہی غزال ختنی کا
کھل جاویگا زاہد پہ بٹر رندونکا تقدس
موسم تو قریب آنے دو توبہ شکنی کا
سر پھوڑتا تھا تیشے سی شیرین کی لگن سے
فرہاد نی کیون قصد کیا کوہ کنی کا
مژگان تری پھرتی ہی نگلین چمن دونکا
ان ترکون کو ہی شوق ہوا راہ زنی کا

[illegible]

دلمین غبار لیکی چلا ہون جہان سے
قالین کی احتیاج نہین کچھ فقیر کو
گلشن مین یاد آئی جو چشم سیاہ یار
دانہ ہوا اوس کو شکم پہ جو خال ہے
کشتہ کیا ہے اک نگہ وحشی مزاج نے
آغاز سی سرا مر کا انجام خوب ہو
کس مہروش کے در کی گدائی کی ہے ہوس

تو وہ لگے گا گور پہ گرد ملال کا
ستبر نمد کو فرش سی بستر ہے کھال کا
سوسن کا پھول بنگیا دیدہ غزال کا
عالم ہوا اوسکی جالی کی کرتی پہ جال کا
ہو شامیانہ گور پہ آہو کی کھال کا
انسان کو خیال رہے کرتال کا
خورشید ہے فلک پہ جو کاسہ سوال کا

چشمک نہ کی کرین نہ کہین رند سب جوان
پیری مین عشق خوب نہین خرد سال کا

عارض اوس شنگ حسین کا گل رعنا سمجھا
کثرت خلق کو اوس در کی میلا سمجھا
لکنت اوس طفل کی مین لکنت مستی سمجھا
درخت چمن کے جو موزون دیکھا
مہروش یار کو افشان جو چنی تھی پہ
گل ہوس پہ ہوا دیدہ آہو کا گمان
چشم جو اوس نے دیکھا کبھی الٹ کیطرف
بھاگ کر مردم دنیا سے چھپا یان آکر
کعبہ رو کو تری سجدہ کیا ہر ہر گام
لالہ و گل پہ گمان اوس رخ رنگین کا ہوا

سرمگین چشم کو مین نرگس شہلا سمجھا
گردش ہفت فلک کو مین ہنڈولا سمجھا
جو منہدی لگا مین اوسکے ید بیضا سمجھا
سرو گلشن کو قد یار کا سایہ سمجھا
رخ خورشید پہ مین عقد ثریا سمجھا
تجھہ بن اے شوخ مین گلزار کو صحرا سمجھا
مین یہ مردار خدائی سگ دنیا سمجھا
امن کی جا میری ویرانے کو جنگل سمجھا
جادہ راہ کو تیری مین مصلا سمجھا
سنبل باغ کو مین لٹ چلیپا سمجھا

گلشن دہر مین شبنم کی طرح قانع ہون
قطرہ آب بقا تو اوسے دریا سمجھا
خال رخسار کو مین عنبر سارا سمجھا
خانہ دوست سمجھ کر کی مجھے کے طواف
وہ غنی ہون کہ زر و سنگ برابر ہین مجھے
خاک اکسیر کو مین ایک ہی ارتا سمجھا
چشم وحدت سے جو کی سیر جہان کی اے رند

[illegible]

کسی نے ملک محبت میں تری خالی نہیں پایا
ترا جو چرچا تھا ہر محفل میں ترا ہی ولولہ تھا

بڑھایا کیوں نہ میں نے حوصلہ اپنا کیا کیا تو نے او گستاخ
او انکھوں سے تجھے بیمار آنکھیں کیا اڑایا تھا

ازل سے ہی لطافت سے حسینان شہ نگہ میں ہے
مزاج اپنا لڑکپن میں بھی ... تھا

چھڑایا رند ہے آسمان نے اوسکا در ورنہ
یہی سر تھا ہمارا اور اوسکا آستانا تھا

ہوشیاری نے ستمگر تری بیہوش کیا
تیری گفتار نے ظالم مجھے خاموش کیا

سر شوریدہ کیا تن سے جدا قاتل نے
بار جہان مرے سر سے کہ سبکدوش کیا

بعد مردن بھی گئی روح بھی دیوانی سی
تیری سودائے محبت نے اگر جوش کیا

آہ کے ساتھ فنا ہو گیا میں خستہ جان
شمع سان باد اک جھونکے نے خاموش کیا

مژدہ اے قیس کہ لیلی رہی اب صحرا میں
شہر کی راہ کو ناقے نے فراموش کیا

نہ غرض دین سے نہ دنیا سے سروکار مجھے
یاد میں تیری دو عالم کو فراموش کیا

میں وہ دیوانہ تھا جسکے لیے پریاں روئیں
میرے ماتم نے حسینوں کو سیہ پوش کیا

گور کی مردہ پسندی نے یہ ظاہر مجھکو
مردوں کی طرح نہ زندوں کو ہم آغوش کیا

جام کو منہ سے لگانے کی نہ نوبت پہنچی
چشم مخمور نے ساقی کی یہ بیہوش کیا

واہ رے عشق زہے تیری کشش مجنوں کو
شاہد حور نے تہ خاک ہم آغوش کیا

میں وہ محروم محبت ہوں لڑکپن میں بھی
دایہ کسی نے نہ مرے واسطے آغوش کیا

دیکھنے کو تری اور سننے کو تیری گفتار
چشم نرگس کو کیا گل کو صنم گوش کیا

پوچھے رند سے کیا ہو سبب بیہوشی
چشم مخمور نے اک مست کی بیہوش کیا

آمد خط سے دگرگون رنگ ہی یار سے
چاہ تھا وہ جو زنخدان لب پہ روزن ... کا

سرو جو ہر لیسے نہانکی ہوا ن ... بھی مری
عیش گر جاتا ہی سرہا میں جو اک سبو ر کا

سایہ میں ... بس رنگین کی ہوئی
نیچہ مرجان میں دستہ جڑ دیا بلور کا

خاک کرڈالا جلاکر شمع رونے رند کو
بعد مردن خاک سے اوٹھیگا ٹکا نور کا

سادہ رو ایک ست غنچہ دہن مجکو دیا
میری اللہ نے نیا چمن مجکو دیا

کی لیس مرگ فلک نے مری مٹی بھی خراب
گور ہی دی مجھے اسنے نہ کفن مجکو دیا

یوسف نہال مری نور کا ہی ہی تعبیر
خواب میں حور نے ہی مشک ختن مجکو دیا

مالک سلطنت مسلک کیا اوروں کو
بدلے خلعت کی فلک تو نے کفن مجکو دیا

شکر کس منہ سے ادا ہو ترا ای رب کریم
لاکھ احسان کیے جو عضو بدن مجکو دیا

اور اللہ سے کیا دولت دنیا مانگوں
یہ عطا کم ہے بت سیم بدن مجکو دیا

گور سے ٹیچھے نہیں لگنی کی سب ہی تکیں
بعد مردن جو عزیزوں نے کفن مجکو دیا

سر پہ رکھا اوسی میں پھول ہی بہتر سمجھا
گر کبھی دوست نے اک خار وطن مجکو دیا

نونہال چمن حسن جسے سب کہتے
ایسا اک یار نہ ای چرخ کہن مجکو دیا

رند کی ہے یہ تمنا کہ اثر بھی دے تو
رتبا تو نے اگر ذوق سخن مجکو دیا

مقابل آئینہ میں عکس جو اوسکا نمایاں تھا
مثال آئینہ وہ آئینہ رو خود بھی حیراں تھا

صبا کی طرح دیر و کعبہ میں جسکا چمن یاں تھا
برنگ بوئے گل دیکھا تو وہ مجھمیں ہی پنہاں تھا

جنون پرستکار کا فقط یاروں کا سوہان تھا
مثال صبح چاک اپنا ازل ہی سے گریباں تھا

روز پیوستہ بھی اب کس نہین چکتی مجھسے — باندہ لاتے مجھے کبھی شہر بیابان جیتا

گرد کلفت مین جو باجاتا ہی میرا تن زار — گاڑ دیگی مجھکو یہ گردش دوران جیتا

نہ بگی کرتا غلامونکی طرحسے تیری — آچکے دن نہوا یوسف کنعان جیتا

جسکی وحدت کی زمانی نہ دیا زہر اوسے — اسکے گھر سے نہ پھرا ایک بھی مہمان جیتا

پیس ڈالیگی یہ ایک ایک کو چکی کیطرح — کوئی رکھنی کی نہین گردش دوران جیتا

مرگ خواہان ہمہ مرمی دیکھی نہ زیست ہنوز — تیری امید پہ ہون عیسی دوران جیتا

آپ دانستہ کوئی کھوتا ہی نعمت اپنی — پھینک دیتا ہی کوئی توڑکی دندان جیتا

سخت جان تھا جو رہا زندہ چمن سے چھٹکر — مین تو دم بھر بھی اے مرغ گلستان جیتا

چلکے اب عرض کرو حضرت آتش سے رند — معرکہ آپ کا یہ طفل دبستان جیتا

پیدا ہی جس سے رخش کسی شہسوار کا — آنکھونکو انتظار رہا اوس غبار کا

دکھلایا چشم یار نے روز سیہ مجھے — مارا ہوا ہون گردش لیل و نہار کا

کیونکر وہان یار سے تشبیہ دن اوسے — غنچے کو اوسکے سامنے رتبہ ہی خار کا

اوٹھنا پڑیگا سنتے ہین پھر بعد خواب مرگ — سوتون کی موت چونکنا ہی بار بار کا

یہ جانتا ہون میرے گنہ بیشمار ہین — اندیشہ دل مین کیا کرون روز شمار کا

بعد وصال ہجر مین ہون مبتلا ہوا — کیفی کو جیسے ہوتا ہی صدمہ خمار کا

صد سے مری فریفتہ عالم ہوا ترا — باعث ہی میرا عشق ترے اشتہار کا

ہمت سمیت سے جا نکی مین اوٹھگیا — آنکھونے میری رنگ نہ دیکھا خمار کا

یوسف لباس پیرہن لینا یقین ہے — اوگل کبھی جو عطر ترے باسی ہار کا

۹

[illegible]

وابستہ ترے ذکر سے ہے لطف بیان کا
ہو جاے ترا نام سخن تکیہ زبان کا
نقشا کبھی الفت کا نہ کھینچا ہے جہان کا
[illegible] کا
[illegible] زبان کا
[illegible] زبان کا
[illegible] دیکھا
[illegible] دیکھا
[illegible] دیکھی
جہان [illegible] آرایش پہ

گلی میں اوسکی ہوای بہشت چلتی ہے	وہ زندہ ہو گیا مردہ جو زیر بام آیا
کبھی سنا نہوا ہے چرخ دیکھنا کیسا	دکھاؤنگا میں اگر وہ مہ تمام آیا
خم و سبو ہوے معمور فیض ساقی سے	شراب میں پہنچے اب دور دور جام آیا
جیا نہ خانہ صیاد میں کوئی بلبل	پھڑک پھڑک کے موا جو اسیر دام آیا
تری ہی ذات کریم و رحیم ہے امید	سوا ترے کوئی مشکل میں کسکی کام آیا
دکھایا آنکھوں سے گردش نے روی صبح امید	شبوں کا جاگنا آخر ہمارے کام آیا
چلوں بجا کہ مزار شہید الفت کو	خیال اتنا نہ تمکو دم خرام آیا
قصور کیا ترا ساقی فلک عدو یکسا	گرایا ہاتھ سے لب تک جو میرے جام آیا
کہو یہ مہر فلک سے نہ لیوین راہ میں دم	کہ دور جانا ہے اور دن قریب شام آیا
یہی ہے قول مرے غیرت زلیخا کا	خرید لیگا کوئی یوسف جو غلام آیا
نہیں ہے ابلق لیل و نہار قابو میں	ہماری ران تلے اسپ بے لگام آیا

وفور شوق سے ای رند ضبط ہو نہ سکا
زبان پکار اوٹھی جب دل میں اوسکا نام آیا

محتسب کو نہ رندوں کے سنبھلتے دیکھا	دور ساغر نہ ترے دور میں چلتے دیکھا
جس جانب ہے جو غش آگیا قاتل کو مگر	دم بسمل کا کبھی سینوں سے نکلتے دیکھا
ٹھوکریں کھانے لگی بھول گئی اپنی چال	کبک و طاؤس نے شاید تمہیں چلتے دیکھا
ہو گئی بیش حشم قفل دہن خاموشی	حرف مطلب کبھی منہ سے نکلتے دیکھا
کشت انجم کو نہ سرسبز کیا ابر بہار	کام اسفل سے نہ اعلیٰ کا نکلتے دیکھا
آسمان کو نہیں منظور ہے مردوں کا فروغ	شمع کو شیر کی چربی سے نہ جلتے دیکھا

[illegible] زبان کا
اللہ دکھا دے مجھے [illegible] چمن کا
تھا قصد حرم الفت بت [illegible]
آنکلا کدھر [illegible]
مر گئی عاشق [illegible] کمان کا
قسمت نے کبھی [illegible] کو
گھائل ہو جسے تری تلوار کا او ترک

۱۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

۱۲

۱۱

صحرا سی گلستان کی بہت لائی ہی وحشت
دل یان سی بھی گھبرا گیا آرام خفقان کا

قاصر ہو جہان مدرکۂ عقل نخستین
کیا ذہن رسائی کرے اس بہید نہان کا

یارب کبہی نکلا نہ کبہی یا صنم آس سی
کچہ بہید نہ غنچہ نہ کہلا میری زبانکا

کیا کیا نہ جوان ہو گئی پیر فلک نی
ٹیڑہا نہوا اوس سی کبہی دن کی بانکا

تربت بہی پس از مرگ ہو ہموار زمین سی
تا نام ہی باقی نرہی میری نشان کا

ہو جای اسی کا فردوس میں اسکی اک راہ
کہل جای اگر بہید ترے راز نہان کا

ہوویگا وہی جو کہ ہی تقدیر الہی
قایل نہ شگون کا ہون نہ میں فال زبانکا

اوڑہ ہوائی پس از مرگ مجہو اشک کی چادر
چشمون نی کفن مجکو دیا آب روان کا

میخوار کی تکلیف ہی روزہ نہیں باقی
شوال میں ہو جائیگا بدلا رمضانکا

ایسای ملاقات تہی خاموشی ہماری
گونگی ذرا اشارے سی لیا کام زبانکا

جب آئی تہی ہستی میں تو تہی یاد عدم کی
وان جائینگی تو دہیان ہوگا ہمین یانکا

تسکین نہوئی سیف فغان سی بہی شب وصل
اب مرگ مداوا ہی ہمارے خفقان کا

لب یار کی مجہی باغ میں صحرا کا گمان ہی
شک غنچۂ سوسن پہ ہی آہو کی زبانکا

بوسہ لب شیرین کا لیا چاند کی شب مین
افطار کیا خرمی سی روزہ رمضان کا

کیا جانیی کیا بات نکل جای دہن سی
اب گنگ ہی ہونا ہی بہلا میری زبانکا

دیکہا نہ کبہی ہم نی یہان کہوٹی کہری کو
ٹکسال سی باہر ہی چلن اہل جہانکا

ممنون کیا میت کو مری رنگ روان نی
ہی گور و کفن تہا مری آتش زدہ تنکا

دن عید کو تب پلا گئی ساغر
ساقی نی دیا فطرہ ماہ رمضان کا

بیکار ہی بے روح کرے پیکر خاکی
عز و شرف و رتبہ مکین سی ہی مکانکا

ہنگامہ گرم آہ شرربار نے کیا
رسوا ہی خاص عام دل زار نے کیا

سوداگران ہجوم خریدار نے کیا
دل سرو میرا گرم ہی بازار نے کیا

آغاز سبزۂ خط رخسار نے کیا
سب لے لو ر آینہ تیرا زنگار نے کیا

ستہرا قیمتیغ ابروے خمدار نے کیا
میدان صاف یار کی تلوار نے کیا

دکان دہر مین تہا متاع گران بہا
ارزان مجہے کسادی بازار نے کیا

جن نے کو لیٹا سرونہ اوترا کسیطرح
دیوانہ تیرے سایہ دیوار نے کیا

وہ جنس نا قبول ہون بازار دہر مین
رخ اسطرف کبہی نہ خریدار نے کیا

عفو قصور ہو مرا اگر آپ ہو رہین
پیراب تو ترک عشق گنہگار نے کیا

مطلب تہا بندگی تری تہا دیر یا حرم
سجدہ مجہی کو کافر و دیندار نے کیا

پہانسی گلو مین انکو دی یا دزلف نے
دیوانے سو ہزار کو ہشیار نے کیا

دیکر متاع عقل لیا ہی جنون عشق
کیسا معاوضہ یہ دل زار نے کیا

بدنام اوسکو کرتا مین سودانہ آپکو
سارا فسادیار کی تکرار نے کیا

تصویر کی طرح حرکت لب کو بہی نہین
خاموش کسکی حسرت گفتار نے کیا

مانند خضر چشمۂ حیوان یہ پایا دخل
اعجاز سبزۂ لب دلدار نے کیا

سیدہا کرون گا گیسو خمدار کی قسم
جس دن مجہی ذلیل کبہی اغیار نے کیا

ای پادشاہ حسن ہوا جب وہ فقیر
ترک لباس تری طلبگار نے کیا

وہ دن مین شکل اور ہی جیدا او ہو گئی
کیا حال مضمحل غم دلدار نے کیا

ثابت ہوا جو عشق تیا نکا گناہ گا
ملزم مجہی کو کافر و دیندار نے کیا

دیگر گران بہا ہی وہ تو ہر جسکے واسطے
بیعانہ نقد جان کو خریدار نے کیا

[illegible]

نہیں معلوم تجھکو کس کی خصوصیت ہے
اہل ایمان تجھکو اپنا کہیں ہندو اپنا

آینہ دیکھکے سکتا سا ہوا ہے اوسکو
محو آیینہ رخ آپ ہے مہ رو اپنا

بوئے گل سے مجھے دعوی کا نہ ہے اوسکی بوکا
چھوڑ چلا رہنے دے باد سحری تو اپنا

دعوی حسن کیا کرتا ہے اوس سے شاید
دیکھا یوسف نے نہیں آیینے میں رو اپنا

رام کس طرح کرے گا کوئی صیاد اوسے
انسے سائے سے بھی رم کرتا ہے آہو اپنا

کیا ہوا ہے بت کافر وہ تری چشم کا سحر
کیا فسون بھول گئی نرگس جادو اپنا

جان جان جب سے ہے تجھسے مرا خالی آغوش
گور بھی مجھسے تہی کرتی ہے پہلو اپنا

وای قسمت کیا حصر آنکے روبرو لگا
شانے نے کر لیا اوس زلف پہ قابو اپنا

قصد نخچیر تو کر تیغ تو تو کھینچ ای ترک
آپ کاٹے گا گلا آ کے آہو اپنا

یاد کر کے لب پا نخوردہ کی تیری سرخی
خون دل آج پیا ہے کئی چلو اپنا

کسکو ہم پلہ کہیں حسن میں وہ طفل شریر
سمجھے یوسف کو ہے پاسنگ ترازو اپنا

ہاتھ سے اپنے ابھی آپ ہی کوچے کا ٹین
پاؤن میدان سے سرکے جو ہے مو اپنا

مشترک شب سے ہوا حسن جگر اشکون میں
رات سے رنگ بدلنے لگے آنسو اپنا

اک نظر آینہ گر آنکھ سے میری دیکھے
ابھی ای بت کلمہ پڑھنے لگے تو اپنا

لوٹا کرتا ہون شب ہجر میں انگاروں پر
جلنے لگتا ہے جدھر رکھتا ہون پہلو اپنا

کہدو ساقی سے کہ حاضر ہو لیکے کشتی می
بادہ خوار کیا ارادہ ہے لب جو اپنا

پاک دامنی کا دعوی ہے نکہت اس رد سے
منہ گریبان میں اگر ڈالے کبھی تو اپنا

تا سحر ہجر کی شب درد کیا کرتا ہے
دل کبھی سینہ کبھی اور کبھی پہلو اپنا

داغ کھا کھا کے عشق میں گل رو یہ کے
حشر کو زیر کفن ہو دیگا خوشبو اپنا

١٣

کل زخم عشق جام بلب چھلک گیا
اے دل ز شوق جامہ دری پھر چھلک گیا
پھر ہاتھ رفتہ رفتہ گریبان تلک گیا
پھر دل میں گر گیا ہو کسی ارشک پھٹ
دو چار دن سے داغ جگر پھر چھلک گیا
پھولا نہ آمد آمد گل دیکھ باغ میں

[illegible]

یارب بہار گلشن ہستی سدا رہی
بلبل ہزار رنگ کا آکر چہک گیا

جس جسطرح سے چاہا مرا امتحان کیا
اتبو یقین ہوا مجہے کیون لیسے شک گیا

پہلو مین انہین ہے رہ وہ ہوش کی ہی تپک
خون ہوکے دل ہی اشک کے شامل ٹپک گیا

ای حور آدمی ہون نہ دو ان کنایے جواب
چپ ہتی رہتی میرا کلیجا تو پک گیا

صیاد تیرے دام سے آسان تہا چہوٹنا
مشکل یہ ہے کہ پنجہ مرا دل اٹک گیا

جو کچھ تہا ساقیا مجہے لینا زیادہ تہا
تقصیر ہو معاف اگر مین بہک گیا

برباد کرکے خاک مین مجکو ملا چکا
اتبو غبار دل سے ترے ای فلک گیا

لرزا یہ اضطراب سے میرے مرا مزار
جو سنگ لوح اپنی جگہہ سے سرک گیا

بیمار دونون اک مرض عشق کو ہوے
مضمحل یہی وان مضمحل ہے یار ادہر مین جہنک گیا

سرکا دوپٹہ شکوہ جو گردن کے پاس سے
جگنو کی طرح یار کا جگنو چمک گیا

ثمال ہے خبر دلکو کیا اوسے نا پسند
لاکر جو مشتری میرے سر سے ٹپک گیا

انگڑائیان جو لین مری او تنگ پوش نے
چولی اکل اکل گئی شانا مسک گیا

سوچا جو رند دلمین مآل شگفتگی
رویا مین غنچہ باغ مین جسدم چٹک گیا

گرمی ہی اوسکی خلق کی گلشن مہک گیا
گل پر پڑا جو دانہ شبنم چٹک گیا

کاکل مین تیرے پیچ دل اب پہنسا کا اسیر
بہتا نہین جو دام سے طائر پہڑک گیا

ثابت کی ہستی کہر یار نا خدا سے
آیا یقین عدم کا مرو دل سے شک گیا

دل چاہتا ہے آپ گلا رگ گردن بارہ
قاتل کو دیکہ تیغ بکف دم پہڑک گیا

آباد رکہی حق ترا میخانہ ساقیا
ہشیار کون کون سا آکر بہک گیا

۱۵

اوس ترک شہسوار کو ہے جب سے ذوق صید / خالی شکار بند نہ نخچیر سے ہوا
لکھا تیا وصل ہجر کی جا سر نوشت مین / اتنا نہ سہو کاتب تقدیر سے ہوا
قابو ہوا نہ ایک پری زاد پر کبھی / لو اعتقاد دل مرا تسخیر سے ہوا
سرتاسے کیطرح سی کیا پیرہن قبا / دیوانہ اوس پری کی مین تحریر سی ہوا
ہوا سے جدا کیا سرتن سی شمع کا / جلاد کا ہے کام جو گلگیر سے ہوا
چلاتری کمان کا کھچا کس سے اے جوان / ہم پلہ کس کا تیر تری تیر سے ہوا
تو بھی دکھا دے نالۂ گرم اپنا کچھ اثر / دل سرد آہ سرد کی تاثیر سے ہوا
پابند ہون کسیکا مجھے کب دماغ تھا / سودائی زلف شامت تقدیر سی ہوا
رکھتی ہی وسکی جان مرقع مین پڑ گئی / اعجاز عیسوی تری تصویر سی ہوا
سر پر جو بار عشق حسین جوان لیا / قامت خمیدہ تر فلک پیر سی ہوا
جوہر وہ خاکساری نے پیدا کیا مری / حاصل مہوسون کو جو اکسیر سی ہوا
بزم سخنوران مین پایا کبھی فروغ / روشن بیان جہان مین تقریر سی ہوا
برباد ہو گئی خاک مین جب تک ملا نہ مین / غافل نہ آسمان مری تدبیر سی ہوا
جانے دیا نہ دشت کو اوبہار کہا مجھی / تنگ ایسے جنون مین پاؤن کی زنجیر سی ہوا
کافر ہون مین جو اپنی نوشتی کو بد کہون / تحریر ہے یہ خامۂ تقدیر سے ہوا
جلد آتو وہ تو کیون مین گلا اپنا کاٹتا / خون مجھ پہ میرا مرگ کی تاخیر سی ہوا
پہونچا تو سلام اسیرون کا اے صبا / گل تک اگر گذر کسی نخچیر سی ہوا
رزاق نے کیا تجھے پیدا جہان مین بعد / موجود پہلے رزق ترا شیر سی ہوا
دشنام تھا جواب عرض پر سوال کا / حسب الجواب وہ مری تقریر سی ہوا

١٦

اگر ہے تہ طپش دل سے چھٹتا کوئی دم
اس اضطراب کے بدلے تو یہ غش ہی آجاتا

جو ترک عشق نکرتا بھلا تو کیا کرتا
میں اپنی جان سے جاتا تمہارا کیا جاتا

جنوں کو تنگ تھا جو دامن صحرا
نکالنے میں کدھر دل کا حوصلا جاتا

نہ سنتا کوئی کبھی نہ رسا ہونگا گلا
جو لیکے یار تلک طالع رسا جاتا

گھٹتا ہے گریباں جنوں سے صحرا
کبھی کبھی میں اگر آپ میں بھی آجاتا

نہیں ہے کوئی پس از مرگ گاڑنیوالا
میں بندہ خاک مذلت میں بے کفن گڑا جاتا

قریب آگئی کیا ہی جنوں بہار دن
جو جوش بخیہ ہی گریباں مرا اٹھا جاتا

نکر تو گریباں سے اے برق شعلہ جنبا
میں اپنی آگ میں ہوں آپ ہی جلا جاتا

جہاں کو کہا نہیں ہمیں مری شدت تھی
سگ حبیب اگر ہڈیاں چبا جاتا

اگر نکرتی وہ زلف دراز کوتاہی
جنوں عشق کا کاہیکو سلسلا جاتا

زبان گوش ہوئی گنگ کہ جب آئے تم
جو ہوش آتی تو کچھ کچھ کہا سنا جاتا

نہیں ہے طاقت اظہار قصہ جانکاہ
بیان نکرتا اگر حال دل کہا جاتا

جو گاہ گاہ بھی ہوتا وصال یار نصیب
غم فراق کلیجا مرا نہ کھا جاتا

ہے ہی ہو کہیں ہو دستان ہی اے
ہے اپنی جان سے اک بندہ خدا جاتا

نہیں ہے ہاتھ و قلم اختیار میں قاصد
زبانی کہیو تو خط تو نہیں لکھا جاتا

ہمارے آپ کے بس آئی سی سی تو [illegible]
ذرا سی بات میں غصہ ہے تمکو آجاتا

رہا تھا اگر یہاں ہاتھ جانسے دھوکر
تری گلی تو کہاں یہ شکستہ پا جاتا

ہوا ہی خنجر خونخوار کو ہے اے قاتل
گلو میں ہے مری تسمہ لگا رہا جاتا

اکیلے منزل ہستی میں کیا کرےگی زند
چلو عدم کو ہے یاروں کا قافلہ جاتا

اشارا ہے یہی ہم اوسی کاکل کی لپٹ کا
وہ زردی سا وہ اوسکا نقش ہے دیکھو شاید
امارت کا مزہ یان نہر کی مدت سے حاصل ہی
بلا سے تیری سودائی ہو کوئی یا پریشان ہو
ہوا ہے مثل برگ گل پھرا صحرا مین وحشی
لٹے یا اگر سو دیکھین اوس کاکل کو جاتا ہون
سمجھکر پاؤن کہنا خضر صحرای محبت مین
جنون نے چھیر کر روکا نہیں کہو کا مین وحشی
کبھی سیراب ہی اگیسو پیچان رس ہوگا
چلا تھا دیکھ کبھی مین آنکلا مین حسرت مین
تقاضا ضبط و خاموشی ہے محفل یار وارفتگی
مثال تیر سیدھا منزل مقصود کو پہنچا
چلن الٹی رون لحد مین تہا سوی یا دیپا کر
لگا یا راہ پہ طرح اوسکو شہسوار وتیغ
چمن سے بو پی یار انکھوں مین تیغ فرنگی متصل تہا
خیال گیسوی پیچ خم جب آگیا دل مین
خبر تک بھی نہیں آئی چمن کی واہ ری غفلت
ابھی آجائیگا غمازگی جلد ہی بستہ وہ
زبردستی لیا بوسہ اوسکا وصل کی شب مین

کوئی گرہ بات سیدھی بھی کہو دل سا اوسی لٹکا
اثر کرتا نہیں ہرگز کوئی جادو کوئی لٹکا
اوٹھایا بوجھ پر چین پھولونکی جو کیت کا
بنا کر ہوی کاکل شفق سی شانہ ونہ تو لٹکا
کسیدن ایک کا شانہ بھی ٹوٹی ہی مین کی کھٹکا
ڈراتا ہی بلا بنکر مجھے مردہ بھی مرگھٹ کا
خبر تحقیق ہے یہ شبہ ہی اس امر مین کھٹکا
جدا ہو جائیگی آلا گری ہی حبیب یا دلکو کھٹکا
مثال شانہ مقصد کو ملیگا تیری لٹ کا
کہان چلتا تہا مجھکو کس طرف آیا بہت بھٹکا
کبھی اسپند کا دانہ مجمر مین یہان چٹکا
نہ کھایا دشمن کم کا سیری ندرادین بھٹکا
ملا آرام فرش خاک پہ مجھکو جیہی کھٹکا
اگرچہ ابلق ایام کہا کیا باگ پہ جھٹکا
لگی بندوق کی گولی کہ گوئی غنچہ اگر چٹکا
پڑی پھانسی ہی ہمکو دم گلی [illegible] اٹکا
ہماری جبہ سائی سی گہسا سنگ اوسکی چوکھٹ کا
یہ بھی تکرار کا ہنگام یا دم کی جھٹ پٹکا
بہت جھگرا بہت تکرار [illegible]

[illegible]

١٧

ذکر صبح وطن و شام غریبان ہوتا
[illegible] تو پریشان ہوتا
[illegible] حیران ہوتا
[illegible] گریبان ہوتا
[illegible] گریبان ہوتا
[illegible] گلستان ہوتا
[illegible] ہوتا

عقل نے کر دیا پابند تعلق ورنہ
جیب کی فکر نہ اندیشۂ داماں ہوتا

ہوں وہ بیکس جو مجھے قتل وہ قاتل کرتا
دیدۂ جوہر شمشیر بھی گریاں ہوتا

صحبت اہل صفا سے ہے تنفر بد کو
آئینہ دیکھ کے زنگی جو پشیماں ہوتا

عکس اگر چہرۂ پرنور کا تیرے پڑتا
جام مے مطلع خورشید درخشاں ہوتا

اے بتو دل کا دکھانا جو نہ آتا تم کو
بخدا دیر میں ناقوس نہ نالاں ہوتا

وہ پری کیا شعور اسکو ہے جان دل کا
بات انسان کی سنتا اگر انساں ہوتا

اے جنوں یہ بھی مری طرح سے عریاں تن ہے
ڈھونڈتا مجھکو جو ویران بیاباں ہوتا

گر یہی باد بہاری کا ہے عالم خندے
گل نظر آتا ہے بلبل مجھے عریاں ہوتا

جان ہی تھی مگر جانی نہ دینا تھا اسے
دل میں یہ رہ گئی ہوں ہے اللہ پشیماں ہوتا

مجھکو جانا ہے تو جا جلد تو سویرے ورنہ
کام میرا ہی تمام اے شب ہجراں ہوتا

پھیلے ہی ہاتھ لگی نذر ترے دامن و جیب
اب پھر کیوں مجھے جنوں دو گریباں ہوتا

توڑی عریاں ہی رکھا مجھکو فلک خوب کیا
میں بھی پھیلاتا ترے آگے جو داماں ہوتا

آپ اگر اپنا گلا کاٹ کے مرجاتے رند
سر پہ کیوں خنجر جلاد کا احسان ہوتا

اک پری کا پھر مجھے شیدا کیا
عشق نے پھر مفسدہ برپا کیا

آج پھر اوس شوخ نے وعدہ کیا
وعدۂ امروز بھی فردا کیا

خون ناحق اک مسلماں کا کیا
کیا غضب اے شوخ بے پروا کیا

دل کو مائل شعلہ رویوں کا کیا
دین زردشتی کو پھر احیا کیا

ابر اگر اس برس برسا کیا
کیا تتبع دیدۂ تر کا کیا

[illegible]

اس مصیبت سے شب فرقت کٹی عشق افشان جبین یار مین		پاؤن سے پیٹے آہ کی نالا کیا خاک چھلنی کیطرح چھانا کیا

تھا مناسب ترک عشق یار رند
آپ نے اب سب کیا اوسنے کیا

آزردہ کیون ہے جو مین آیا تو کیا ہوا چھوڑینگے ہم نہ دامن لت کو مثل اشک احوال تیری آنکے کرنے رستے کی ہمکو اسی جنون سے جو تھا سلسلہ رہے اللہ دل کو داغ کو روشن رکھے صبا یکسان ہے دم کی آمد و شد ہجر یار مین		کچھ درد دل جو تمکو سنایا تو کیا ہوا تمنے نظر سے ہمکو گرایا تو کیا ہوا مین نے یہ حال اپنا بنایا تو کیا ہوا منت کا طوق اوسنے پہنایا تو کیا ہوا تونے چراغ گور بجھایا تو کیا ہوا آیا تو کیا ہوا جو نہ آیا تو کیا ہوا

اے رند سنگدل ہے نہیں یہ ستم یار کو
لو آج تمنے زہر بھی کھایا تو کیا ہوا

اک جہان دیوانہ اوس لف دوتا کا ہوگیا آنکو کھویا مگر جو یا خدا کا ہوگیا خال ہمکو عشق مین مرتو ہین عاشق سیکڑون ہمکو بھی آخر حضور قلب ہو لگا کبھی حائل نظارہ دیدار کیا ہوگی نقاب مر گئے ہین بیمار الفت مستقل اب یا مسیح اوس نگاہ تیر سے دل ہوگیا جسم و جان		ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہوگیا راز جب منکشف قہر و فنا کا ہوگیا سنکیا کا عالم اس حسن شفا کا ہوگیا عرض کرلینگے جو موقع التجا کا ہوگیا در پردہ جس گھڑی شرم حیا کا ہوگیا بند دروازہ مگر دار الشفا کا ہوگیا مین نے جانا سامنا تیر قضا کا ہوگیا

١٩

عالم بالا مین کہ پہونچا ہونگا
گریبان پکڑ لین گے آہ شرربار تری
ایکدن یار کے کوچے کا نہ پہنچا ہونگا
[illegible]

[illegible]

یعقوب وار روتا ہوں میں جسکو ہجر میں	یوسف مرا خدای تعالی نکل گیا
فرقت میں اسکی شدت گریہ سے اک	برسا برس کو ابر کا جہالا نکل گیا
روکا کسی ملائکہ نے ہفت آسمان کے	ساتوں فلک کو توڑ کے نالا نکل گیا
سوئی نہ ساکنان محلہ سحر تلک	بیساختہ جو رات کو نالا نکل گیا
کیونکر نہ رووی دل گم گشتہ کے لیے	نازو نعم سے تھا جسے پالا نکل گیا
پیر مغان فقیر کو سمجھے شراب خوار	جس میکدے میں لیکے پیالا نکل گیا
جاتا نہ گھر سے آگے ضد سے رقیب کی	لیکن بپاس خاطر والا نکل گیا
جھٹکا جو اوسنے زلف کو جھنجلا کے یار کے	بال سے ہیکلی کان سے بالا نکل گیا
کس شکل لگی ہوئی تھی مبادا نہ تنگ تھی بیت	باہر جو اپنے جامے سے لالا نکل گیا
دانہ سا کیا حرام کا رزق حلال میں	منہ سے جو اسکے بیم نوالا نکل گیا
بوٹا کہو نہ قامت دلبر کو شاعرو	اب سرو سے بھی وہ قد بالا نکل گیا
روندا گیا میں خار بیابان کو ڈھونڈھنے	سر اک سجا کے پاؤں کا چھالا نکل گیا
کمل میں اپنے گرم رہا میں فقیر مست	کیا کیا نہ دور دار دوشالا نکل گیا
پھر چل دلا نہ کوچۂ گیسو کا قصد کر	سے آج راہ کاٹ کے کالا نکل گیا
اوکتا گیا تبینگ ہوا کیا کروں غریب	آخر تمہارا چاہنے والا نکل گیا

مہمان ہو فقیر ہے جس میں کہ آپ رند
مرشد کا اپنے کر کے پیالا نکل گیا

لالہ رویوں سے کب فراغ رہا	اک نہ اک گل کا دل پہ داغ رہا
ناز بیجا اوٹھاتے کس کے	اب نہ وہ دل نہ وہ دماغ رہا

دیکھے دم آج باتون باتون مین	اسپے گہر تک اوسے لگا لایا
کب سے آپ مجہے مین حیرت کا	تم جو روٹھے تو مین منا لایا
شکل حسرت پہر رہی تہی آنکھون مین	بتکدے مین سے مین خدا لایا

حیف بازار دہر مین ای رنہار
کیا مین لینے گیا تہا کیا لایا

خنجر قاتل پہ رکہدونگا گلا	جی چلا جہونگا مہر مین منچلا
ایک دو ساغر کرینگے نشہ کیا	ختم سے کہ خم پیتا رہا ہون ساقیا
خیر مقدم حضرت عشق آئیے	پیشوا ہادی ہمارے مقتدا
المدد ای رہبر واماندگان	منزلون آگے گیا ہے قافلا
کشتگان عشق سب گرد آئیے	ای جزاک اللہ قاتل مرحبا
آن پہونچا وعدۂ دیدار یار	مژدہ باد ای عاشقان باوفا
کشتۂ فرقت کیا تقدیر نے	یون قضا آئی رضینا بالقضا
صورت آباد جہان کی دید کو	آن نکلے شوق تہا دیدار کا
بار الفت بہی اوٹھا کر دیکہ لون	رہ نجاوے دل مین دل کا حوصلا
عشق بازی مین کیا نقصان دل	مفت کہو بیٹھے یہ لعل بے بہا
مار ڈالا ہے ثباتی نے تری	ہستی فانی بڑا دہوکا دیا
چشم بد دور آج دیکہا آنکہ سے	شہرہ سنتے تہے جمال یار کا
شوق کاکل پہر ہوا اوس ترک کو	ملک دل پر پہر ہوئی نازل بلا
کہولدی زنجیر مجہ دیوانے کی	ای پری تجہیر ہی شاید جن چڑہا

٢١

[illegible]

کور ہو جاؤں جو دیکھا ہو نگاہ بد سے
میل آنکھوں میں ہے تیری رگ سنگ نہ پھرا

مرغ دل طعمۂ چشم سیہ یار ہوا
سب کچھ شاہین سے آخر یہ کبوتر نہ پھرا

ہوں وہ محروم محبت کہ طفولیت میں
دست شفقت بھی پدر کا مرے سر پہ نہ پھرا

حیف صد حیف چلی حسرت پیغام لیے
پتلیاں پھر گئیں پر قاصد دلبر نہ پھرا

جذب الفت سے تو گھر تک بھی نہ جانے دیگا
راہ سے یار پھریگا جو مقدر نہ پھرا

چال تیرا جو فلک کی تو بہت سا لیکن
صورت مہرۂ شطرنج میں گھر گھر نہ پھرا

بیشتر آمد و رفت اسکی رہا کرتی تھی
ابکی ایسا گیا پھر آنکے دلبر نہ پھرا

آپکے منہ نہ لگا یا کبھی شیشی کی طرح
کون سے بزم میں مے ریز صورت ساغر نہ پھرا

کب نہ منظور ہوئی یار کو پامالی گل
کونسی میں روش باغ پہ جا کر نہ پھرا

ظلم و جور و ستم یار و جفا پیشہ سے
سے فنے جانا تھا کہ پھر جا لگا دلبر نہ پھرا

رکہ نہ منظور نظر میری پشیمان جالی
مثل سعد از دگان لعن سنبر نہ پھرا

ایڑیاں رگڑینگے ہم جان پہ بن جائیگی
دم نکل جائیگا گھر اسکے جو دلبر نہ پھرا

صورت قطب عطا کر مجھے ثابت قدمی
مثل سیارہ تو اسے گردش اختر نہ پھرا

سامنے جنت فرخ ہیں کہیں بیچ ہی حجاب
مجکو عریاں میاں صف محشر نہ پھرا

پاؤں کے ناتہ سے گردش ہی ہی مجکو مدام
چاک کس طرح سے کس روز مرا سر نہ پھرا

منتظر کب سے میں بیٹھا تھا جواب خط کا
اثر گنگو معیشی میری جبکہ کبوتر نہ پھرا

الفلک فرصت نہیں دیتا مجھے دم کا زمین
مثل مہ ہوں گردن مجکو تو در در نہ پھرا

ایڑیاں توڑ تھا دتھیں میں ہیں رگڑیں
آرزو رہ گئی حلقوم پہ خنجر نہ پھرا

خط گرا یا میرا یار راہ ادھر کی بھولا
نامہ بر سے کہیں پھری قاصد دلبر نہ پھرا

[illegible]

ربط اوس سے تھی ہمی عدو سے ایسا ہی تھا | تازیانے کے عوض تھی ہو کوڑا سانپ کا

دشمن جانی کو اپنے دی نہ ایذا رند نے
دانت ہی توڑا نہ چھالا اس نے چھوڑا سانپ کا

مشہور رند خاص سے تا عام ہو چکا
تقدیر میں جو لکھا تھا وہ نام ہو چکا

توبہ کا پاس نفس کی آشام ہو چکا
بس ہو چکا تقدس اسلام ہو چکا

شمع حریم شاہ گاہ گہہ دیر کا چراغ
میں رہبۂ کفر و رونق اسلام ہو چکا

اب عشق و عاشقی کا زمانا نہیں رہا
جاتا رہا وہ وقت وہ ہنگام ہو چکا

جو دم ہے مغتنم ہے مرا اعتبار کیا
میں صبح ہو چکا کہ سر شام ہو چکا

صیاد تو نے لی نہ خبر اپنی صید کی
آخر پھڑک پھڑک کے تہ دام ہو چکا

قاصد کو باندھ باندھ کے گردن گذر گیا
نامہ ہوا تمام نہ پیغام ہو چکا

کوٹھے پہ چلیے لطف شب ماہ دیکھیے
شب چاندنی کا فرش لب بام ہو چکا

اب پھر رہی ہے کس لیے یہ آسیای چرخ
میں سرمہ سا تو گردش ایام ہو چکا

آیا نہ تو تو وعدہ پیا در انتظار میں
میں آچکا ہی عہد شکن شام ہو چکا

دیندار برہمن کہو کافر بتا کے شیخ
دونوں طرف سے مورد الزام ہو چکا

کیا رنگ گیا ہے اہل بصیرت سے تو نہاں
پردہ اوٹھا دے حسن ترا عام ہو چکا

دل بجھ گیا ہمارا شروع شباب میں
یاں روغن چراغ سر شام ہو چکا

رکھ ہوا اوٹھا کے ساغر و مینا کو طاق پر
دور تمام ساقی گلفام ہو چکا

آکر مشاعرے میں ہوا بزم کا تپاک
کیا کیا مری کلام پہ کہرام ہو چکا

قرآن اوٹھاتے ہیں جو طمع زر کے واسطے
دیندار اگر یہی ہیں تو اسلام ہو چکا

[illegible]

۲۳

حسن بھی قہر الٰہی کا نمونا دیکھا
یوں وہ قصیدہ جگر چاک کی اور اوس کی جیب
تیکہ جذب سی جب جانب دیدا دیکھا
[illegible] یار کو سر سے پا تک
یہی سرو و چراغان کا تماشا دیکھا
[illegible] دیوانہ بنا دی سب
اثر الفت میں بھی آسیب پری کا دیکھا
نظر بد سی کسی گل کو نکالا کب میں
نکہت رنگ سے کیوں جیب شیدا دیکھا

[illegible]

کیا بجز رنج و غم ہجر تیری ہاتہ آیا
عشقبازی کا مزا اے دل شیدا دیکھا

طور پر وادی ایمن میں جو دیکھا تو نے
سینے ہر نور سے ... جلوا دیکھا

ہوگیا ابر سیہ میں مجھی تجلی کا یقین
اوسکو بالون میں جو سوباتے ہکا دیکھا

قصۂ آدم و ابلیس جو قرآن میں پڑھا
سب نے سجدہ کیا جو خاک کا پتلا دیکھا

پہر گیا سارا جہان جب تو آزردہ ہوا
تیرا ... فتنہ و فسادکا دیکھا

ہے سیہ خانہ مرا فیض قدم سے روشن
نقش پا میں ترے نور ید بیضا دیکھا

آگئی یاد تری پھولسے رخساروں کی
باغ میں جاکے جو کیدن گل رعنا دیکھا

داغ الفت سے رہا سینہ ہمیشہ خالی
اس چمن میں نہ کبھی پھولتے لالا دیکھا

ایک سا حال رہا تا نفس بازپسین
ساتھ جاتی ہے سر کے ترا سودا دیکھا

خط بھی لکھتے ہیں سفاک کہ جی ڈرتا ہے
پھر سے قاصد کی اڈرنیکو جو لفافا دیکھا

آگئیں یاد غزلخوانیاں اپنی اے رشد
کسی بلبل کو اگر زمزمہ پیرا دیکھا

طور اغماض کا انداز ادا کا دیکھا
کیا کہوں ہم نے کہ آنکھوں سے کیا کیا دیکھا

یون تو جایا کیے ہر سال ہمیشہ لیکن
اب کی نوچندی میں اک چاند سا ٹکڑا دیکھا

عمر بہر کی جو تمنا تھی سو وہ برآئی
مرتے دم شکر ہے دیدار تمہارا دیکھا

کبھی بالونکو سنوارا کبھی سرمہ پوچھا
آئینہ لیکے سحر اوسنے جو چہرا دیکھا

ہوچکی کافر و مسلمانوں میں جھگڑا اکثر
... ناقوس کلیسا دیکھا

ق
جان بلب ہوگیا ڈر رشک سے غلطیدن تھی
اپنے بیمار کا احوال مسیحا دیکھا

کل تو بستر ... کہ کفن ...
جاؤ جان آج تو فرقت سے اچھا دیکھا

[illegible]

مثال طور ہی سینے میں دل بھی جاک سیاہ
جلی ہوئی کو وہ شعلہ جلائیگا پھر کیا

کبھی نہ دیر کو مسمار جو کہ بت کر لیے
وہ اینٹ کے لیے مسجد کو ڈہائیگا پھر کیا

رہی نہ آپ میں باقی جو ایک ساغر میں
بھلا وہ میری طرح خم چڑہائیگا پھر کیا

ضرور حشر کے دن عاصیونکی ہوگی تلاش
نہونگے ہم تو جہنم جلائیگا پھر کیا

خیال زاد سفر رکہ عدم کو جاتا ہے
جو لے نہ جائیگا یا لیکے پائیگا پھر کیا

محبت ہو دام لیے فکر میں مری صیاد
یہ مشت پر کی سوا لانہ آئیگا پھر کیا

یہ دل لگی نہیں اچھی چلی گئی یہ نہ آ
ہنسی ہنسی میں تو مجکو رلائیگا پھر کیا

مری نصیب میں فنا ہے صورت شبنم
برنگ گل جو فلک تو ہنسائیگا پھر کیا

خیال بوسۂ لب پھر ہوا ہے اور سنو
میں لکھتا ہوں یہ انہنہ کی کھائیگا پھر کیا

نظر پہ تو طپش دل کی آج طور ہے
الہی خیر جگر منہ کو آئیگا پھر کیا

ذرا سی بات میں روٹھے رہے جان ہو جسکا
وہ کھیلتے میں کسیکو اوڑائیگا پھر کیا

وہ بیوفا ہے نہ چھوڑیگا غیر کا ملنا
جو رند کو فتن میں تو مر بھی جائیگا پھر کیا

راتوں کو بھی وہ آ کے کبھی یار رہگیا
ارمان اب بھی کوئی دل زار رہگیا

تو شب کو آ گئی جو ہمی یار رہگیا
کیا کیا تڑپ تڑپ کے دل زار رہگیا

چندے یہ ہیں جو ہجر کا آزار رہگیا
حسن لینگے آپ مرکے یہ بیمار رہگیا

یوسف رہا نہ کوئی خریدار رہگیا
افسانہ سہر گرمی بازار رہگیا

کرتا ہوں اسطرحسے بسر کوے یار میں
در سے اوٹھا دیا پس دیوار رہگیا

جاگے نہ ایک رات بھی ہمراہ یار کے
خوابیدہ بخت دیدۂ بیدار رہگیا

۲۵

چھپنا گئی کہ ہونٹوں کا ہار رہگیا

یوسف اگر گیا
بازار رہگیا

عاشق کے ساتھ
ابر گہربار رہگیا

خریدار رہگیا

[illegible]

تیری گلی بہشت ہے طلوبہ اک خست
کیا فرق تجھ میں حور میں اے یار رہگیا

کیا آمد خزان ہے صبا کیا ہوا چلی
کیون زرد ہو نہ بلبل گلزار رہگیا

چمکا جو اوسکا صاعقہ حسن بام پر
ہو کر بھچک مین پشت بدیوار رہگیا

شیشے کی شکل تو رہیگی تو یہ شراب خمار
چندے جدا اور اسیر گھر یار رہگیا

کہتے ہین جان رند تو دی کوے یار مین
دار الشفا مین مرکے یہ بیمار رہگیا

ہر دم کا خیال رخ زیبا نہین جاتا
کیون رند شرابی سر سے یہ سودا نہین جاتا

افسوس ہے تو رشک مسیحا نہین جاتا
حال اب تری بیمار کا دیکھا نہین جاتا

باقی ہے لب گور بھی عشق خط و گیسو
سر کٹ گیا پر سر سے یہ سودا نہین جاتا

اللہ رے علو کفر میں مجھ رند کا اے شیخ
کعبے کیطرف ہو کے کلیسا نہین جاتا

ویران ہے بیابان جنون جب سے گیا قیس
مجنون کوئی اب جانب صحرا نہین جاتا

غش کرنے تو ہے چمکانے یہ جو شکل مرے جان
شوق آپ سے موباف زری کا نہین جاتا

اوس لف کی تسخیر میں عاجز ہین سپیرے
کالا کسی منتر سے یہ کیلا نہین جاتا

جس بات کی چاہو قسم اک مرتبہ لے لو
ہر بار تو قرآن اوٹھایا نہین جاتا

صحت ہوئی اونکو جو آتے تھے نہین صدقے
چھڑا ہے یہ اب ماش کا پتلا نہین جاتا

کیا پہنچی خبر حال پریشان کی ہمارے
اوس تک کوئی اخبار کا پرچا نہین جاتا

ہے تذکرہ اب تک مری شوریدہ سری کا
یہ تذکرہ مذکور یہ چرچا نہین جاتا

ہر رنگ وہ روپ گر باقی ہے تماش
سب اڑ گیا پر غمزہ بیجا نہین جاتا

ہر گام پہ لگتا ہے قدم راہ وفا مین
کھائی ہے جو چیٹا یہی سنبھلا نہین جاتا

٢٦

ساقیا بھر دے کہ غنچوں کو چلو بھر شراب
فصل گل ہے کچھ رہے آجکل گھر گھر شراب
ہیں دو جامِ ستم کی بار ہے مثل ماہ و آفتاب
بزم میں ہیچ ترک آیا میکشی کو ساقیا
ہوں میکش محتسب میں ان پہلے حکم دان
پھر بہار آئی آگئی پھر شگفتہ ہوئے ہیں گل
گر صفائی قلب چاہے میکشی کر اختیار
الفت چشمان میگون جیو ہی کا نکرے لائے
شوق سے ہو داد دی پیر مغان کی تو قبول
بوسے لیتا ہی میگون ہو اگر مجکو نصیب
گر یہی ہیں جستجو ہی افراط ہو گی ساقیا
میکشی سے گر چہ زاہد کو ابھی انکار ہے
غم غلط ہوتا ہے غمگین کا سرور بادہ سے
دور دور جام و مینا دور گردون تک ہے
کھل ہی جاتی ہے بناوٹ آدمی کی نشے میں
دیکھتا کیفیت رنگ زمین آئینے میں
بیچتا ہے تیل کر پیر مغان جو کی قبول
مغتنم ہے وقت فرصت ایک دم را اور ہے
خشر کردن [illegible] مستیان مجھ رند کی

میں نشان دریا نوش کیا دیتا ہے ایک ساغر شراب
بادہ کش مستیان کیا ہیں پی پی کر شراب
جام گر دشمن ہے کہا یا کرے جگر شراب
خوب سے خوبتر بہتر سے ہو بہتر شراب
دودھ کو میل پلا دے طفل کو مادر شراب
تاک کر ساقی میں اندیشہ سے پھر سکر شراب
ورنہ آئینہ دل کرے روشنگر شراب
آدمی کو آپ سے کردیتی ہے باہر شراب
خواہ صورت سے اگر ہوتی کوئی دختر شراب
کہہ پر ساقی کو سجو دونی گر دے ہم سر شراب
چاہیے ہوتی پری شیشہ کے باہر شراب
دیکھتا ہوں سیر [illegible] پلا کر شراب
[illegible] لیتا ہے مجکو [illegible] گر شراب
بادہ کش [illegible] ساقی کہ پی پی کر شراب
صاف کر دیتی ہے انسان کا جوہر شراب
جام میں جمشید کے پیا جو اسکندر شراب
ہو گئی [illegible] آب زر شراب
ہو [illegible] ساقی کی ساغر شراب
[illegible] ساقی کوثر شراب

۲۷

روز فراق آٹھ پہر ہی سے بہہ گیا
تو آج چال کون سی چلتا ہے آفتاب

معذور ہے کریگا اگر اس سے مقابلہ
آنکھین نہین ہین چہرے پہ اندھا ہے آفتاب

اوسکی ہی شوخیان کی ہین گرمیان [illegible]
مانا یہ میرے نور کا پتلا ہے آفتاب

نکلے ہین چھپ کے لاکھ وہ اے غیرت مسیح
پیش ضیاے حسن تو سیلا ہے آفتاب

اوسکو سبھی مین بھر گیا ہے کیا آتش فراق
جلتا ہے میری طرح جھلستا ہے آفتاب

سنتے ہین کہ رات کو آؤ گے تو دن کہان
دیکھا ہے تو نے شب کو نکلتا ہے آفتاب

لٹکا ہوا جو [illegible] بابل مین اکدن
زہرا جبین پہ مرتا ہے آفتاب

حاضر اگر ہو دن کو تو غائب ہے رات کو
غمزہ یہ کس حسین سے سیکھا ہے آفتاب

بارش نہین ہے [illegible] مین کسی ملک کو
رومال رنگ کی ابر کا رکھتا ہے آفتاب

[illegible] کا دل [illegible] کم نہین
شیشے مین جن کی طرح اوتارا ہے آفتاب

پھرتا ہے [illegible] رخ یار ہو جدھر
سورج مکھی کا پھول کہون یا ہے آفتاب

داغ سفید صبح ہے میری نظر مین رشک
شبنم کی گو نگاہ مین رعنا ہے آفتاب

آج انکار نہ فرمائیے آپ
شب کی شب گھر ہی رہ جائیے آپ

جانئے گھر کو نہ گھبرائیے آپ
ہم نہ مر جائینگے بس جائیے آپ

کھولیے شوق سے بند انگیا کے
لیٹ کر ساتھ نہ شرمائیے آپ

آنے ہی سکتے ہو مین جاؤن گا
مین بھی آپکا نہین جانئے آپ

ڈھونڈتے پھرتے اگر لیکے چراغ
مجھسا عاشق جو کہین پائیے آپ

عمر بھر تو نہ قدم رنجہ کیا
ق
آئیے اب تو نہ ترسائیے آپ

جان مشتاق لبون پر آئی
کچھ وصیت ہو وہ سن جائیے آپ

دل بہلتا نہین مجھ سے ناصح
[illegible] سمجھائیے آپ

[illegible]

جان صدقے کرون کیا مال ہے مال
کاٹ دون سر کو جو فرمائیے آپ

[illegible]

محتاج عرض حال نہیں یار کی جناب
لڑوا ہے مین شیخ و برہمن کو بجیت
آتش فشان ہے برق تجلی قدیم سے
تکلیف اب نہ کیجیے گا مہربان مین
کھینچے گا شوق کوچہ دلدار کیطرف
گلشن مین گل ہو کر یہ ہو شوخ چشمیان
گندا کرم ہی مورد بیداد ہی سہی
انسان ہو یہ مین یہ ثابت ہوا مجھے
معشوق کی کمی نہیں عاشق مزاج کو
رخسار نہیں ہر روز منور ہو مثل ماہ
واقف نہیں کچھ بھی تو بجز رنج ہجر مین
عاشق ہون مین تو جذبہ دل کھینچ لائیگا

پہچان لیگا عالم ما فی الصدور آپ
مدرسہ کو کریگا ہمین … فتور آپ
معلوم ہو یہ جلا چکے ہین کوہ طور آپ
سہم جائیگا تڑپ کر دل ناصبور آپ
لیجائیگا بہشت مین … حور آپ
نرگس کو جلکو آنکہ دکھائین غرور آپ
ثابت کرینگا یار پہ اپنا قصور آپ
رہتے نہ کیون بہشت مین ہوتے جو حور آپ
بس بس زیادتی نہ کرین اب حضور آپ
انصاف تو یہ ہے کہ سراپا ہین نور آپ
ساتہ اپنے لیگئے مری دل کا سرور آپ
دیکھون تو جیح کرتے تلک پہرینگے دور دور آپ

نازان ہون میں خدا اوسکی کریمی کی شان پر
ہوتے ہین شوق عفو مین مجہسے قصور آپ

٢٩

سر ان حبیبا تہا اگر گل رخسار کا روپ
کون کہتا ہے کہ بگڑا مرے دلدار کا روپ
ہونگے حیران بھی غفلت دیکھکے ہم زلفون کی
عالم جنبش ابرو بھی دکھا دے اکدن
چاندنی رات میں موج رشک قمر آیا ہے

چل دلا دیکھین کسی کی در دیوار کا روپ
اب تلک تو وہی جوبن ہے وہی یار کا روپ
دیکھنے دینگے نہ کوئی کمر یار کا روپ
دیکھیں چلتے مین جو قاتل تری تلوار کا روپ
آج کچھ اور ہی عالم ہے در و دیوار کا روپ

ہر گل تر نظر آنے لگے محبوب حسین
چشم بلبل سے اگر دیکھے گلزار کا روپ

ولکا سینے میں یہی حال ہوا ہی دل ریش یار | جو قفس میں ہو کسی مرغ گرفتار کا رنگ

شوق دیدار میں ہی ایک بعینہ ای رند
چشم تصویر کا اور دیدۂ بیدار کا رنگ

کہتے ہیں جسکو عرش برین ہی وہ بام دوست | اعلیٰ ترین مرتبہ دیکھا مقام دوست
کٹتے ہیں سیکڑون کے گلو گام گام پر | چلنے سے تیغ کے نہیں کچھ کم خرام دوست
چاٹا ہی جیبسے حسن شہیدان عشق کو | سکتا ہی سے نکلی پڑتی ہی باہر حسام دوست
صحبت مین جنکو شک ہے وہ ہین ہیچ غلط ہنوز | ہم وحی جانتے ہین سراسر کلام دوست
انبر و نعل بانگین ہی زیادہ فراج مین | عرش برین مین جبلتی ہی احتسام دوست
ہی جسمین کوہ طور پہ اک روز جائیے | مثل کلیم ہو جیے وان ہمکلام دوست
سکہ بٹھایا اپنی محبت کا یار نے | کندہ ہی مثل نقش نگین دل پہ نام دوست
عاشق جلو مین وہ تو ہی رفتار مری | ہرگز قدم لگا نہ کہین جز خرام دوست
وہ بی نشان ہی یہی اوسکا نشان ہے | کہتے ہین اسم پاک جسے ہی وہ نام دوست
پیغامبر کو دخل نہین اس مقام مین | بے واسطہ پہنچتا ہی مجکو پیام دوست
آتا ہی یار فاتحہ پڑھنے کو بیشتر | لوح لحد ہی تختۂ مشق خرام دوست
مارے خوشی کے منہ سے نکلتی نہیں ہی بات | شاید زبانی لایا ہی قاصد پیام دوست
وان کب گذار ہر کس و ناکس محال ہے | پر جلتے ہین ملک کی جہان ہی مقام دوست
رہتا ہی وہ خرابی مین پنہان مثال گنج | جو دل شکستہ ہی وہی دل ہی مقام دوست
بیٹھا کرے وہ شوخ جو کوٹھے پر آنکر | میلا سا روز رہنے لگے زیر بام دوست
ای رند مشک وعود کی کیا اوسکو حاجت | رکھتی ہی بو یہی زلف معطر مشام دوست

صاف ہو جائے دل جسکی کدورت سے کبھی
جا بیٹھے دہن خاطر ہی غبار آج کی رات
مہربانی ہی مری حال پہ ... سو
کچھ بہت پانو میں ... یار آج کی رات
منفعل ... آج کی رات
روی روشن ... آج کی رات
کل تلک تو یہ چمک حسن کی ... نہ تھی
جو روش یار کی ... آج کی رات

۳۰

٣١

نالہ ہونے لگا افلاک کے پار آجکی رات
ضبط مجھسے نہوا آخر کار آجکی رات

شب فرقت کی مصیبت کو گوارا کر لے
کاٹ دے نالے سے کر کے دل زار آجکی رات

حل آتا ہے سیاہی سے شب فرقت کی
گو کہ تاریک ہے تیرہ و تار آجکی رات

تا دم صبح تری یاد مین اے رشک مسیح
مثل بیمار کراہا دل زار آجکی رات

کل جگا لیجو شب وصل ہمین ماہ کے ساتھ
سو لوں دے گا وہ دل بے صبر و قرار آجکی رات

شب آئندہ پہ موقوف رہا وعدۂ وصل
دیکھیے کیسی ہے کیونکر دل زار آجکی رات

بھگیا دل تو لہو ہو کے شب ہجر مین کل
تو بھی جا چھپ کہین اے جان نزار آجکی رات

شب تاریک جدائی ہے فقط اور ہم ہین
کوئی مونس ہے نہ غمخوار نہ یار آجکی رات

خواب غفلت مین بھی اے یار رہا تیرا خیال
نیند مین تجھکو پکار اٹھی یار آجکی رات

مغتنم جان اگر خیر سے گذرے شب ہجر
تجھ پہ بھاری ہے بہت اے دل زار آجکی رات

یار رہ مین کو چھڑا ہاتھ سے گھر اپنے گیا
مین بھی کھولونگا گریبان مین تار آجکی رات

روز و دم ناک مین کرتی ہے بلای شب ہجر
کھینچتا ہے مجھے گرد ابر حصار آجکی رات

اے جنون مشغلۂ عالم تنہائی سے ہے
گن ہماری تو گریبان کے تار آجکی رات

جو بھی تار ہے رونیکا تو اے چشم سنا
ہاتھ سے جائیگا سر رشتہ کار آجکی رات

دل جگر آتش فرقت نے جلا سے ای رند
ساتھ ہر نالے کے اڑتے ہین شرار آجکی رات

گیا کبھی کالی ہجر مین کیونکر تمام رات
گذری جو کچھ گذر گئی مجھپر تمام رات

نیند آئی تم بغیر نہ دم بھر تمام رات
تارے گنا کیا ہون مین دلبر تمام رات

اندھیر تھا نظر مین جہان تار و تیرہ تھا
سمجھا رہا تو ماہ منور تمام رات

دلمین چھپا کے ... تمام رات
آتش کا شور ... تمام رات
[illegible]

کشتنی سیکڑون نے ندانکو سزاوار ہین بہت
عشقبازی جو خطا ہی تو گنہگار ہین بہت

دیکھکر تابش خورشید قیامت اے ماہ
یاد آئیگا ترا سایۂ دیوار بہت

کردیا ہجر نے زار کو سو سی باریک
نکرو کہیں تو فکر کمر یار بہت

آج بیکار ہے آنا ترا اے عزرائیل
جان لینے کو ہے فرقت کی شب تار بہت

نہ لگی صبح تلک اوسکی زبان تالو سے
کل سے ہی آج گرا حال دل بیمار بہت

نہیں ہے تمہارے رخ رنگین کا نظارہ نہ سہی
دل لگی کرلی گل سیکڑون گلزار بہت

جھانکنا کیا کسی عاشق کا ہوا مد نظر
تاکتے پھرتے ہو کچھ روزن دیوار بہت

نظر آئے مرض عشق کے آثار برے
طول کھینچیگا مسیحا مرا آزار بہت

کیفی تو نہ پہنوا ہی کہیں شنگرفی
خوش تو آئی تری رنگینی گفتار بہت

ناتوانی نے بنایا ہے زبس زار نحیف
میرے دب مرنیکو ہے سایۂ دیوار بہت

مژدۂ وصل کسی روز تو کہلا بھیجو
پی چکا خون جگر ہجر میں ہے یار بہت

محفل غیر سے پہلو سے سرک کے بیٹھو
غلبۂ شوق کا ہوتا ہے مجھے یار بہت

پرورش منتظر اونکی رہی کس کس کی
ہم سے پھرتے ہین مصیبت کے گرفتار بہت

ہو نہیں بازار جہان میں یہ متاع کامل
مسترد کرکے ہی لیکے خریدار بہت

مختصر یہ ہے دلا درگذر اب جانے دی
طول ہو جائیگا کیون کرتا ہے تکرار بہت

ق

سر بازار کوئی آئی تو وہ یوسف وش
باندھی پھرتی ہین نقد خریدار بہت

سیکڑون یار ملینگے جو وفادار ہین ہم
ہاں اچھا ہے ہمارا تو خریدار بہت

عشق کچھ آپ پہ موقوف نہیں غنچہ دہن
ایک سے ایک زمانے میں طرحدار بہت

طرف غیر سے پھیرو رخ ابرو کو ادہر
ایک جانب کو گسانی نہیں تلوار بہت

جاتا ہی ہر قدم دم قیس حزین لیٹ اوٹ
پردہ شتاب لیلی محمل نشین الٹ

یون بیک بیک نقاب کو منہ سی حسین لیٹ اوٹ
دہشت سے ہی بخا ہو مرا دم کہین اوٹ لیٹ

دریہ ہی آکے میرا مسیحا جو پھر گیا
آنکھین گئین ہم نفس واپسین لیٹ اوٹ

ماہ چہاردہ شب یلدا مین ہی عیان
بالونکو اپنے چہرے پہ سوای مہ جبین اوٹ

اقرار وصل کر کے اب انکار ہی عبث
منکر نہو زبان سے ای نازنین اوٹ لیٹ

مار سیاہ زلف ہوا دل پناہ مانگ
سیلاب تجکو دشت کے جاوی کہین لیٹ اوٹ

مانند لالہ داغ نہ لگ جائی ای نسیم
یا فون کی طرح برگ گل یاسمین لیٹ اوٹ

تیغ نگاہ ناز جدا سے [illegible] عاشق چلی
تم دیکھیا صفین کی صفین [illegible] اولٹ

پہنچیو نسیم رات کو اس بادہ نوش کی
شیشی کہین لڑھکو ساغر کہین لیٹ اوٹ

ہو کر دو چار چشم فسون ساز سے تری
گر سحر سامری ہو تو جاوی زمین اوٹ

نکلی جو جان حسرت دیدار یار مین
آنکھون کی پتلیان ہم آخر کہین لیٹ اوٹ

برگشتہ یار ہو گیا مجہ [illegible] بار سے
قسمت کی [illegible] جاوی یونہی نشین لیٹ اوٹ

بسمل [illegible] کی بیٹھین اوڑا چکی
دامن [illegible] آستین اوٹ

وہ خواب ناز مین ہی چل آہستہ ای نسیم
انچل نہ روی یار سے جاوی کہین لیٹ اوٹ

[illegible]
[illegible] جاوسے کہین اوٹ

[illegible] مقصود ہی اوا دل عبث
قد گر جان کو [illegible] عبث

تیغ ابرو کو اشارہ ہی کیا ہم اپنا تمام
[illegible] عبث

[illegible]
[illegible] عبث

۳۳

[illegible]

وادی ایمن کا جلوہ دیکھتا ہوں جا بجا میں
کیا دہ بت آیا ہے یہاں کرتا ہے بیخانہ آج

پیچھا سوی قفس بھولو تو آتے ہیں
فرد بادراہ عصفیران چمن کی بہار

قیضہ قاتل میں ہی آگاہ دیکھ کے ہم ملک آن بہار

شمع سان آتش بگو ہیں ہی انداز

آرزوی وصل میں ہر شب ہی سا فی تیرا بیخانہ آج

قسمت اوسکی قد سے زندگی تھی شاہد | آیا ہے کہ اوکا آیا کو سروِ چمن عجب
دیکھو یہی بیکار ہے دل کہیں | ہوتی ہے دہر میں یہ بانکپن عجب
میں نقش ہے ہم نگاہ سے چشم نگاہ | میرا اسپ دیدہ جو ترے گہ کو عجب
تیرا سایہ کو دیکھا ہے ترے ہمو سکا | کی بی شیخ یہ ہو تری گور کو عجب
تاثیر دار ایک ہی نالہ ستمگار سے | گہرے یہی بادہ گو بیان مرغ چمن عجب
تیر ہی ہے رست بازو نہیں حق تری شرہ | بل کرتی ہے زلف شکن در شکن عجب
پائیں مقام دوست جو باہر ہوں آپ سے | کعبے میں شیخ دیر میں ہیں برہمن عجب
دیوانہ یہ ہی کیا کسی غنچہ دہن کا ہے | گل چاک چاک کرتا نہیں پیرہن عجب
تو دو کاٹ کر لگا میں مرتا تھا اب | میلا کیا دہر ی دہر ی اپنا کفن عجب

نقصان جان ہے رشد ہو دو غم بہم ہوی
کرتے ہو رنج ہجر میں نکتہ سخن عجب

ماہرو دلبر ہوا ہے آنکے ہمخانہ آج | غیرت برج قمر میرا بنا کاشانہ آج
ہے منور شمع روی یار سے کاشانہ آج | پر جلیں آئی اگر اس بزم میں پروانہ آج
سب سے پہلی دور کرمنہ کو گلا کٹوا دیا | کام آئی آخر اپنی ہمت مردانہ آج
زخم بر جائی کہ گھٹ جاتی ہے جو مطلب نہیں | میں دی یہ کہتا ہوں خبس حسن کا پیمانہ آج
تیری دیوانوں کو دم کی ہے یہ رونق اے پری | شہر سے آباد آتا ہے نظر ویرانہ آج
پاس قاتل تا کجا اے کشتہ تیغ ادا | ڈالدے اوسکی کمر میں ہاتھ بیباکانہ آج
انہیں میں کی سیر کرتا وہ کسی کو اے پری | ملو شہ زنجیر میں توڑا تا ہے ترا دیوانہ آج
ہاتھ آوے مال زر ہیہات کیا پرست نہیں | قسمت کہیں ترا دیس شوخ کا پیمانہ آج

۳۴

کسکو معلوم ہے احوال کہ کل کیا ہوگا — تجکو نادان عبث فکر یہ سال ہے آج
دھوم ہے چار طرف یار کی آرایش کی — شور ہا زیب ہے آوازہ خلخال ہے آج
ہجر دلدار مین بھی وصل کا حاصل ہے لطف — ہر گھڑی پیش نظر یار کی تمثال ہے آج
پہول سے منہ مین لیکر جو پیا ہے حقہ — غنچہ گل سے معطر تری منقال ہے آج
گنج بخشی تری عاشق کو ہوئی ہے منظور — سلطنت پاس ہے تارونکی تو کیا مال ہے آج
رمضان ہو چکا ایام تقدس گذرے — مژدہ ہو بادہ کشان غرہ شوال ہے آج
خود بخود دل مرا افسردہ ہوا جاتا ہے — کچھ سمجھ مین نہین آتا مرا کیا حال ہے آج
رنگ زرد اور لب خشک جو دیکھو ہین مرے — خود بھی فرماتی ہین ہنسکر ترا کیا حال ہے آج
پہر ہے دل کا قلق ہے وہی بیتابی ہے — رات کو حال جو گذرا تہا وہی حال ہے آج
رشک عیسی مرا پوچھو تو یہ کہنا قاصد — آپکی جانتی ہو اوسکا برا حال ہے آج
واہ رے طالع برگشتہ ہے خوبی بخت — قرعہ نیک بہی میری لیے بدفال ہے آج
وقت رخصت کو نہ اب ہیچ غنیمت جانا — کل جو سہل تجھے تہو وہ اشکال ہے آج
وجہ صد حیف ہو ملایا و نہ قوال کو قول — حال باقی ہے کسی بزم مین قال ہے آج
رشک ہے غیر کی مہر ہے ہوا آئیگی کل — شام ہے ورد زبان کرچہ وخال ہے آج
آج تو مین ہی مشرف ہون تم آنکھوں ہی سے — روز نوروز ہوا جاوے نیا سال ہے آج
گو ہے تاریک ہی اور عالم تنہائی ہے — بیت باکا ہے مین پیش اعمال ہے آج
آہ ہے مجھپر پیا کی ہوا ہے عذاب — روح ہو دلی ہے [illegible] ہے آج
مین جیتا ہون لرزتی ہے زمین کتنی ہے خلق — زلزلہ آیا زمین ہلتی ہے بہونچال ہے آج
رشک سمجھا ہے یہان کوئی کہ پردہ — گلشنو اہل شہر کو لیے ٹکسال ہے آج

نہین چہپتا کبھی الفت کا مارا	محبت کا بھی ہوتا ہے بڑا پیچ
ہوا ہیفائدہ نقصان جان کا	دل ناداں دیا تونے برا پیچ
مجھے دم دیکے ٹالا کرکے اقرار	نہ آیا پر نہ آیا کر گیا پیچ
پڑی ہے بہر عشق کی پہانسی گلو مین	بچے تھے کس مصیبت سے اوٹھا پیچ

چہری کی طرحسے رکتی نہین رند
نگہ نے اوسکی سیکہا بانک کا پیچ

ناز کا مرنہ اوٹھا منت دیدار نہ کھینچ	صدمۂ کشمکش سبحہ و زنار نہ کھینچ
نکہ خط مین کہا کر گل رخسار نہ کھینچ	بہول کر بہی سلکی کا تو مین مجہے یار نہ کھینچ
جبین یا برو نہو ہر بات مین تیوری چڑہا	رہت بار و نسی کبھی ہوکر تلوار نہ کھینچ
دم نکلجائیگا جاتی تری ہیٹ جاویگی	نالۂ دل تو کہین مرغ گرفتار نہ کھینچ
شب گئی آئی نسیم سحری کی جھونکی	منت خواب سے دیدۂ بیدار نہ کھینچ
مرض الموت محبت ہے نہونگا جانبر	رنج بیہودہ عبث اے مری غمخوار نہ کھینچ
روز محشر کی طوالت کو نکر شرمندہ	استقدر طول تو فرقت کی شب تار نہ کھینچ
عرق ہوجاتی ہین عشاق کے دل اشک مین	ناز سے پای حنائی و دم رفتار نہ کھینچ
عشق مژگان مین ہوا ہے تو اگر پشت نورد	پاؤن کیا دلمین چبھی خار تو زنہار نہ کھینچ
عشق ابروی بتان کا نہ ارادہ کرنا	کبھی کی یکسان سے دل زار نہ کھینچ
زندگی تلخ نکر اسپے پرستار ونکی	دن بہت رہتے کے اوسحر کی جفا نہ کھینچ
ہونہ تو وہم و گمان شعراسی غالب	تحکم کو سوی عدم اوکر یار نہ کھینچ
کلمۂ حق ہے اگر قد کو تری سرو کہا	رہت کو یون مجھے سولی پہ جفا کار نہ کھینچ

[illegible]

منتظر جان شب وصل تھا میں پی پی | پھر نہ ساقی ہو نہ ساغر ہو نہ مینا و صبح

یار کے کان کا جھمکا مجھے یاد آیا رند
چرخ پر دیکھا اگر عقد ثریا دم صبح

زندگی کر دیگا ہجران او دل ناکام تلخ | عشق کا آغاز شیرین ہی مگر انجام تلخ
بیٹھی آنکھوں سے دیکھا ایکدن دلدار نے | کر دیے شوریدہ بختی نے مری بادام تلخ
وصل میں جو سوچ تھی لبہای شیرین یار کے | کر دیے صفرا نے فرقت کے دہان کام تلخ
ہر شیرین آئے کسکو سمجھا ہی تو یان شربت کو | کیا مجھکو ہر گھڑی تھا ہی او خود کام تلخ
خار خار سیکشی نے کر رکھا ہے بیقرار | خواب و خور ہی تجھ بغیر اے ساقی گلفام تلخ
ذائقہ تبدیل ہو نعمت کا وہ بدبخت ہون | شہد ہو تو کر دی منہ میں شبابت ایام تلخ
کیا ایسنگی شبنم قسمت وہ گالیان ہو کر ترش | رشک شیرین کون ہو گا تیرے دشنام تلخ
منہ بنائے نامہ بر آیا ہی یارب خیر ہو | کچھ نہ کچھ بھیجا زبانی یار نے پیغام تلخ
نیست صحت سی ہوی گر مریض چشم یار | ہو گئی افیون سے زیادہ شیرہ بادام تلخ
شکوے سنیں انکو کہا دیں کچھ جو ہو انکو گران | ہو گیو ہیں ہجر میں اب خور و آرام تلخ
طاق پر رکھ دے یہ شیشہ اور لا ساقی شراب | ایک تو شیرین پلا دے پی چکا ہوں جام تلخ
پھیر دو سب پر چھری کہدو کوئی صیاد سے | زیست ہے ہم تو گرفتاروں کو زیر دام تلخ
مار ڈالا تو نے شیرین بے گنہ فرہاد کو | بھیجا کیوں اس عاشق جانباز کو پیغام تلخ

عمر بھر وہ شکرین لب کس طرح گذری نہ رند
ماہ تلخ و سال تلخ و صبح تلخ و شام تلخ

ساقی نہیں شیشے میں مرے ہوش ربا بند | مینا میں کیا خضر نے یہ آب بقا بند

۳۷

[illegible]

تا مین سنی جاتی نہین نالہ کس کی ۔ سو جاتین الہی ہیر ہر گوش شنوا بند
کر خاطر محزون کو ہماری ہی شگفتہ ۔ اک عمر سے ہے غنچۂ دل باد صبا بند
پہیلا تو نہین ست سوال آگے کسیکے ۔ مشہی کو سدا رکہتے ہین تیری فقرا بند
خواہان ہے یہ عاجز تری ہمت کا دگا ۔ مطلب ہر اک بند ہوا ہو عقدہ کشا بند
وقت طلبی کرنے لگا ہے دم جولان ۔ رہو تو سن فکر انیا کئی سال سو جا بند
بلبل ہوا خاموش مری زمزمہ سنکر ۔ طوطی کا مرے ناطقے سو نطق ہوا بند

موقوف ہوی نالہ دل گور مین اسے رند
منزل پہ پہونچکر ہوئی آواز درا بند

کہلی ہے کنج قفس مین مری زبان صیاد ۔ مین ماجرای چمن کیا کرون بیان صیاد
دکہائیگا نہ اگر سیر بوستان صیاد ۔ پہڑک پہڑک کر قفس ہی مین دونگا جان صیاد
جہان گیا مین گیا دام لیکر وان صیاد ۔ مرا تلاش مین میری کہان کہان صیاد
دکہایا کنج قفس مجکو آب ودانے نے ۔ وگرنہ دام کہان مین کہان کہان صیاد
اوجاڑا موسم گل ہی مین آشیان میرا ۔ الہی ٹوٹ پڑے تجپہ آسمان صیاد
مین کہو چکا ہون ام مین بلبل آشیانہ جلا ۔ سہم یہ مشورہ کرتی ہین باغبان صیاد
عجیب قصے ہے دلچسپ اک حکایت ہے ۔ سناؤن گا گل وبلبل کی داستان صیاد
نہ گل کہلینگے نہ چہکاریگا کوئی بلبل ۔ بہار باغ کو ہوگی تو ہے خزان صیاد
ہماری زندہ گہیٹے گا دام مین شاید ۔ بچہاے دانہ بچہاتا ہے استخوان صیاد
خبر نہین کسی کہتے ہین گل چمن کیسا ۔ قفس کو جانتے ہین ہمتو آشیان صیاد
اور واسطہ کہ ہے کے مجکو چمن دکہاتا ہے ۔ کئی برس مین ہوا ہے مزاجدان صیاد

وہ عندلیب ہوں جلکر کروں جو نالہ گرم
مری بیان کو سن سنگ کانپ اوٹھا
الہی دیکھیے کیونکر نباہ ہوتا ہے
سوای شکر شکایت اگر کبھی کی ہے

قفس کے چاکوں سے اوٹھنے لگے دہواں صیاد
غضب یہ ہے کہ سمجھتا نہیں زبان صیاد
زبان دراز ہوں میں اور بد زبان صیاد
الہی قطع ہو منقار سے زبان صیاد

فریب دانہ دکھانا میں زنہار اسے رند
نہ کرتا دام اگر خاک میں نہان صیاد

سکت کہاں جو کرے تیرے ناتوان فریاد
یہ ہے یقین کہ جلے گی رائگان فریاد
گئے نہیں جو حسرت دیدار لیکے دنیا سے
فراق یار میں جب ہو سکا وہ کر دیکھا
دلیلے ہے خورشید و ماہ کانوں میں
رہیگا سینے میں جل آئیگا جگر سینہ کو
چھیگا بعد فنا بھی نہ شغل نالہ کشی
تمہارے واسطے نالاں ہیں سارے خرد و بزرگ
ستم فراق میں اذیت کراہنے کے سوا
ہے دل کچھ نہیں بلبل و ہائی دینے سے
اثر ہے یاد بہاری کا آہ میں میری
کیا نہ اپنی جو دریا پہ وہ بت ترسا
لگا کی عرضی عدالت میں مجھپہ جو ستم کیا

ق

اوسے تو آہ کا یارا نہیں کہاں فریاد
مگر کرینگے کبھی بہر امتحان فریاد
کرینگی حشر کو آنکھوں کی پتلیاں فریاد
نہ آہ و نالہ کروں میں نہ اپنی فغان فریاد
ستم زدوں کی ہے خاک آسمان فریاد
کبھی سنو گے جو عاشق کی میری جان فریاد
کرینگے شکل مزامیر استخوان فریاد
جو پیر کر تو ہیں آہیں تو نوجوان فریاد
قسم خدا کی جو آتی ہو تا زبان فریاد
سنو گا نالوں کو گلچین نہ باغبان فریاد
وہ گل کرے لب نازک سے غنچہ سان فریاد
کرینگی صورت ناقوس مچھلیاں فریاد
ابھی تو تم نکرو گے کہاں کہاں فریاد

خواں نعت ہے فلک کی ہوا تا مغرور
سمجھی کیا عجب جھکی ناز عشق ہی کی ہمانی پر
قدکشی کی کرکے صنم تجھی ہوا ہو پہ ذلیل
اوس سی پرچکی ہی سرو گلستانی پر
سرنوشت اپنی کاکی کاتب تقدیر نے کیون
کھینچا تھا خط باطل مری پیشانی پر
ورد لطف سی خدا کی نکلا اوی رند
نا خدائی کی مری کشتی طوفانی پر
شعلہ رخسار دہ دیکھ کیا رات ہم

جیا گئی ظلمت خط چہرۂ نورانی پر
کس کو دون ترو جلازی دوا میں آئی
یکا دی جمعیت احباب پریشانی پر
ایک عالم ہی گرفتار ری کاکل کا
مہتاب سا دو عشق میں ہوی نگہبانی پر
ادب کا عجز نہیں جب یہ معلوم ہوا
دیبان کرنا ہوی دم و سامانی پر
ساقو ساماں کیا ہوں چھا ہوا اللہ

قتل کا حکم ہو دیکھیے کس کس کی آج
سادگی مجکو حسینوں کی پسندیدہ ہی
اسکا مارا ہوا پانی بھی نہ مانگی قاتل
تیرہ بختی سی نہ کیا کبھی روز روشن
مٹ گیا ہوگا یقین ہی خط پیشانی بھی
تجکو یوسف جو دیکھو نہ کر ہوا مہ جبیں
بھیں دی لیکن یہ وہ تیغ میان تنگ آلودہ
لب دریا ہی شب ماہ ہو ساقی ہی
ایک دن قاف کو جنت میں لگا باغ لگا
جامہ زیبی کا صنم قطع ہی جامہ تجھ
یار کی زلف پہ سودائی ہوئی ہیں پریان
پیر گردوں نے دکھائی ہیں تماشی کیا کیا
قسمت ہی وہ پیدا کرو خاک جنید

حکم ہے آئینہ گنہگار محبت در پہ
طالب حسن ہوں عاشق نہیں میں پیر پہ
ختم تقدیر کا جو ہر ہی تری خنجر پہ
زلف شبگوں کا پڑا سایہ مری اختر پہ
اسقدر کی ہی جبین سائی تیرا در پہ
سورۂ نور کو دم شام کی صبح انور پہ
آکے مصر کی مرو جو ہر پہ
کرتے گرد میں تسکین لیلی ساغر پہ
دم نکلتا ہی کسی شوخ پری پیکر پہ
زیب پوشاک کی ہوتی ہی تری پیکر پہ
حور کی رال ٹپکتی ہی مری ابتر پہ
شعبدہ بازی سی بازیگر پہ
سایہ فگن ہو کبھی میری سر پہ

عشق میں لالہ عذاروں کے گل کھاتے رند
داغ ہی داغ ہیں طاؤس صفت پیکر پہ

رشک ائینہ کیا آگو مری حیرانی پہ
ہو گیا وحشت میں کیا ہم نے
حال کو کھلا ہو نگہ وقت یہ میں
شیر کا وہ صحرا او شہر کی الکیر

صدقی جمعیت خاطر ہو پریشانی پر
اک ساحل کہ میں کشتی طوفانی پر
جوہر تیغ عیاں ہوتا ہی عریانی پر
خط تقدیر کا کاتب نے پیشانی پر

[illegible]

بخت خفتہ نے یون کروٹ لی کہ جگا یا رات بہر کیا کہون درد میلو نے ستایا رات بہر	نوجوان دلبر ہو باتون ہی مین جاتی ہے ہجر کی شب وہ مسیحا جو تہا آغوش مین

شام سے او سکو تصور رہنے نورانی کا تہا
گیسوؤن کا رنگ رہا مضمون نیا یا رات بہر

موقوف ہی جہاد ظہور امام پہ سو سو درود پڑہتا ہون ساقی کے نام پہ کیا گذرے دیکہین خضر علیہ السلام پہ ساقی وگرنہ دور ہی یہ اختتام پہ دیکہا نہین ہے تجکو مین عاشق ہون نام پہ طاوس سہد کرتی مین تیری خرام پہ گل کہا کے مرگیا ہے نہین اک سبز فام پہ سو سو دعائین پڑہتا ہون اک ایک جام پہ میخانے کو لٹاؤن مین ساقی کے نام پہ بے مزہ بان گذار ہوا میرا بام پہ قائم رہی خدا کرے روز قیام پہ او شہسوار ہاتہ رکہ اب تو لگام پہ ہے شام کو تو صبح پہ اور صبح شام پہ جو لوگ جان دیتے ہین مال حرام پہ کہدو اونکا دعای قدح اپنے جام پہ	ہونے دے شاد منکرون کو اردو جام پہ پڑتی ہے انکہ جب مری مینا و جام پہ سنتا ہون انکا حکم ہے کل قتل عام پہ اک جام بہر کے ہمکو بہی ڈالا ہے چشم شہرہ سنا ہے تیرا یہ صحبت نہین ہوئی عاشق ہوئے ہین ہم کہ گلون کی بلبلین مرلے یہ ہی یقین ہے رہین داغ دل ہرے رہتا ہے خوب نشہ مین بہی دور چرخ کا وہ مست ناز کر ہے جو پی شراب وے پہونچا مین لے مجاز حقیقت کی کنہ کو وعدہ کیا ہے شکل دکہانے کا حشر کو دوڑین جلو مین طالب دیدار تا کجا یہ زلف و رخ دکہانے کو وعدہ کا حال ہے بے شبہ وہ تجہ سے ہین مردار کو حلال مضمون ہے شکست فلک ہجر یہ تا ابد

[illegible]

ٹپڑ گیا خون شہیدان محبت کا مزا
نکلا پڑتا ہے اب اس ترک کا خنجر باہر

صبر کر صبر شب ہجر میں پہلو کو نہ توڑ
کیا نکل جائیگا تو اے دل مضطر باہر

طرز پوشاک جدی سب سے نرالا انداز
ساری گہنوں سے ہے اس شوخ کا زیور باہر

سیر صحرا کو کبھی آن نکل اے شہ حسن
شہر سے ہے تری درویش کا بستر باہر

قتل ہو کر بھی رہا خانۂ زنجیر سے انس
دھڑ تڑپ کر گیا زندان میں ہے سر باہر

دور گردون ہے جب نزدیک اے ساقی
حلقۂ بادہ کشان سے نہو ساغر باہر

شب فرقت میں بھی آتا ہے جمین ہر بار
پھینک دون چیر کے سینہ دل مضطر باہر

گنبدی میں گذرا اس طفل حسین کا ہوگا
لے ہی نکلیگا ادھر شوق کبوتر باہر

دریہ قد غصن ہے جہر کس سے منگاؤن اوسکی
آکے جانے نہیں پاتا کوئی اندر باہر

رشک شمشاد نے جلوا دیا کسوا کے اوسے
ہو گیا حد ادب سے جو صنوبر باہر

دل سوزان کی حرارت سے جلا جاتا ہوں
گلخن سینہ سے پھینکونگا یہ اخگر باہر

سر عشاق کو کیا روز سیہ لاؤگے
بال کھولے جو چلے آتے ہو اکثر باہر

ڈالے نور حمین مجھے بیچیدگی یا جنت میں
تیری مرضی سے نہیں اے اور محشر باہر

میری پہلو میں تو شوخی نے ٹھہرنے دیا
ہونگی آغوش تصور سے وہ کیونکر باہر

ڈالیونگا کمر یار میں میں دوڑ کے ہاتھ
کبھی نکلیگا نہ کیا گھر سے ستمگر باہر

خوش قد لگا کیا کس سرو کی قد سے ہوئی
باغبان باغ سے کرتا ہے صنوبر باہر

مہربان آپ کرم کیجیے تو کر کے خبر
گھر میں کم ہوتا ہوں جاتا ہوں نہیں اکثر باہر

اسقدر زار ہے نہیں بادگر ہر جھونکے میں
اوڑ کے پڑ جاتا ہوں گھر سے مع بستر باہر

کیا وطن میں تھا جو میرے لئے غربت نہیں
مرد درویش ہوں یکسان ہے مجھے گھر باہر

دیکھنے والوں کا دروازے پہ ستا ہجوم / رہ صنم گہر سے نکلتا نہیں گر ہم باہر
آبرو گر تجھے منظور ہے کر ترک وطن / قدر ہوتی ہے صدف سے جو ہو گوہر باہر
نہیں گیسو رخ زیبا پہ ترے رشک پری / طائر حسن کے نکلے ہیں یہ شہپر باہر
بغل گور میں تنہا وہ پڑے سوتے ہیں / جنکو آغوش سے کرتی تہی مادر باہر
رگ سودا میں مری ہے اثر مقناطیس / نکلے گا ڈوٹ کے فصاد کا نشتر باہر
دل لیا جان بھی حاضر ہے اگر ہو منظور / نہیں تجھ سے میں کسی حال میں دلبر باہر
ہوں میں وہ مشتاق شہادت کہ مرا دم نہ رکا / میاں سے جب ہوا دیں ترک کا خنجر باہر
میں وہ مجرم ہوں جہنم میں اگر جاؤنگا / اہل دوزخ بھی کہیں گے کہ ہو باہر باہر

گیا دنیا سے تہیدست یہ لکھیں رند
رکھو تابوت سے بھی دست سکندر باہر

بارہ رکھوا تا ہے قاتل خنجر فولاد پر / فتنۂ دوراں ہے باندھی ہے کمر بیداد پر
نالے ہیں نالہ ہے اور فریاد ہے فریاد پر / کون غم ٹوٹا ہوا ہے خاطر ناشاد پر
ہو گرفتار قفس آمادہ ہیں فریاد پر / ناگوارا گر نہ گذرے خاطر صیاد پر
شاق ہے گلشن میں طبع بلبل ناشاد پر / گوش گل ہنسنے لگے جیسے مری فریاد پر
دیکھ کر قامت کشیدہ میرے سرو ناز کو / پڑ گئے قمری کے چھلے اڑ کے سر شمشاد پر
عیش میں مشغول ہے شیریں تو کیا خسرو کے ساتھ / کام اپنا کر چکا تیشہ سر فرہاد پر
بوجھ ہے گردن پہ سر کا قتل کیوں کرتا نہیں / کیا سبکدوشی ہماری بار ہے جلاد پر
مر کے چھوٹینگے قفس سے اوڑ کے جاوینگے کہاں / قابل پرواز اب اپنے نہیں صیاد پر
دام میں لا کر پھنسایا ابتو آپ نے دانے نے / کھل ہی جاوینگے مرے عیب و ہنر صیاد پر

۴۳

پھول ہو زرد گل خزاں سے روئے خنداں دیکھ کر
ہو گئی بارے زیارت مصحف عارض نصیب / آج میں نکلا تھا گہر سے فال قرآن دیکھ کر
پنجۂ مرجاں سے آیا دست رنگیں کا خیال / یاد آئی وہ کلائی شاخ مرجاں دیکھ کر
دل میں آتی ہے بھی چاہ زنخداں دیکھ کر
باغباں [illegible] گلستاں دیکھ کر

عجز پستی و بلندی سے کی کردن دشت مین
قصد کہسار کا ہو جانب صحرا ہو کر
اگر نہ کی کا ہو گمان شکوہ بالا گری کا
رنگ اڑ جا ہو دو چند تیرا میلا ہو کر
جلوہ فرما ہو محفل ہو تکلف نہ کرو
منہ چھپا ہو بحث انجمن آرا ہو کر
چشم بینا کی جب داغ جگر ہو آیا
جل پیدا کیا ناسور نے اچھا ہو کر
منہ بنا لیتے ہو جب بھی ہو ذکر عاشق

طرح جاروب سے ہو دشت [illegible] ہو کر
کیا ہوا عشق مین مجنون سے اعلی [illegible]
[illegible] نقش کف پا ہو کر
[illegible] مجنون کی [illegible]
شبنم باغ کا قطرہ ہو دریا ہو کر
[illegible]
اگر [illegible] عشق کو [illegible]
[illegible]

رونق گردون ہوا سطح رو چشم ترا
سو پشت ہوتا اسکو آگے اسطرح اچھا نہین
پا برہنہ لائی وحشت گل جو صحرا کیطرف
ہے زہے حسن ملیح یار کا دل کو مزا
قصہ گل سیر کی قابل نہین ہے عندلیب
آسمان اس بیکسی سے کر مجھے پیوند خاک
کوئی رکھ سکتا نہین مجنون کی وادی مین قدم
ہے یہ قدر و منزلت دیوانگی تیری پری
عشق مین آئینہ رو کو بھی ہوا ہے حال
چاک ہے سینہ مین ال عشاق کو بسمل کنان
قتل ہے میری جو قاتل کو مدت سے ہوئی
ہیکس تو بھی تنگ ہو مطلق نہین ہر بات مین
جامہ سے باہر ہوئے ہو وال قبائی تنگ جیب

موج چکرا گئی تری اشکون کا طوفان دیکھکر
اپنا بیگانہ نہ ڈرا اسے چشم گریان دیکھکر
کھٹکے کیا کیا آبلہ خار مغیلان دیکھکر
چاٹنے لگتا ہون ہر دم اپنی نمکدان دیکھکر
کیا کرونگا چند اوراق پریشان دیکھکر
روئے مین میری حال کو گبر و مسلمان دیکھکر
بھول سے مرجاتے خضر اپنا بیابان دیکھکر
سرو قد تعظیم کرتا ہے سلیمان دیکھکر
آپ کیون حیران ہوتے ہین مجکو حیران دیکھکر
چاند سا منہ کھڑا ترا اسیاہ تابان دیکھکر
روح کو صدمہ ہوا اوسکو پشیمان دیکھکر
پانی پھر آتا ہے منہ مین سر یاران دیکھکر
اٹھتے بیٹھتے ہین گریبان سے اوسکا دامان دیکھکر

تاب نظارہ نہ تھی اک نور کا عالم تھا رہند
بند آنکھیں ہو گئیں اوس مہ کو عریان دیکھکر

پھر لہو سے ہو احسم مین کا لا ہو کر
مرتبہ پست ہوا اشک کا اعلا ہو کر
آہ نکلی جو سوے عرش معلا ہو کر
اک جو جنبش ہو اوس مین سے نکل جام

رہگیا اک برس بھی مجھے سودا ہو کر
پھر دی نظر کیا قطرہ رہا دریا ہو کر
رہگیا عالم بالا تہ و بالا ہو کر
بیٹھ رہ [illegible] وہ ہیرے صورت مینا ہو کر

۴۴

[illegible]

خندہ ہم جمع ہونگی تجھی بیجا ہی تلاش	فکر بے جا ہے نہ کر آلودہ دنیا ہوکر
ملک الموت کو تکلیف نہین دینی کا	ہیئت مرگ سی رہجاؤنگا مردہ ہوکر

ٹھوکرین کھاتی ہو کیون کعبی مین جا جا کر زاہد
بیٹھ رہیے کہین رہبان کلیسا ہوکر

کیونکر نہووے خاک کے پتلی کو جان عزیز	رکھتا ہی میہمان کو بہت میزبان عزیز
اللہ کو بھی گھر سی ہی کوئی بتان عزیز	کعبی سی بھی زیادہ ہی ہندوستان عزیز
یہ مشت خاک ہی کہین مقبول بارگاہ	مٹی ہماری کرتی ہی چکر آسمان عزیز
پھنسکے کسیکے دل کو نہ سمجھی اگر گزند	جان کیطرح کرین تجھی اہل جہان عزیز
رہتی ہین ذکر خیر مین ہم جسکی روز و شب	دشنام ہمسے کرتا ہی وہ بدزبان عزیز
نعمتی رہی کرہی کے مضمون بیشتر	گیسوی یار سی بھی ہی موی میان عزیز
جی چاہتی ہی جی وال تو جی چاہتی قطع کر	تجھسے نہین بہشت پر اے باغبان عزیز
عالم ہوا فریفتہ اوس طفل شوخ کا	یوسف کیطرح رکھتی ہین پیر و جوان عزیز
مٹی مری خراب نہ کر گاڑ جا کہین	دو گز کفن تو مجھسے نہ کر آسمان عزیز
شکوہ کی جا نہی غیر سی باقی نہین رہا	دشمن سی بھی زیادہ ہین اب ہان جان عزیز
باعث سی روح کی یہ شرف قصر تن کو ہی	اترا ہی اس مکان مین اک میہمان عزیز
کیونکر فراق یار سی دل کو کرون دریغ	مجکو سگ ... سی نہین استخوان عزیز
ہستی عدم سی لائی ہی کس ملک غیر مین	کوئی نہ آشنا ہی ہمارا نہ یان عزیز

ایسی رند اپنی عہد مین قدر سخن نہین
ہر عصر مین وگرنہ تھی اہل زبان عزیز

٤٥

نالہ کرتا قافلی سحر وحش قدم آگی رہا — کون کرتا کاروان مین بحث ہمراہ جرس
ڈہونڈہتی ہی جسو الہی مین خضر تشنہ لب چ سراب — اون بیابان مین ہو دلکو آب حیوانکی ہوس
طول و عرض اتنا ندی تو آشیان عندلیب — مشت پرکو دیکہی کافی ہی بہشت خار وخس
دور کر دی مجہ کشتی کو گرنہ تو اک وار مین — قبضہ مشکل کشا قاتل ندیوی تجکو جس
تہا جب کا نور عرفان سی منور ہو گیا — چشم باطن سی برابر دیکہتی ہین پیش وپس
خشک روٹی کا فقیر و نکی مزا جسکو پڑا — پہر نہ بیٹہی سفرہ شاہان پہ جا کر وہ مگس
بے اثر ہوتی اگر نالہ مری تیری طرح — سینہ سی تیا گہونٹتا اپنی گلو کو اور جرس
ق
کیون حسینون ہانک کر منہ ہاتی ہی چال — پہنس گیا ظالم کی پہندی مین چلتا ہی بس
آب پانی کر آگئی تہی وابستہ ہم تو دام مین — کہینچکر لائی نہتی کچہ آب ودانکی ہوس
کیا تماشا ہی ہوا کیا حیف ہی افسوس ہی — کون اب فریاد سنتا ہی بجز فریادرس
مطلب ما از اسیری صحبت صیاد بود — ہمرہ وحشت رفیت و ماندیم تنہا در قفس

بمشقت آستان یار کب ملتا ہی رند
پا ہی مردی کرہ جوران تک چلتا ہی دسترس

آگیا پیغام دلبر عاشق مضطر کی پاس — نکہت یوسف گئی یعقوب پیغمبر کے پاس
رند پہونچا پاکسی ہتی او رش دلبر کی پاس — لیگیا یہ التجا مین بخت اکبر کی پاس
عشق ابرو مین کیا مرہین کب ہنیو مقصود — مارا قاتل گلا رکہ رکہ دیا خنجر کی پاس
منہ لگا کر منہ سی ہی محروم لب سی رہی — ہم رہی تشنہ پہونچکر چشمہ کوثر کی پاس
حسن کی طالب غنی ہون لٹ دیدار سے — سیمتن محبوب آتی ہین عاشق لوزر کی پاس
دل تو آگو دیکہا مرتی ہی اکدن ہم رہی — کیا کرو نگا رکہکی جان ار دلبر کی پاس

نام بلبل پر لٹایا ہے چمن کو باغبان
جھولیان بھر کر لائی باغ سے گل گلفروش

اک صراحی دار گردن کا تصور جو رہا
لب ہے اپنے سدا رنگ لب ساغر خموش

رہی رنگین بھی بہار حسن سے گلزار ہے
چشم نرگس ہے دہن غنچہ ہے گل ہین جیسے گوش

پھر گل و گلزار ہون بازار بیٹھین آنکر
ہو کر ہے پھولونکی لیکر اپنے آگے گلفروش

بس بہت رسوا ہوئے اخفا کا پیوند کر
ہم گنہگارونکا پردہ کھلا تو اے پردہ پوش

قاتل اب تاخیر کیا ہے حکم ہو جلاد کو
کب سے میدان شہادت مین کھڑے ہین سرفروش

عیش کرلو نوجوانون ورنہ جاتا ہے شباب
اور ہے دو چار دن مہمان فصل نا و نوش

حشر کو جام مے جنت پلانا یا علی
ساقی کوثر ہے تو اور مین تند بادہ نوش

سیکڑوں مین کر رہین گے رندی آشام رقص
مسجد مین کر رہین زاہد بھی صبح و شام رقص

کیجیے پامال تا آسودگان خاک کو
سیکھتا ہے اسلیے وہ سرو گل اندام رقص

مردے جی اوٹھتے ہین پاتے ہین گلونکو کاٹتے
حشر کرتا ہے بپا تیرا بت خودکام رقص

صبح سے لے صبح تک رقصان رہا وہ بام پر
چرخ پر زہرہ کیا کی شام سے تا شام رقص

سیکڑون بہار پینگو کبر کر بھی ہے رقص یار
دے جنون کا دیکھیے کس کس کو اب الزام رقص

تو گرفتارونکی اپنے سیر او صیاد دیکھ
مرغ بسمل کی طرح کرتے ہین زیر دام رقص

ہو مہیا ساز عیش اور وہ نہو یادش بخیر
باغ مین کیا لطف دے ہے ساقی گلفام رقص

رقص کو سنی کہلی اور مست کو رقصان دیکھیے
نازکی رفتار کا کہا ہے اونسے نام رقص

کیف مے مین رند طالب ہین اگر مین رقص کا
ہاتہ پر ساقی کو تھر کر اور دکھا دے جام رقص

۴۷

مطلب نہین ہی خط سے مین شیدای خال ہون	ہندو ہی بت پرست کو قرآن سے کیا غرض
گر قصد فاتحہ کا نہین ہی تو سب ہے	قاتل تباہی گنج شہیدان سے کیا غرض
ہنگامہ لا کے ظلم کے برپا کر یہ فلک	کشتی نوح ہون مجھکو طوفان سے کیا غرض
عاشق ہون گلکا مین مجھے گلچین سے کام کیا	دیوانہ پری ہون سلیمان سے کیا غرض
کہتا تھا قیس وجد کو عالم مین بارہا	لیلی اگر نہین تو دبستان سے کیا غرض
کیون اوپوچھتی ہو سیہ خانہ کی مرے	ای شمع تجکو میری شبستان سے کیا غرض
جو یاد یار کا ظلمات خط مین ہون	ای خضر مجکو چشمہ حیوان سے کیا غرض
زلفین بنا سے مرا احوال ہی سو ہو	تمکو کسی کے حال پریشان سے کیا غرض
سودائی ہون جو سونگھون اوس زلف کے	نکلی گی میری سنبل پیچان سے کیا غرض

کرتے ہو کیون مطالعہ دیوان رند کا
مطلب نہین ہی اوس سے تو دیوان سے کیا غرض

اب پسند آنے لگا اوسکو ہمارا اختلاط	وصل کا دینے لگا کچھ کچھ سہارا اختلاط
ہے بہشتی ہو گیا انگل اگر وہ بد دماغ	ناک کی رستے نکل جاویگا سارا اختلاط
جا کے گہر میںاہم تک پہچانہ اوس کدار نے	وہ پری کہتی ہی منہ دیکھو کا سارا اختلاط
ہجر مین منہ پیٹتا ہون ہے جب آتا ہی یاد	بہولی بہولی باتین اور وہ پیارا پیارا اختلاط
آئیے گا بعد میری پاس میلے مہربان	سو طرح کا دلبہ کر لیجے گوارا اختلاط
باتین کرتو ہو تو پردا بیلے اڑ ہوا دیجیے	خیر ہی میری بندہ پرور لو بظارا اختلاط
دل لگی مین بھی وہ کڑ دی ہو ہین ہر مرتبہ	اب تشکر رنجی کا کرتا ہی اشارا اختلاط
ہر گہڑی ہر وقت ہر دم ہو تصور آپ کا	بہولتا دلسے نہین صاحب تمہارا اختلاط

ضرور پہونچا خدمت مین پھر جو زندہ رہا
مین اٹھو جاتا ہون ای دلربا خدا حافظ
سفر کی وقت جو رخصت کو اوسکی مین گیا
کچھ اور بات نہ کی یہ کہا خدا حافظ
کمال حسن پہ تیری کبھی نہ آوے زوال
رہے جہان کا اوسکو بقا خدا حافظ

[illegible]

آپ کو سوبار بہانچہ مین گر ڈبلوائی شمع
کاٹتے ہین پروانے آتش غل مین تمکی رات
تو اگر محفل مین آجاوی تو سکتہ ہو اوسے
آف کی لو ہو گئی جل جل کے گہل گہل کر تمام
سب یہ روشن ہو ہوا ہی داغ کہا کر سیکڑون
الکہ رخ روشن تصور مین ہی یان پیش نظر
پہونک کر منہ سے بہا گی گر مرا غنچہ دہن
مثل شعلہ مجکو بہی دی ہی زبان اللہ نے
اور مین زار و نزار عشق ہون کچھ قصہ نہین
کاٹتی ہے تیری صورت سے اگر ہو اختیار
تیرے آگے گر مکہ شتاب کا رتبہ نہین
دیکہے گر شعلہ عارض کو تیرے بے نقاب
جاہتی ہین ہو روشن عاشق مردہ کا نام
سامنے آجاوے ہیولا سے گر اے خورشید وش
دور ہیتا وہ ہی جیسے لنگ ہو سوزہ رہے
رو برو تیرے اگر کہی کر ہی پروانہ سے
مطلع ہو جو اگر سوز جل پروانہ سے

پر گمانی جسم کی تیری کہانے لائی شمع
اے دلبر مین کہوں تا صبح تو کرو ائی شمع
اے صنم صورت کو تیری یکہ بہت بہجا شمع
غور سے دیکہا کیا مین سر ہلایا ہی شمع
کور ہیں سر دہرا ایمان سے ہیں تیرے جاے شمع
ہم نہین کہتے شب تاریک مین پروانے شمع
بلکہ پروانونکی بلبل آئی مین گل ہو گئے جائے شمع
اپنی یہ آتش زبانی اور کو دکہلائے شمع
یہ تو دیکہا ہے سر پروانہ تہا اہدے پاس شمع
انجمن سے بیکلے کر شعلہ کر اوٹہ جائے شمع
کچھ بہی غیرت ہو تو محفل مین سے دکہلائے شمع
رشک کی آتش میں ہی روشن ہی جلجائے شمع
حکم ہے پروانوں کی جلنے کی ذرا کہ آئے شمع
پانی ہو کر زم مین آگو تری یہ جائے شمع
گر دہیر تی مثل پروانہ جو ہوتی یا ہو شمع
منہ کو جہپائے ہوا کا وہ شمشیر کہا ہو شمع
صورت نہ دکہا یان فانوس مین گہبرائے شمع

رند اگر وہ رو برو ہو اور اولٹ دیوے نقاب
سات پردون مین چہپا دی منہ کو یہ شرمائے شمع

۴۹

زمین پہ شب کی ہو واقف راز آشنای چراغ
مین نے تربت مجنون پہ جو کر دیا خوب
کبہی جو گول ذو دراز مین جلا سے چراغ
ہمیشہ شمع رخون سے رہا مکان روشن
رہی ہین نور کو پتنگے سدا بجائے چراغ
مین تند خوئی ری یاد کر دیا خوب
نسیم صبح ذرا جب آکر بجہائے چراغ
مین وہ شہید محبت ہون جسکی تربت پر
ری جو پہول چڑہا وی تو جو دلاسے چراغ

[illegible]

قرار اسکو نہیں ایک دم کسی جا پر
کسی حبیب کا ہو تا ہے آسمان مشتاق
کمال حسن پہ تیری کبھی نہ آئیگا زوال
رہیگا قرنیہ مہر پر جوان مشتاق
یہان تک رہتی ہی نفرت نہیں یاس تا دم مرگ
خدا و مصطفی جہان کی زبان مشتاق
فلک کے شہر فشان رہیگا تا وقت زمان تلک
اور اپنی جوان بھی نہیں آتی زبان تلک
پہونچا نہیں ہے تو بھی لا مکان تلک

شکار گاہ میں ترا ہو ہی ہے اپنی جان مشتاق
تمہاری طالع بیدار نظر کہاں سے ہیں
نگاہیں آنکھوں کو وہ سنگ آستان مشتاق
ساقی کو مقصود دل اگر پاتا ہوں
ہمیں کو عاشقی ازل کی زبان مشتاق
فراق یار کا ہر غریب کردیا
ترس کر ہوئی صورت کو جہان مشتاق
دکھا جلوہ بھی اپنا نہ تو نور علم

نامہ ہے خوش طالعی خوشنودیٔ دلدار کا
وہ اگر برگشتہ ہو تقدیر بھی ہو برخلاف

وصف یکتائی رقم کرتا ہون جب قرطاس پر
ہاتہ مین خنجر اوٹہا لیتا ہون جلاد شگاف

سرکشی شوق شہادت مین ہی کب انکار ہے
قتل کا بیڑا اوٹہائی تو وہ تیغ خوش غلاف

راہ پر لائیگا کیا مجکو یہ خود گمراہ ہے
رہتی دو اہل زمین گر آسمان ہو برخلاف

باندہتا ہون جب مین مضمون صفا روئے یار
خود بخود ہوتی ہین لفظ و معنی صاف صاف

گرم صحبت رہتی ہین آتش نشین جسا رہے
وصل کی شب اثر رہتا ہو کرن بستر مین لحاف

مین وہ دیوانہ ہون ٹکراؤن جو سر کوہ پر یار
سنگ ریزہ ہو کوہ اکدم مین اوڑا دون کوہ قاف

یاد آیا ہار گیسو دو زبانین دیکہکر
بیشتر کہولا اگر ناخن نے خامے کا شگاف

اے شکر لب گر تری شیرین بیانی ہو رقم
بند ہو جاوے دم تحریر خامے کا شگاف

تنگ ہین لیجئے اجل یا ان عدم آباد کو
موضع اپنا ہو زمانہ ہو طبیعت کی خلاف

نقطۂ موہوم کہتی ہین جہت بعضی عدم
الغرض مواقع دہان یار مین ہین اختلاف

اور کہا جا سکتی ہو جیسی کس طرح فکر وہ پری
جہان یار رونگا میں جیسی قاف سے تا قاف

طبع اقدس پر ہو کیون یا حضرت آتش ملال
شاعر لیکار نہ سنے کسدن کیا لاف وگزاف

نہ کس طرح کرین نالہ و فغان مشتاق
کہان تلک تری الفت کرین نہان مشتاق

یہان بہی آئیو اک رات تو کرم کیجے
تمہاری لطف کے ہم بھی ہین مہربان مشتاق

تپا لگا ہیرا تبخانے مین نہ کعبے مین
پہرے تلاش مین تیری کہان کہان مشتاق

نقاب منہ سے اٹہا اپنی حجاب کیجے دور
جمال پاک کی ہین چشم مردمان مشتاق

ثنا ہو جیسی تری ذات ہو کریم و رحیم
عطا و لطف کا رہتا ہون ہر زمان مشتاق

٥٠

[illegible]

گرمی سے بھی زیادہ رہتا نہیں لہو میں چلیے
اک نالۂ سوز دل سے جو آئی زبان تلک

دم جب تلک ہے دم میں ہونگا ترے ستم
دیکھوں تجھے ظلم و جور کریگا کہاں تلک

اک دن نبائی اوسنے ہوا کوے یار کی
سو بار سیر کو گئے ہم بوستان تلک

قمری تری گلی میں پڑے طوق دوسرا
اوڑ کر جو پہونچے تو میرے سرو نوان تلک

ہمراہی اپنی تیز روی کرکے بڑھ گئے
ہم گرد ساں پہونچ نہ سکے کاروان تلک

افسوس رند نام سے وہ آشنا نہیں
الفت میں جسکی مٹ گیا اپنا نشان تلک

سرسبز ہیں یہ سرو گل و یاسمن ابتک
محفوظ خزاں سے ہے بہار چمن ابتک

رکھا ہے امانت کیطرح مجھکو زمین نے
میلا نہیں ہونے دیا تار کفن ابتک

عریان اسے دیکھا کیا میں شام سے تا صبح
دیکھا نہیں گو دن نے کبھی جسکا بدن ابتک

کی خاک بھی برباد مری کوے صنم سے
ہے دل میں کدورت تری چرخ کہن ابتک

شک دل سے نکلتا نہیں ہستی و عدم کا
ثابت نہ کمر ہے نہ تمہارا دہن ابتک

سو قافلے اس دشت میں آ کے بھی گئے ہی
ہم ... مقدر ہی رہے گرد رہ طلب ابتک

باندھا نہیں مضمون تری گیسوے رسا کا
کوتاہ ہے جو بیتی نہیں پایا سخن ابتک

موزون نہیں کرتے ہیں جو مضمون میں کو
سمجھے نہیں وہ لوگ مذاق سخن ابتک

شمشاد بھی کہتے ہیں میں بیت کبک بھی لاکھوں
قد دیکھا تمہارا سا نہ ایسا چمن ابتک

عرصہ ہے یہی الفت نہ گئی شعلہ رخون کی
جلتا ہی تب غم سے ہمارا بدن ابتک

بوسے میں لیا کرتا ہوں اُس لب کو شب و روز
خون ہوتا ہے جسکے لیے لعل یمن ابتک

اے رند محبت ہے خط و خال بتان سے
جلتے ہیں ... ہیں خطا و ختن ابتک

[illegible]

۵۱

قاتل ... جان کو دشمن کی تک
عارضی حسن کا ... دگرگون عالم
چاند سے چمکیں گی رخسارہ روشن کی تک
دل نہیں پہلو میں ... ہونا ہے
پیلیاں ... جان کو دشمن کی تک
فاتحہ کو ... مزار و نہ کبھی
... ہیں سہرا ... کی تک
[illegible]

[illegible]

دیکھیو شغل ہی جامہ دری کا تا چند
ایسے جون جامہ رہی تو لب اب تہ او کہا

کیا رہی گی یو ہین تصویر سی جہر پہ چمک
ہیچ ہو کر بھی چلی پست و بلند ہستی

ظلم پر ظلم سہون مورد بیداد رہون
ہیچ تا دیکھو تو بھی تجھی گنگا کی قسم

دامن مین سی دلا گر صفت لپٹا جا

رکھو عریان جنون صورت سوزن کب تک
جیب مین کھینچ رفو ہو چاک و دامن کب تک

ہم ہی کھینچی اُدھر لگا نہ یہ زور عشق کب تک
ٹھوکرین کھائیگا بیٹھ مین قیس کب تک

دوستی مین تری اچھا نکو دشمن کب تک
وصل اوس بت سی مرا ہوگا برہمن کب تک

نہ لگیگا قدم اوس ترک کا تو کب تک

رند اب جلد کہین جہد ہی دین کا ہو ظہور
ہم سنین نالۂ ناقوس برہمن کب تک

لگائی سوز محبت نے کیا بدن مین آگ
عیان ہی زخم کیسو سی شعلہ جیسا بہ
وہ آیا شب کو جو سایا مین تہ پہ گہیرا یا
پس از فنا بھی ہی تا ثیر بخت کی اوٹھی
مین خانہ زاد قفس ہو ن مری بلا نسیم
گرا جو اوس مین ہوا خاک ڈوبتا کیسا
برہنہ رہنی دو کپڑا مجھے نہ پہنا و
بہار آئی ہی ہم آشیان کو رو بیٹھے
وہ محسبی نرم مین ہستا رہا رقیب جلے
بدن کو ڈہانکون تو سوز دروں ہی کھلجا

دہن سی میری نکلتی ہی سخن مین آگ
بھری ہی سنبل تر کی شکن شکن مین آگ
جلائی شمع تو مجھ مین اور لگن مین آگ
لگائی سردی کا تو زلف کفن مین آگ
دہڑ دہڑ جلین جنگل لگی چمن مین آگ
بھری ہی پانی کی بدلی جو دفن مین آگ
لگی گی جسم کو کمخواب گلبدن مین آگ
یہ بھڑکی آتش گل لگ گئی چمن مین آگ
لگائی گرمی صحبت نے انجمن مین آگ
فتیلہ سان لگی ہر تار پیرہن مین آگ

لگی چنار کی مانند نسترن مین آگ
شال نخل سر طور ہی ہر ایک درخت
بجای آب برستی ہی ابر بن مین آگ
گری ہی جا بجا شاخون سی بلبل کباب ہو کر
آلگی پھول کھلا یا کی چمن مین آگ
والا یہ وادی نفس بیگان الفت ہی
بجای ناقہ ہی اس دشت کو ہرن مین آگ
ہمائیا قیس نہ آئی وہان تلک شیرین

۵۲

[illegible]

خار خار اوس ہی نکہت کا جو رہتا ہی اوسے
سو کہتا جاتا ہی ہر دم صورت بیمار گل

سنتے ہین آنکھیں لڑی انکا ہوا ہی اوسکو ذوق
کچھ کھلایا جاتا ہی ہین ہر طرف دیوار گل

تو وہ گل ہی نالی کرتا عشق مین تیری ہزار
شکل بلبل ای پری رکھتا اگر منقار گل

باغ کی دکھلائی ہی جو ہن کھنسا اور بہار
تنگ ہی پشت و وحشت مین جو تیغ خار گل

ہونہ وہ غنچہ دہن ہمراہ جب گلگشت مین
کیون نہ شکلین ہو تری آنکھون مین رنگ آگ گل

وہ بت رنگین ادا گلگشت کو آوی اگر
تار سنبل کا گلی مین ڈال لی زنار گل

یہ بھی دیوانہ کسی گل کا ہی کیا میری طرح
ٹکڑی کرتا ہی گریبان کا جو اک اک تار گل

ایک دن تیرہ وہ ہوگا رنگ بھی اوڑ جائیگا
دیکھ لیجیا نہ تو چشم بینا ہی تیری سر بازار گل

گل نہو کیونکہ چراغ زندگی اوس کے سے
جو اوڑا دی شمع کا بند و قسی پر بار گل

جتنی گل ہین با بگل ہی چال تیری ہی کہان
ہی بجا ای سرو کہتی تجکو خوش رفتار گل

یار سوتا ہی بچھا کر ان کو فرش خواب پر
سچ تو یہ ہی رکھتی ہین کیا طالع بیدار گل

دیکھتی ہین باغ کو بدلی بہار روی یار پر
ہو گئی ہین اوسکی وہ حسن مین بیکار گل

باغ ہستی مین کبھی گل کہ ہین مشتاق جمال
یون عدم سی جو چلی آتی ہین بار بار گل

آمد آمد کا خزان کی ہی جو اندیشہ نہین
کان کھول رند تو سنا گلشن مین ہین ہشیار گل

خاک مین رلتی ہین اور پر خار کا انبار ہی
نازکی سی ہاتہ پر ہوتا تہا جنکی بار گل

عرش اعلی پر گیا ہی گلعذارون کا دماغ
جیسے وہ کرتی نگاہ زینت دستار گل

رند دنیا سے گیا داغ غم فرقت لیے
ایکدن چل کر چڑھا او قبر پر دو چار گل

دیدہ گلگو تجھے پر چاہئے لالی بلبل
پڑ گئی جب کبھی صیاد کو پالو بلبل

۵۳

عشق کیا چیز ہو معشوق کی کیسے ہین ہم
انتظار ہجر تو ہی چمن مین رو دیا بلبل
ای جہان حسرت بہدار سی ازدون شہی
[illegible]

جس شجر پر تیرا جی چاہی نشیمن کر لے	بہت ٹیڑھی نگہ تیری بوجہ سودائی بلبل
مانگ خالق سی دعا بعد بقائی گل کی	ہیلے صیاد سی خیر اپنی منالی بلبل
رہ گل ہی گلستا میں جو تہو رتبہ شناس	اوڑگئیو سی تری سجا نئی والی بلبل
کسی غنچہ کو چہوا اور نہ کوئی گل توڑا	گہورتی کیون ہی مجہی آنکہین لگالی بلبل

پہچھے رنبد کریگا تو یہ ہو جاسی گا بند
کہدی گلچین کہ زبان اپنی سنبہالی بلبل

غیر ہی حسرت گلزار مین حال بلبل	دیکہون کس آنکہو نسی صیاد ملال بلبل
گوش دل سی شنوا ہوتی حال بلبل	گل ثابت ہوا گر صدق مقال بلبل
باغبان کون ہی جاہی خیال بلبل	لائی مضمون نین زرگل تو ہی مال بلبل
ہوسم گل مین او کہیری پربال بلبل	جان صیاد پہ ٹہر جای وبال بلبل
باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان	آ گئے آ گئے ایام زوال بلبل
سرو دیکہا تو تصور مجہی قمری کا رہا	گل کو دیکہا تو بندہا مجکو خیال بلبل
مین چلا جاؤن تو گل توڑ ئیو تو اے گلچین	مجہسے دیکہا نہین جائیگا ملال بلبل
کیجیے رنجہ قدم باغ تلک نفرحیا	پوچہی گل سی ذرا وجہ ملال بلبل
شاخ گل ہاتہ لگی گی تو تراشونگا قلم	آج لکہنی ہی مجہی صورت حال بلبل
وصل گل آ گئی ہی کیا بہولی ہوئی ہنسی ہی	دیکہنا دبدبہ و جاہ و جلال بلبل
شاد دو دن ہی دو دن ہی غمگین ملول	کٹ گئی یون شب تار فدو مہ سال بلبل
مرگئی فرقت گلزار مین نالہ کر کے	اب رہا حشر پہ موقوف وصال بلبل
داخل طبق عشاق ہی جیرہ اوسکا	لکہی ہین قمر گل مین خط و خال بلبل

منتظر جو گلستان دیکہی ہو رنگ
سبز جای قلم ہاتہ مین شاخ شجر گل
آ رقد بہ سی بلبل بیکس کا چمن مین
چہک آئی تو جواب سی شاخ شجر گل
پہڑکا دیا صیاد کو انصاف سے ذرا
بلبل جو بیا ہوں دیا بیٹہی زر گل
کیسی دکہا رہا ہون ابھی مین چمن مین

۵۴

[illegible]

[illegible]

۵۵

آنکلے ہین مانند صبا سیر چمن کو	نقصان ہے بلبل کا نہ ضرر گل
جا سات اسکی جو تجھ جانا ہے بلبل	رہتی ہے صبا بو کی طرح ہمسفر گل
رخسارہ رنگین کے تصور مین ہوا ہون	بوتا ہے میری تربت کو ہر ایک شجر گل
لو قیمت بلبل مین اگر دو کوڑی صیاد	[illegible] شہرہ تو زر گل
اوڑتا تو ہے رخسارہ رنگین کی ہوا مین	بلبل کی طرح ہوتے اگر بال و پر گل
بلبل کو قفس کے لیے لا کر لگا [illegible]	کانٹا کوئی [illegible] شجر گل
افسوس ہے کیا خاک اڑائی ہے خزان نے	[illegible] زر گل
گو نام و نشان مٹ گیا پر یاد ہے مجکو	یان ہے [illegible] شجر گل
نا واقف مطلق ہے [illegible] اس چمن سے	معلوم ہے [illegible] تمکو [illegible] گل
ہر وقت [illegible] نظر آتا نہین اسکا	[illegible] گل
ایسی بلبل [illegible] ثابت ہوا مجکو	[illegible] گل

گلگشت چمن تمکو مبارک رہے [illegible]
سودائی گلستان بسر مین ہے [illegible] گل

جا نہین راحت کو نہ آگاہ مین آرام سے ہم	[illegible] قفس مین [illegible] دام ہم
[illegible] مضمون [illegible] زلف مین ہے گردن	صبح [illegible] شام ہے [illegible]
زندہ رہ ست بلا نوش [illegible]	[illegible] جام تو ہم
وہ ہی [illegible] آگاہ نہین [illegible]	[illegible] نام سے ہم
چمن [illegible]	[illegible] ہم
زہر کھانا [illegible] سب سے	[illegible] ہم

[illegible]

یاد ایام کہ اک سلسلۂ زنجیر سے تھا
ابتو مدت سے ہی زنجیر سے آہن آزاد سے ہم

ہم تری یاد سے بھولے ہیں کہ میں یاد رہے
پھر کبھی نہیں گذری جو تری یاد سے ہم

سخت جانی کا برا ہو نہ گلا کٹنے دیا
سخت شرمندہ ہوئے خنجر جلاد سے ہم

تیلیاں تم نہیں قفس کی جو ابھی ہیں
رشتہ بیتاب میں قصہ الفت صیاد سے

سب آ کر گل امید میں
اک تعمیر سے چلے گلشن ایجاد سے ہم

ہیں یہ مظلوم کہ اک گریہ ابھی آ کر
کھو کے سیکت میں گردش جیسے

خدمت گل میں صبا آ کے
پہنچے تھے اگر خانۂ صیاد سے ہم

رات دن لوٹتے ہیں انگاروں پر
کس چلائی ہیں سے عشق پریزاد سے ہم

ہے تقسیم جو سب ہی سودا
اگر جہان جنہیں میں اگر فرہاد سے

یہ بھی ہیں پارۂ دل رہ میں اگر
کم نہیں شیخ انہی اولاد سے ہم

آدمی زاد تو کیا خیر
دل لگا میں سے پریزاد سے ہم

مژدہ پہنچی تجھے پرواز چمن
آج رخصت ہوئے گل شمشاد سے ہم

خانہ ویرانی کا اپنے نہیں
پھر تو ہیں کسی ہوا خواہی باد سے ہم

آپ کو بھولے ہیں لیکن نہیں بھولے تجھ کو
یاد کیا کہیں جو غافل ہوں تری یاد سے ہم

فرق ہے ذرہ و خورشید کا اے رند صحیح
شعر میں ہرہ کو کبھی اوستاد سے ہم

شتاب لکھتے ہیں ... رخ نگار قلم
دکھائی قطعۂ گلزار کی بہار قلم

ضرور آشنا ... مشق ... کو
ہے لوح نقرئی ہے زرنگار قلم

کہاں تلک نہ لکھو حال ... کا
ہوا کی گھوڑی ... سوار قلم

یادہ ہی تر ... انجمن میں

[illegible]

ہمیشہ ایک سا عالم ہے باغ ہستی میں
کچھ اس چمن کی بہار و خزاں نہیں معلوم

سنا ہے آتش گل نے جلا دیا گلشن
سمجھا کہ خاک ہوا آشیاں نہیں معلوم

جلا جگر کہ بنا دل ہے سوز فرقت سے
کہاں سے اوٹھتا ہے یہ دھواں نہیں معلوم

نہ آیا وادی مجنوں میں ناقۂ لیلے
کدھر کو لیکے گیا ساربان نہیں معلوم

سمجھکے حق سگ یار اوڑ گیا شاید
ہمای کہاں ہے کیوں استخوان نہیں معلوم

ہر اک کا عیب ہمارا منہ پہ کہتی ہی
کرے گی کیا مری حقیقت بیان نہیں معلوم

چمن کو چھوڑ کے بلبل ستم سے گلچیں کے
کدھر کو لیکے گئی آشیان نہیں معلوم

یہ آرزو ہے کہ اس سنگ در پہ مروں
تمہارے چاہ ذقن کا نشان نہیں معلوم

تری جناب سے امید ہے جہان آگاہ
وہ کون ہے جسے یہ آستان نہیں معلوم

نظارہ گلشن ہستی کی روز کرتا ہوں
پر اس چمن کا مجھے باغبان نہیں معلوم

برنگ نکہت گل ہم ہیں خانہ زاد چمن
قدامت اپنی مجھے باغبان نہیں معلوم

کرم کرو کبھی اس مشت خار و خس پر بھی
ہمارا برق کو کیا آشیان نہیں معلوم

جہاں کی سیر ہی سے اور نہیں مجھے سوجھا
وہ ہنر نہیں مجھے ای آسمان نہیں معلوم

نہ شکوہ ان سے کبھی نہ ادا ہی شکر ہوا
خدا کی دی ہے مجھے کیوں زبان نہیں معلوم

ہی ایک پاؤں سے استادہ سرو کیا باعث
رواں ہے کس لیے آب رواں نہیں معلوم

بکرمت رندان خموش ہی واعظ
وہ کس کے حال پہ ہے مہربان نہیں معلوم

سپر اسی منہ تری خنجر کا جیسی کیوں آئے ترک
ہوئی ہے کس لیے پر پیچ کمان نہیں معلوم

یہ ہڈیاں نہ پسیں آسیای چرخ سے بھی
ہیں میں کس کے مری استخوان نہیں معلوم

ہمیشہ رہتا ہے برگشتہ راست بازوں سے
خلاف اس سے ہے کیوں آسمان نہیں معلوم

۵۷

[illegible]

[illegible]

کس طرح کا ہیں تا ہم سے یہ ہر دم تپت و
ہاتھ سے کھو بیٹھی ہیں سر رشتہ تدبیر ہم

سر پہ خنجر تھا آنکھیں تھیں رخ جلادپہ
محو تھی اللہ اکبر کیا دم تکبیر ہم

عالم وحشت میں ہم دیوانوں غزالان ہیں تھے
حق صحبت کس طرح سے بولیں ترا زنجیر ہم

ہو نہ سیر اوا کے رنا تو سہی کیا کہتا ہے یا
بوسہ لینے کی تھے تقصیر ہیں یہ تعذیر ہم

پاس آکر بینہ دیکھا مر گیا یا زندہ ہے
دیکھنا کس تک لپ پرواکی ہیں نخچیر ہم

عشق کا شہرہ ہوا اور حسن یکرنگی کا
خلق میں سوا ہوی مجرم دلی تقصیر ہم

شانہ کرتا گیسو جانا نہیں دیکھا غیر کو
کس سے پوچھیں اس نشان خراب کی تعمیر ہم

وقت بد میں ہیں زیادہ تر تسر یک حال
ہیں سپاہی رکھتے ہیں خاصیت شمشیر ہم

ابتر یوسف کی زلیخا بھی آخر جا بارہا
ہوگی ہو بر عکس لیں جب خواب کی تعبیر ہم

دیکھکر اوس غیرت گلزار کو سکتا ہوا
بن گئی ہیں بلبل گلدستہ تصویر ہم

بخت بر گشتہ کی بر عکس تاثیر عمل
جب لگی پڑھنی غربت ہوگئی تسخیر ہم

بیٹھی رہتی تھی مہ تن گوش مرغان سحر
کھینچے تھے جب نہ ہوئیں نالہ شبگیر ہم

عفو کریمی رحیمی کا یہی ہے مقتضا
قائل تقصیر ہم مستوجب تعذیر ہم

پڑھتے تھے سارے ملک تسبیح پر اپنی درود
عالم ارواح میں بھی تھے یہ خوش تقریر ہم

اوسکی آمرزش ہی زیاہ باعث اپنی جرم کا
کرتے ہیں وابستہ شوق عفو میں تقصیر ہم

آگہی اوس کو اگر چشم سیاہ یار پہ
حلقہ ہای زلف سمجھو دام آہو گیر ہم

صورت معنی عیان ہے اپنی ہر اک بیت سے
شاعری کرتے نہیں ہیں کھینچتے تصویر ہم

غیب سے ہوتے ہیں ان مضمون الہامی عطا
کرتے ہیں گویا زبان یار سے تقریر ہم

تیغ ناسخ حفاظت اوس کو سوا ابفضل زر
شاعران ہند میں گویا ہیں بطرز میر ہم

۵۸

[illegible]

[illegible]

ربط الفت بت سے چھوڑو اللہ کو مانو
کعبے کو چلو قصد کلیسا نکرو تم

دل کو پھر کاکل مین الجھاتی ہین ہم
سر تو پھر روز سیہ لاتی ہین ہم

جب تری فرقت مین گھبراتی ہین ہم
سر کو دیوار مین ٹکراتی ہین ہم

یاد آتے ہین وہ عارض پھول سے
باغ مین جا جا کے گل کھاتی ہین ہم

ای اجل آ جلد خدا کیواسطے
زندگی سے اب تو گھبراتی ہین ہم

کل کہا آئے تھے نہ آوینگے کبھی
بے بلائے آج پھر جاتی ہین ہم

کر سکے گی تو نہ اپنی ہمسری +
تو تو چل باد صبا آتی ہین ہم

ہمپہ بہتان اوسکی الفت کا ہی
لے تری سر کی قسم کھاتی ہین ہم

جان ندی ہوگی کسی سے روبرو
یہ تماشا تجکو دکھلاتی ہین ہم

ہم نہو وینگے تو پھر پچھتائیگا
مفت تیری ہاتھ سے جاتی ہین ہم

دل کسی صورت سمجھتا ہی نہین
تا بمقدور اسکو سمجھاتی ہین ہم

وصل کی باتی ہین کیا کیا منتین
چھیڑے دیگا جو نہین بند ہوتی ہین ہم

ارتباط آپس کے اب موقوف ہین
وو ہی آتی ہین نہ وان جاتی ہین ہم

وصل مین بھی یان ہی عالم ہجر کا
اوسکو پا کر کھوئے سے جاتی ہین ہم

یاد آتا ہی وہ مکھڑا چاند سا
چاندنی راتون مین چلاتی ہین ہم

کھینچکر لاتے ہین کوئی یار سے
وان تو جا کر پاؤن پھیلاتی ہین ہم

کیسے وعدہ گھر مین آنے کا کیا
آپ ہی باہر ہوے جاتی ہین ہم

زلف کی تعریف جب کرتا ہے شبیر
سانپ کی مانند بل کھاتی ہین ہم

دیکھکر طرز خرام اوس بت چنچل کی آج
ہر گھڑی بھول سے ہے اپنی سرن شہو مین

چند بیتین جو لکھی ہین یہ وہ سنا دی ارشاد
آج محفل مین کئی اہل سخن بیٹھے ہین

یون کسطرح سے وصف خط مشکبو کرین
گلی کرین گلاب سے تب گفتگو کرین

کرلین وضو شراب سے مسند اجا نکر
ہم بادہ کش جو بیعت پیر سبو کرین

منصف جو ہین ہمارا اگر اختیار ہو
بلبل کا زخم دل رگ گل سے رفو کرین

برسے فلک سے آگ جو پانی کی ہو تلاش
دوزخ ملے بہشت کی گر آرزو کرین

مضمون اوس کمر کے نکالے نئے نئے
عنقا کو باندہ لائین جو ہم جستجو کرین

مجنون کو کسقدر رشک لیلی عزیز تھا
دیوانے ہین جو ہم تری گلی کو لو کرین

سودائی کرنا زلف کو عشاق کا نصیب
حیران مثال آئنہ آئینہ رو کرین

اوس گل کی بو نہ زلف سے تازہ دماغ ہو
عطر گل بہشت سے ہو تو ہم نہ بو کرین

منہ مین زبان تھین ہو نہ نافہ مشک کا
ہم وصف زلف یار اگر مو بمو کرین

رنگ قبول سوختگان کو نہین دیا
دیکھا نہین کبھی کہ گل شمع بو کرین

گلشن مین تو جو جائے تو جھک جاوین سرو باغ
سرکش بھی تجھکو دیکھین تو گردن فرو کرین

مژگان تو منہ طرف کوی یار ہو
مومن جو حق پرست ترے سو قبلہ رو کرین

اک سجدہ حسن کے رخ رنگین کا عشق ہو
ہم کیا نظارہ چمن و آئینہ کرین

جیتے ہین ایک رشک مسیحا کی یاد مین
مردے جواب مین جو ابھی گفتگو کرین

کرتے ہین مدعی دہن یار مین کلام
کچھ وہ بھی منہ سے بولے تو ہم گفتگو کرین

ہر شاخ مثل شمع لگی جلنے باغ مین
گل بیرنگ آہ گرم جو یہ شعلہ خو کرین

۶۰

انکار کیا کریگا تو عصیان کا اپنے زاہد
موجود دو گواہ یسار و یمین ہین

دستار یہ ٹہرا رہنے دی کیا لیتے ہین	ای شہ حسن فقیر ونکی دعا لیتے ہین
توسن عمر نے طے منزل ہستی کی ہے	ہم بہی یاران عدم رفتہ کو جا لیتے ہین
میری ہمراہی مجہے چہوڑ گئی یان ورنہ	قافلے والے تو سوتون کو جگا لیتے ہین
بہیجین گے پیک صبا کر تیرے پاس ای شہ حسن	سر قاصد کیلیے بال ہما لیتے ہین
سامنا لا کہ مصیبت کا پڑے یہ کوئی	آسرا غیر کا مردان خدا لیتے ہین
کوچہ دوست مین رکہ پاون ادب سے غافل	سرکش اس راہ مین گردنکو جہکا لیتے ہین
مزا لفت پیچ کا مضمون نہین بندہ سکنے کا	کیون تیرے بال اپنے سر دن پہ شعرا لیتے ہین
حق تو یہ ہے کہ عجب لوگ ہین مردان خدا	اپنے سر غیر کی ناحق یہ بلا لیتے ہین
شور و شر کرتے یہ ہین ہستی دو روزہ پہ	آسمان اہل زمین سر پہ اوٹہا لیتے ہین
لب بلب رہتے ہین جو شام و سحر دلبر سے	زندگانی کا وہی لوگ مزا لیتے ہین
گرچہ درویش ہین یہ لوگ گدا ہین تو بہی	سلطنت مول ترے در کے گدا لیتے ہین
میر بحر برانی مین درویش بہی سلطان ہوجائے	یان بسیرا سر شام آکے ہما لیتے ہین
جام جم سے ادہر رہتے ہین سمجہتے ہین دیا	بہیک جب کاسے مین تیرے فقرا لیتے ہین
جو گدا ہوتا ہے مدین یہ جہینو نے کبہی	وان کی ہم خاک کر آنکہو سے لگا لیتے ہین

عیب سے پاک و مبرا ہے کلام اون کا زاہد
جو غزل حضرت آتش کو دکہا لیتے ہین

باقی رہے تمیز نہ پہر خوب و زشت مین	پارس کا ہو خواص جو ہر سنگ و خشت مین

٦١

جھکو اپنی زبان سے نہیں شکوے کا خطر — منع تصویر کو اندیشۂ صیاد نہیں

لطف گلگشت چمن کنج قفس میں ہے مجھے — اتنے عرصے بھی گلستان کا مجھے یاد نہیں

ایسے خرسند کسی لیے یہ جزرہ ورائی جیسے — غافل میں کہ ہی سنتا تری فریاد نہیں

دل لگی کس سے کروں کس سے ہوں میں اپنا لگاؤ — مرد اس باغ میں ناپاک ہی شمشاد نہیں

جان کنی بیٹھ ہے اور کوہکنی سنگ مرا — کچھ مجھے دعوی ہمسری فرہاد نہیں

ہو بس از مرگ ہر اک شے وفا میں تقسیم — دولت شعر میں یہ حصہ اولاد نہیں

میری مشکل بھی آسان کہیں قاتل تیغ — تو بھی تلوار لگا بیٹھ جو جلاد نہیں

تا بدامن کوئی ذرہ تو کبھی پہونچے گا — خاک کس کس کی تری راہ میں برباد نہیں

رہ بدیوار چمن کرکے اڑا مجکو — راستا باغ کا صیاد مجھے یاد نہیں

ل رہے گا تجھے اک روز ریاضت کا صلا — ہو نہ مایوس مشقت تری برباد نہیں

دیکھ تکلیف تو ساقی مجھے مینا کی — لائق انجمن عیش یہ ناشاد نہیں

فصل گل میں کیا آزاد قفس سے مجکو — بھولنے کا کبھی احسان ترا صیاد نہیں

جب ہر ذرات بھی لازم ہے ہر اک شے کو لیے — موم سا نرم ہو یہ خوئی فولاد نہیں

دیکھیں کب تک ہے تجھے صحبت عاشق سے گریز — آخر انسان ہے تو بھی تو پریزاد نہیں

مصرع قد میں ترے جا ہی کمر سکتا ہے — اڑنے نہیں مجکو کا ایسا مرا ارشاد نہیں

اب بلائی سے اسیری ہی مری بہتر ہے — بال و پر اڑنے کی قابل مرے صیاد نہیں

سامنا رہتا ہے اندوہ و الم کا ہر وقت — ایک دم عشکدۂ دہر میں دل شاد نہیں

ہو سکی تیری نصیر جان سے اطاعت کس کی — لائق بندگی نصیر یہ آزاد نہیں

ایک ہی ایک ہے بہتر جو تری صنعت سے — قابل ایراد کے تیرا کوئی ایجاد نہیں

[illegible]

شادی آپ کو منظور اگر ہو نا موہر ہونا
جگاتی ہین سحر تک رات بھر جب دو نوع رہتی ہین
نظر آتی ہین ہمکو خواب مین ای رشک مہ کالی
لبالب ہے سو کر دیتا لب خشک انکو تر ہو وین
مہینو لگا مین جو قسمت مین تو عکس آب بہ انہی
نہین دیکھا ہو تجھسا دوسرا وحشی مزاج اب تک
پرستش کی بہت تیری نہ سمجھا اپنا بندہ تو

نشان ہو جو گند جاتی ہین ہم نام کرتی ہین
یہ ہمکو سونی دیتی ہین آپ آرام کرتی ہین
اگر ذکر خیال زلف عنبر فام کرتی ہین
صراحی کیطرف ساقی اشارے جام کرتی ہین
عبث صیاد پنہان جال مین کیا دام کرتی ہین
جو تجھکو دام مین لاتی ہین ہم ہی کام کرتی ہین
سبحان اللہ سوا اسکے بت خود کام کرتی ہین

نبرد ہر لی مین عاشق معرکون مین منہ چراتی ہین
عبث ای رند نام عشق کو بدنام کرتی ہین

کرتی ہو ریج رواں لخت جان کہتی ہین
رخ کو گل قد کو تیری سرو رواں کہتی ہین
مرض عشق اطبا سے نہ تشخیص ہوا
جو کہ خوگر ہین تپ ہی کو دہن کر ای گل
زلف و رخ کی سحر و شام جو کرتی ہین بیان
یون پتا پوچھو اس سر کی گھر کا قاصد
قامت یار کو بتلاتی ہین بعضے شمشاد
جسنے دیکھا تجھے ای جان وہ جان بر نہوا
کیون نہ وہ طفل حسین ہووے عزیز ہر دل
سنکے کہتی ہین سخن کو مری حاسد ای رند

سب بجا کہتی ہین جو اہل جہان کہتی ہین
لوگ کیا کیا تجھے ای جان جہان کہتی ہین
کچھ جنون کہتی ہین بعضے خفقان کہتی ہین
غنچہ گل کو بھی وہ گنگ دہان کہتی ہین
گل کو انگارہ وہ سنبل کو دھوان کہتی ہین
کسکے کوچے کو گلستان جنان کہتی ہین
اکثر اوس قد کو قیامت کا نشان کہتی ہین
اہل دل تجھکو بجا آفت جان کہتی ہین
یوسف وقت اوسی پیر جوان کہتی ہین
اسلیے لوگ مجھے سیف زبان کہتی ہین

آج نوبت ہے اسکے نشان نہین
جابجا ہین اوس کوچے کو کہان عاشق
کیست جو ہوئین یہ وہ جوان نہین
ای زمین زور ہے فشار ترے
مرد جاتے ہین مجھ مین جان نہین
حال دل خود زبان پہ آتا ہے
اختیاری مرا بیان نہین
جوہر اس مین ہین تیغ بانی سے
سکے والی مری زبان نہین

سونگھ کر چھوڑ دی نکہت سگ یار [illegible]
فرماتی ہین اسکے ... نہین
دل سے لگا کس طرح ای صیاد
قفس سے اپنے آشیان نہین
نکل ہی لیکے ... غنچہ
... ذکر زبان نہین
... کرو شکوہ یار
کچھ دعا ... زبان نہین

پاس کیجے تو کچھ بعید نہیں / یار دیرینہ ہوں جدید نہیں

صفت حسن یار کیا لکھوں / حق یہ ہے دید اور شنید نہیں

ہر مہینے گلے وہ ملتا ہے / کون سا چاند ماہ عید نہیں

دوست دشمن ہیں بہرہ ور تجھ سے / کون سا شخص مستفید نہیں

بوسے مانگا جو نامہ بر تو جواب / نامۂ شوق کی رسید نہیں

منع ہے اوسکی فاتحہ خوانی / تیغ ابرو کا جو شہید نہیں

چند روز اب تو یاں بھی لازم ہے / کربلا کی تربت بعید نہیں

تنگ آئے ہیں اوسکی دوری میں / زہر کھا لیں تو کچھ بعید نہیں

آنکھیں دی ہیں پئے نظارۂ حسن / کور ہے جسکو شوق دید نہیں

سبکے قاصد جواب لایا ہے / میرے مکتوب کی رسید نہیں

کشتے قاتل کے جتنے ہیں سب ہیں / کون ہمرتبۂ شہید نہیں

قید کے دن تھے ابتدائے جنوں / طوق و زنجیر اب مفید نہیں

قیمت دل میں لونگا خاطر خواہ / مال مفلس نہیں مزید نہیں

طالع بد سے اپنی ہوں خرسند / یہی بخت کو سعید نہیں

آب انگور کیسو نہ ہے بند / محتسب کس طرح یزید نہیں

دیکھ سکتے اگر ہزار چشم ہو / بے بصیرت جو اہل دید نہیں

کربلا کیوں نہ ہوگی تیری / کس جگہ دفن اک شہید نہیں

ہو گیا ہوں فراق جاں اوسکا / ہے قیامت مجھے جدید نہیں

کیا کرو گے دل شکستہ مرا / شیشہ یہ قابل خرید نہیں

٦٤

شانہ ساں کس طرح سہانسا دل صد چاک کو
زلف بیجا نکو تری کیا کیا لپیٹین یاد ہین

سلطنت کرتے ہین باقی اونکے رندونکا کہان
بادہ خوارونکی بدولت میکدہ جو آباد ہین

ہم سپاہی زادے ہین لٹ جہڑ کے شوا مین گلا
کسلیے تیشے سے سوٹر ہین سرکو کیا فرہاد ہین

شل لالہ کس طرح رکھو نہ دل انکو عزیز
داغ الفت ارمغان گلشن ایجاد ہین

سلسلہ روز ازل سے ہی ہین زنجیر سے
تیری زلفونکی قسم مجنون یا ورزاد ہین

خوب چہانا ہو دل صد چاک لیتے ہی شانہ سان
کوچہ گیسو کی اسکو سارے رستے یاد ہین

ظلم کرتے ہو عبث عشاق بے تقصیر ہین
بیٹھا بے جرم ناحق مورد بیداد ہین

کم سنونکو سہولی ہین پر تمہ عبث بہولی ہو رند
نام کو طفل دبستان ہین مگر استاد ہین

سرو کو حق مین بہر نہ آرہ شمشاد ہین
کس لیے ہمسے ہوا خواہ چمن ناشاد ہین

رونق گلشن ہین ہے بیغانہ صیاد ہین
اپنی ہو دم سے اب تو گلزار قفس آباد ہین

کلک صناع ازل کی دیکہ رنگ آمیزیان
واہ کیا نقش و نگار صفحہ ایجاد ہین

کیا ہوا گلزار عالم کی مخالف ہو گئی
صورت برگ خزان اوراق گل برباد ہین

کیون نہ رکہے دل گل امید سے انکو عزیز
داغہای یاس حرمان آپ کی امداد ہین

کاٹتے ہین آہ کے تیشے سے فرقت کا پہاڑ
رشک شیرین یار ہے ہم غیرت فرہاد ہین

حاکم عادل ہو دیگا ہم کو املاک پدر
جائینگے جنت مین آدم کی اگر اولاد ہین

خاک بہی مردون کی جوہر رکہتی ہے اکسیر کے
کشتگان راہ الفت کشتہ فولاد ہین

منتظر وعدہ کا رہتا ہون مین ہر دم ہر گہڑی
تجہسے جو اقرار کر آیا ہون مجکو یاد ہین

کس طرح مین ہم اسیر تین عبث مثل حباب
یہ تو ثابت ہے کہ مشت خاک بے بنیاد ہین

اگو ہین چاک عشاق سے سر پریشان ہین
محیط عشق سے ساحل تلک اللہ پہونچاوے
چلو ہم بہی شہیدان محبت کے مزار و نپر
بحمد اللہ محبت مے زبون جانے سے برابر ہی
طبیعت ہوگی برہم محتسب ناحق آپ ابہین گے
ہمہ تن چشم انہلوگ نے سے جو ہین آپ سے باہر
گمان لعنت ہے نظارہ سنبل نہین کرتے
بنایا چاہتے ہین ہم بیر بیری خانہ دل کو
تعلق حسرت بیمار کا تا قطع ہو جاوے
خیال جام ہے ہم بچہ مغران خون سے بلبلین
نہ چور جاے قرص سیم و زر خیرات کرتی ہین
نہین معلوم انہین کیا حال ہے ہمبر زیاکا
لگا ہر روگ اتنا عشق کا اس جان مضطر کو
ہوا ہے راہ و رسم نامہ و پیغام عمر دن سے
نہ او سکا شرح لب پر جاے انکی یا لگر جاے
تمہارا روٹہنا ہر بات کا اچہا نہین دیکہو

تمہاری ہین جو ایسے بال ہوتی ہین بکہرتی ہین
تمہاری دیتی ہی جنت کو قضا جو جان سے ہرتی ہین
زیارت کو فرشتے آسمانو سے اوترتی ہین
وہ ہم پر جان دیتی ہین اگر ہم اونپہ مرتی ہین
خبر لیجے ہوا سے بال زلفو نکے بکہرتے ہین
تماشا ہے جب یاتری خود سے گذرتی ہین
ہمین کانٹا ہے جب سے سانپ لیسی سے ہم ڈرتی ہین
یہ بت اللہ اکبر گہر خدا کے گہر مین کرتی ہین
گرفتار قفس پتا ہے سے خود پر کترتی ہین
بہلا یا جیج کسی بیجے لیسی گربہ سے ہم شور کرتی ہین
نظر اونکو معلی جیو را تدبر قصدا و ترتی ہین
غلط کہتی ہین ہم دیتی ہین جہو ہمین بکرتی ہین
جو ہوگی زندگی بیج جانیگی بالفعل مرتی ہین
ہمین بہی آنکی اخبار کرتے جو گذرتی ہین
مشیر لب کچہ نکہ بتو لیسی آیا ہے وہ کرتی ہین
سری ہین یا ہم جو دلبر رکہتی ہین گذرتی ہین

شریک بزم مین گو دوستون کے پاس خاطر سے
نہ سمجھو انکو زندہ نہین کسی پر رند مرتے ہین

نہ دنیا کی خبر کچھ دین کا ہوش ہے سر مین	بہلا یاد دو جہانکو تو نے ساقی ایک ساغر مین

٦٦

[illegible]

ہوا ہون داغ کہا کر عشق مین لالہ عذاروں کی	مرا مرده لپیٹا جاۓ گا پہولونکی چادر مین

خدا چاہے تو رندانِ ابکی درِ مقصود ہاتہ آئے
توکل کرکے اک غوطہ لگا تو بحرِ سمندر مین

ازل سے لکہی ہجران جو لکہی تہی مقدر مین	حلاوت زہر کی ملتی تہی مجکو شیر مادر مین
مین کیا جانون جسے کہتے ہین کہ سکو آشیان کیسا	کہلین آنکہین تو میری آنکہ صیاد کے گہر مین
بلند و پست سے آگاه ہون ایام طفلی سے	کبہی تہا دوش دایہ پر کبہی آغوش مادر مین
اگر دندان جانان کی مضامین کا خیال آیا	دمِ فکرِ سخن غوطے لگائے آب گوہر مین
جنون عشق کا مجنون سے سوجہا سلسلہ مجہ تک	چلی آئی امامت جسطرح آلِ پیمبر مین
پری دیوانی ہو جاتی ہے تنکے جنہو لگتی ہے	وہ سحرِ سامری ہے یار کی چشمِ فسونگر مین
پہونچتی ہے پہونچتی اپنے صحبت ہوگئی آخر	نہا در خمِ باده پریشان ہے مقدر مین
بچالو تشنگی سے حشر کی ہم باده نوشونکو	یہ قدرت کیا نہین ساقیِ عطا تسنیم و کوثر مین
خیالِ روسِ گیسو کا جو ہے گہر مین رہتا ہے	پری استاده آتی ہے نظر مجکو ہر اک در مین
گلا مجہ سخت جانکا کسی مر ہو سے اسی کاٹا ہے	زیاده ہو رہی لیکن قاتل تیری خنجر مین
پڑہے جب شعر وصفِ خال و خط مین یہ جوش آئی	معطر ہو گئی مضمون بہی بسکہ مشک و عنبر مین
شہادت کیلیے کافی ہے خون دامن قاتل	نہین حاجت گواہونکی ہے خونکا محضر مین
دہانِ یار مین رکہی زبان تو یہ خیال آیا	کسی نے چہوڑ دی ہے لال بہی لعلِ گوہر مین
پری ہے یا کہ دیوانہ ہے دونو الغرض غش ہین	کوئی سونیکی زیور مین کوئی لوہے کی زیور مین
ہوا چشمِ سیاهِ یار پر قابو مرے دل کا	پہنسا ہے آنکہ شاہین کے چنگال کبوتر مین
ترا کلمہ پڑہا کرتا ہون گواہی ہے مسلمان ہین	غلط کہتا ہون کافر ہون آئے مجکو نہین رہین

٦٦

[illegible]

ہوا کی طرح اوڑ کر جا اونگا میں عرش واویلا ہے
پری پیکر عیان ہوگا اگر قصر سلیمان میں

خداوند احق نوح اب تجھے نا خدا ای کر
محیط بیکران ہے اور مری کشتی ہے طوفان میں

برابر قدر ہے اس عہد میں ادنا و اعلیٰ کی
نہ فرق کے سمل یا قوت نقشہ تو ہے بدخشان میں

فلک کے ہی کوئی مشتوق گرنا گرم ہم بستر
اگر وہ بیں سہی کہیں شب ہم پہلو کو زمستان میں

بجو او وحشت دل آتی ہی کس لیے میں بہکا
زبس گرد اوٹھیان ہر جا خضر ایسے بیابان میں

نہیں بازار الفت میں کہیں جا بجز داری
متاع حسن ارزان ہے یہان ہر ایک دکان میں

نہ شیدی کو خوش صبا سے ہوا نکو نہ بیدا سے
عزا اسپر کیا ہر صاحب فرق آیا عہد پیمان میں

جو خوابان آ بجا ہے لہو کرا افتادگی شیوہ
نہیں ممکن گہر بنجائے قطرہ ابر نیسان میں

وہ بیکس ہیں ہر اگر ہر ہمین بیچا نہیں جاتا
بلا سے تیر کر آتی ہے مجھ تک ابر باران میں

وہ فورنشہ عرفان سے ہر اک مست بیخود تھا
یہ کیفیت اوٹھائی رند میرے بزم مستان میں

قفس سے کم نہیں ہے رو حکومت بھی جہاں آئیر
یہ یوسف کہیں کنکب رہی محبوس زندان میں

برہمن ہے مہیں سہی مسلمان اہل ایمان میں
بسر کرا سطرح سے زندگی گبر و مسلمان میں

گدای حسن کو صدا اک بوسہ چھپا کر دو
سخی کو اجر ملتا ہے زیادہ ہیر مہان میں

ہوائے گلشن ایجاد اگر انصاف پر آئی
جلی قمری کا فرمان نحن کی جا سے ایمان میں

وہیں کھلائیگا مجکو بھی صد شب ہیر یوسف کی
دو بارا جس سے بخشا نور چشم پیر کنعان میں

بظاہر گو مہوں بیگانہ پر اتنا ہوش ہے مجکو
رفو کرتا ہوں لیکن پارہ ہر گاہ گریبان میں

گنا جاتا ہے نہیں بھی آسمان کو میسر نہیں
مرے قسمت کا بھی ٹکڑا ہے اسکے خوان الوان میں

سنائی ہے صبا کسکو بہار آئی تو آزادی
قفس میں قید ہے بلبل ہوئی ہے موسم گل میں

٦٨

صفحہ ہستی پہ مجھ دلگیر کی حاجت نہین
اس مرقع مین مری تصویر کی حاجت نہین

خاکساری کا بھی جوہر کیمیا سو کم نہین
نفس گر کشتہ ہو تو اکسیر کی حاجت نہین

قتل کو کافی ہے میرے جنبش ابرو تری
یہ کمان ہے جسے کچھ تیر کی حاجت نہین

او مصور کھینچتا کیا ہے تو اوس تنگی شبیہ
آپ وہ تصویر ہو تصویر کی حاجت نہین

کہہ دیا قاصد زبانی کیا کہون جو حال ہے
سب تجھے معلوم ہے تحریر کی حاجت نہین

نشتر مژگان اپنے کو اشارے ہین عبث
کام اگر ہو تیری شمشیر کی حاجت نہین

فقر کی دولت غنی کر دیتی ہے انسان کو
جسکو یہ منصب ملا جاگیر کی حاجت نہین

بزم ہستی ہے عجب ایسی جگہ ہین بو گزند
شمع کو تصویر کی گلگیر کی حاجت نہین

بے سر انجامی فقیرون کو لیے ہے قفل در
اپنے دروازہ کو کچھ زنجیر کی حاجت نہین

کام آخر ہو مریض درد ہجر انکا مسیح
چھوڑ دے تقدیر پر تدبیر کی حاجت نہین

جو کہ لکھا خوب لکھا کاتب تقدیر نے
اس نوشتے مین کہین تحریر کی حاجت نہین

قتل اگر مجھکو کیا ہے دشمن کا تو حکم دے
بیگنہ کی لاش کو تشہیر کی حاجت نہین

میری وحشت کا وہی عالم ہے ابتک ایسی
کون کہتا ہے کہ اب زنجیر کی حاجت نہین

کاٹتے ہین آپ آہو آن کر اپنے گلے
او شکار افگن تجھے نخچیر کی حاجت نہین

کون ایسا ہے نہین جو عشق کا تقصیر وار
جرم اگر ہے تو کچھ تعذیر کی حاجت نہین

کیمیا سو جانتا ہون خاک کو ای دوست
مین ہون مستغنی مجھے اکسیر کی حاجت نہین

کیا کہون ای [illegible] صدمہ ہے جو ہجر یار مین
حال ظاہر ہے کچھ تقریر کی حاجت نہین

سرکشی عشق کی درگاہ مین منظور نہین
یان سلیمان کو بھی مرتبہ مور نہین

عالم الغیب سو حالت تری مستور نہین
عشق کا زور ہے دنیا سو سدا ہے دو نو
صبر کا قوم نہین طاقت مقدور نہین
جسم بے روح ہو سراپای وہ اک عالم نور
جلوہ حق ہے جمال بت مغرور نہین
زخم عاشق کی سطح بھا ہے از زخم جگر
کون سا داغ ہے سینہ کا جو ناسور نہین
صفت ذات اوسکی ہے فقط [illegible]
[illegible]

کچھ زبانی کہیو فرط شوق سے | خط تو اسسے قاصد لکھا جاتا نہیں
مستعد مرنے پہ ہون پر کیا کرون | بے اجل آسکے مرا جاتا نہیں
سوز غم سے استخوان اخگر ہوے | کیک کہتا ہے ہما کھاتا نہیں
وصلکی شب کیون نہ عریان ہوا | تو تو کہتا ہے مین شرماتا نہیں
جان کا دشمن ہوا ہے اسقدر | مجھکو پاکر وہ چھری پاتا نہیں
مدعا کچھ جو سمجھا ہے وہ شوخ | شعر بھی اب مجھسے پڑھواتا نہیں
کیون تصور آپ کا آتا ہی یان | مین تو وان آتا نہیں جاتا نہیں
حوصلہ کرنے لگا ہے تنگیان | ضبط اب مجھسے کیا جاتا نہیں
ایک عالم حسن کا دیوانہ ہے | تنگ کس کس سے یہ چھوٹاتا نہیں
مجھکو آتا ہے تو آچک اے اجل | جو جلا تیرا مجھے ہوتا نہیں
مے پینے کی توبہ کی تو کی | کوئی ساقی بھی تو پلواتا نہیں
حسرتین دلکی نکالون کسطرح | یار کو تنہا کبھی پاتا نہیں
کوچہ ہی اوس حور وش کا ہے بہشت | جو گیا وان پھر کے یان آتا نہیں
کیا مزا پایا ہے تو نے کیون دلا | عشقبازی سے تو باز آتا نہیں
بھولتا ہے کب تصور یار کا | سانپ کب چھاتی پہ لہراتا نہیں
ہجر کی شب کروٹین کیونکہ لون | کوئی پہلو دل کو چین آتا نہیں
یہ پسند آئی ہے اوسکو سادگی | ناصیے پر افشان بھی چھوتا نہیں
جانتا ہون دل سمجھنے کا نہیں | اسلیے نادان کو سمجھاتا نہیں
کیا سمجھکر مجھسے فرماتے ہین آپ | ق | میرے گھر مین کیون تمہیں اب آتا نہیں

[illegible]

گلشن بغیر یار ہے کنج قفس سے تنگ
سودائیوں کو عشق میں کہرنا ہے مشورت
کہتا ہے سرو غیرت شمشاد سے مگر
بیلی تمہاری چھکی ہر جیب جان
رکھتی نہیں شریک وہ ذات و صفات کا
ہر طرح خاکسار ہیں رحمت کی مستحق
نام خدا جمال ہے اونکا کمال پر
یکسان ہے مرتبہ میان امیر خاک کا

ہمتو تیری عذاب میں ای مصفیر ہین
جیسے ہیں آپ ویسے ہمارے مشیر ہین
آزاد ہین وہی تو تمہاری اسیر ہین
او سدرہ ہے اوس لا کیر اور قصیر ہین
واللہ بے مثال ہین وہ بے نظیر ہین
ہم کشت خشک ہین وہ ابر مطیر ہین
چودہ برس کا سن ہے وہ بدر منیر ہین
ہمت تو بادشاہ کی ہے گو فقیر ہین

صحبت برابر ہو کہ نہ ہو رند دیکھیے
ہم پیر ہو چکے ہین وہ طفل شریر ہین

چھیڑنے لاکہ جو تو مارے ہین
اوڑتے سر راہ مین شرارے ہین
جیتے جی چھوڑتے ہین کب یہ قدم
قہر ہے مہر سپہر حسن و جمال
اختیار آپ کو ہے حضرت عشق
ہجر کی شب گزند دیتے ہین
جگر و دل جلا کے خاک کیے
ہجر غم مین اک آشنا کے لیے
چھوڑا او حسرت ہم آغوشی

پر ہم اونکے ہین جو وہ ہمارے ہین
چھوٹتے کنج کے تارے ہین
انکو ہم سے قول ہارے ہین
اور سب ماہ رو ستارے ہین
سب کرشمے غرض تمہارے ہین
نیش عقرب ہین جتنے تارے ہین
تپ ہجران کر کیا حرارے ہین
سینے کیا ہاتھ پاون مارے ہین
لگ گئی گور کے کنارے ہین

۱۷

اپنے اللہ کو پکارے ہین
ہر نفس [illegible] جان و دل جتا دون گا
سو گناہ ہین سو اتارے ہین
ہم ہین اور غم سے داغ ہر دل پر
دوست گلگشت سے نظارے ہین
زندہ ہین بے ساختہ ہین گیسو یار
نہ جلاتے ہین نہ سنوارے ہین
شمع تربت مری بجھاتے ہین
روح کو بھی غرض جلاتے ہین

لالہ رو جن پہ دل جلاتے ہین
داغ بالائے داغ کھاتے ہین
پان اور مسی کی کھاتے ہین
اپنا رنگ اس طرح جماتے ہین
نہیں ہوتا وہ ہم بغل جس رات
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

غیر سے ہے حوصلہ رقیبون کو | آزمالین جو آزماتے ہین +

خشک کیونکر نہون گہن کیطرح | درد و غم مجکو کہائے جاتے ہین

زندگی مین بہی ہے فشار قبر | میرے پہلو مجھے دباتے ہین

گرے شیشہ نہ دست ساقی سے | مست بے پاون لڑکہڑاتے ہین

چلے دیتی مین کہتے ہین گل کہا | گریبان کرتے ہین چلاتے ہین

یاد آتا ہے گشت کوچۂ یار | جب طواف حرم کو جاتے ہین

پہوٹین یہ آنکہین خون ہو یہ دل | مجھپہ آفت ہمیشہ لاتے ہین

غل ہے زنجیر کا کہین شاید | لڑکے دیوانون کو ستاتے ہین

جیب و دامن ملا جو وحشت مین | چیتھڑے دھجیان اوڑاتے ہین

شوق دیدار و حسرت گفتار | کو بکو در بدر پہراتے ہین

حال دیوانگان عشق نپوچھ | تنکے چنتے ہین خاک اوڑاتے ہین

آپ کو کہوتا ہون اوسے پاکر | ہاتہ اور پاون بہول جاتے ہین

کرتے ہین زلف یار مین شانہ | سانپ کو ہاتہ پر کہلاتے ہین

دہو چکا ہون مین اپنی جان سے ہاتہ | آستین وہ عبث چڑہاتے ہین

درد دل جب بیان کرتا ہون | دانت میری زبان دباتے ہین

جادے صحراے عشق کے اے رند
سانپ بنکر مجھے ڈراتے ہین

ہے ہجوم ہر دو غم تشویش پر دل مین نہین | منتشر میرے حواس خمسہ مشکل مین نہین

آتش افروزیکی اوگردون ہوا دل مین نہین | کچھ سوا خاکساری آب و رنگ گل مین نہین

[illegible]

۷۳

[illegible]

[illegible]

طی نہین ہوئی کسی سی گفتگوی حسن عشق	ایک کا حل مسئلہ ایسا مسائل مین نہین
جو تصور مین تھی وہ کردی سامان وصل	معجزہ کیونکر کہو نمین عشق کامل مین نہین
زار ہی جسپر چہرہ وسی جھٹکا دیا	اوہیر وہپر یہ دیوانہ سلاسل مین نہین

کسکے آگے زمانہ تنہا نغمہ پیرائی کرون
ایک بلبل ہمنوا میر اعنادل مین نہین

غیر کیا دوست بہی اب دشمن جان ہو رہی ہین	کتنے جا جا کی وہان خوب نہین بار رہی ہین
مبتلا تھی تری افلاک کی سب تارہی ہین	جو ثوابت تہی وہ اب چرخ پہ سیارہی ہین
مضمحل ہجر میں اعضا بدن ہو رہی ہین	ایی اجل زینت محبوب کی ہم بار رہی ہین
ہر طرح منزل مقصود کو ہم پہونچین گے	تہک گئے تہک گئے ہمت تو نہین ہار رہی ہین
اوسکی بخشش نہین پابند عمل او وہ عطا	وہ کریں رحم تو اک بات یہ جہبکار رہی ہین
جہوٹی پیتی ہی پس از مرگ بہی بیتابی دل	تیری کشتو نکی جنازے نہین گہوار رہی ہین
آجتک میری ارادت مین کچہ فرق نہین	ابتلک حسن سلوک اوسکے وہ ہی یار رہی ہین
دمبدم قطع ہوا جاتا ہی کیون نخل حیات	آمد و شد یہ نفس کی ہی کہ دو آرہی ہین
یہ جلن ہی یہ جلن ہی کہ پہکا جاتا ہون	جگر و دل ہین یہ پہلو مین کہ انگار رہی ہین
ہین یہ انہند و نبات کہ نکی میٹہی باتین	لب شیرین نہین گویا کہ شکر بار رہی ہین
یاد ایام کہ رہتا تہا شب و روز وہ پاس	اب وہ خلاص کہان دورکی نظار رہی ہین
کوئی بلبل بہی نوا دار ہی ہم سا صیاد	چہری کہا کہا کے تری باغمین جہکار رہی ہین
سکی بیٹہی ہوی ہین فضل خدا سی اپنی	سرنہ اوٹہتی یاد دشمن کا وہ گہن بار رہی ہین
نگاہ بیگاہ تری کام بہی آجائینگے	آج اگرچہ تری الفت مین بیکار رہی ہین

ہاتہ اولجہتی ہین گریبان سے نہ پا زنجیر سے
الجہیون مدت سے تیری دست و پا بیکار ہین

پاس رسوائی ہی ہمکو ضبط بات ممکن نہین
تم اگر مجبور ہو مشغول تو ہم ناچار ہین

جسطرف کو دیکہیے ہر دو ہین یوسف لقا
ہند کی کوچے نہین ہین مصر کی بازار ہین

کردیا رشک گلستان جسم کو کہا کہا کی گل
اپنی زخمون کی بدولت آپ ہم گلزار ہین

آتی ہی کرنی ہو جانیکا ارادہ وجہ کیا
سوچتی تو کیا ہماری آپکی اقرار ہین

رنگ شاخ بید ور جہکتا ہی ہر دم جہوم کے
کان کی پتے نہال قد پہ اوسکی بار ہین

کشتئ صہبا ہی کاکلون کا ہی ساقی ناخدا
فصل گل مین میکشونکی آج بیڑی پار ہین

ہنستے ہنستے مرگیا جسنے نظر کی سوی بام
یار کی کوٹہی نہین ہین قہقہہ دیوار ہین

پاؤن مین ہی طاقت رفتار تا آشنای رہ
پہونچی جب جا کر گلی مین اوسکی پہر دیوار ہین

دوسرا ہمسا کوئی مرد کفر و دین نہین
قابل تسبیح ہین لائق زنار سا ہین

اک ادائی سی نرالی ہی تمہاری بول چال
والہ گفتار ہین وارفتۂ رفتار ہین

شوق جیسے یار کو پہولونکی گہنے کا ہوا
موتیون کی ہار کی پہولون گلی کی ہار ہین

قبر مین بہی جاونگا تو ساتہ جائینگی مری
حسرت لذت وہ حرمان میری یار غار ہین

خود بخود ہین جعد ہین خلل شمائل نہین
مو ہی گیسوی بتان بیساختہ خمدار ہین

یون نہین ہنسی گا بدلی کا جہان کا انتظام
کل وہی محبوب ہونگی آج جو تمہار ہین

نذر تیری کر چکا ہون مین گریبان اب کہان
یادگار موسم گل ای جنون کچہ تار ہین

دوستانہ گفتگو بہی اوسکی بی پہلو نہین
ضمن مین اقرار کی سو طرح کی انکار ہین

مختلط ہو اوس سے جسکی نام سی تہا ننگ و عار
آسکی نامحرم تہی جواب محرم اسرار ہین

ہر رگ و پی سست ہی بی حسب جمال یار سے
صورت مفلوج میری دست و پا بیکار ہین

عجب کیا ہے عالم تجرید اختیار
حور و پری کا ہی کا گہر مین گذر نہین

دن رات ایک حال ہی تنویر حسن کا
رخسار یار کی ہین یہ شمس و قمر نہین

حیرت کدا ہی مقام مرقع جہان کا
اس جسم مین کسی کی کسیکو خبر نہین

صد مرحلہ اوٹھاے عشق کا یہ حوصلہ کرے
وہ دل نہین ہمارا اب وہ جگر نہین

وابستہ زندگی ہی مری اوسکی عشق سے
ہی رشتہ حیات تمہاری کمر نہین

انکھونکی روشنی ہی گئی ساتہ یار کے
کچہ سوجہتا نہین جو وہ پیش نظر نہین

موجود دونو ہین بہ نزاکت سی ہین نہان
کہتا ہی کون اوسکی دہان و کمر نہین

تاریکی تار سہی نظر مین جہان ہے
اندہیری ہی جو پاس مہ شکستہ قمر نہین

ایام الشباب پیری کے جا چکے
ناسور ابتو ہو گیا داغ جگر نہین

دانستہ مار زمانہ تجاہل ہے یار کو
کیونکر کہون کہ حال کسی سے خبر نہین

تشبیہ کیا مین دون قد بالاے یار سے
کوئی نہین ہین کوئی ویسی کمر نہین

دعوی سی یار کی ہی مجہی عشق سہی ...
واللہ پاکباز ہون مین بد نظر نہین

کہو گیا ہون وادی الفت مین کہے رند
برسون گذر گئے مجہے اپنی خبر نہین

سکھلے لگا مین بلائین ہین تہکو پیار کرین
جو بات ناز تو منت ہزار بار کرین

یہ باتین کیسی ہین بیکار کچہ تو کار کرین
بہار آئی گریبان تار تار کرین

کہان ہے لا مین اب اوسکو جو تیکا کرین
تسلی کیا تری او جان بیقرار کرین

وہ ربط تم سے بڑہا مین ... یار کرین
ہزار طرح سے جو جبر اختیار کرین

گرے سیل ... چار دیواری
خراب خانہ تن چشم اشکبار کرین

حسرت بوسہ مین بیمار ہوا ہون [illegible]
یاد دہن ساری حکایات گلستان مجھکو
دی تو شراب لب سے زنخدان مجھکو
[illegible] سلیمان مجھکو [illegible]
[illegible] دیدہ گریان مجھکو [illegible]

او پری ہر وقت دیوانی جو نکلا ہاین سحر
دہونڈتی ہین آنکھین پھر نظارہ روی نگار
دیکھتی کسکو پہنسا مین پیچھین لایین کیسے
صفوت نا توین سے ہم تہرا ہون لگا فرکا ہین
خیر تو ہی کیون نظر آتی ہو مرجہاتی ہو
پھر گیا ہی کہا سی آکر عیادت کو مسیح
روی رنگین قد موزون کا تری شہرا ہوا
دیکھہ آتے کسکے انداز خرام ناز کو
عالم رویا مین شب کو یار دکھلاتا ہے شکل
پڑ گیا ہی پیچ ہمیر حال دل کس سی کہین
یار اپنا ہمیر مین نکل آتا ہی جسکی میری پاس

زلف لی مین پہنسی ہی چہ زندان کی دیوار اندرون
لیچلا ہی کہینچکر پھر شوق دیدار اندرون
لٹ بیٹھتے ہین پھر پھبت گیسوی خمار اندرون
ہی کہ جان سی زیادہ مجھکو زنار اندرون
صفو برگ خزان ہین گل سی رخسار اندرون
او لٹی دم سب لیے رہی ہین اسکی بیمار اندرون
گل سی بلبل سر سے ٹرہی ہی بیزار اندرون
کبک طاوس اپنی کیون سہو لیے ہین رفتار اندرون
خواب مین لاتے ہین اسکو بخت بیدار اندرون
ہین کسی کل کی پہندی مین گرفتار اندرون
چاندنی راتون سے بہتر ہی شب تار اندرون

کھول ڈالو اب کمر سی تم ہی ہتیار دنکو رند
بید کی لکڑی سی ہی بیفذ تلوار اندرون

کیسی ہی حسرت دید رخ جانان مجھکو
تنگ زندان سی ہی یہ صحن گلستان مجھکو
دہجیان کی اڑا دی لیلی دست جنون
دیکھی جب لعل کہر بار کی گوار ہین دیا
یاد فرمایا ہی اوس حور نے دعوت کی ہے
میری حیرت پہ حسینونکو ہوا ہی سکتا

دیکھہ لینے دی ذرا دیدہ حیران مجھکو
لی نکل وحشت دل سوی بیابان مجھکو
تنگ پہانسی سی بہی گتا ہی گریبان مجھکو
آگئے یاد تمہاری لب و دندان مجھکو
صاحب خانہ نی بلوایا ہے مہمان مجھکو
دنگ ہین آئینہ رو دیکھی حیران مجھکو

آج ان سے کی بند قفس مین لاکر
چھوڑ دو حسرت دیدار گلستان مجھکو
داوری کا شان کرتی ہی تجھی بخشا رب نے
اپنی اعمال سی دیکھا ہو پشیمان مجھکو
ہر نشست وصل تو اغیار کا حصہ ٹھہرا
[illegible] سے کہو از سا م ہجران مجھکو
سر فروشون مین ہون شیوہ مرا جانبازی
[illegible]

چاندنی کا رنگ کرتی ہے زخم دل پر
پاس ہے زیست سے اے موت اوٹھالی آکر
پنس چکا ہون جھوٹا لگا مین یا وہ پلیٹ
لکھدیا عشق و محبت کا علاقہ ترے نام
زندگی ہوگی تو پہونچ جاوٗنگا اے آفت
کر گیا ہے بس مین کیتک نفس سرد سہر

زندگی تلخ ہے تجھ بن مہ تابان مجھکو
اوڑہ گیا چھوڑ کے وہ عیسی دوران مجھکو
پیچ ہر پیچ نہ دے گیسو پیچان مجھکو
آج پہونچا یہ تنہ حسن کا فرمان مجھکو
اب تو لیٹی ہے بلاوٗ شب ہجران مجھکو
پھونکدے پھونکدے او نالہ سوزان مجھکو

سر ملین تیسم کی الفت سے کیا ناطقہ بند
دین نہ تکلیف سخن رشتہ سخندان مجھکو

نمود خط ہوا حسن و جمال لینے کو
ابھی ہو عازم جنت اگر یہ حسن پرست
ضرور چاہیے ہستو نہین اک نہ اک ہشیار
تمیز ہو تو کرے فرق دوست دشمن مین
عبث نہ تیز کرا و ترک خنجر و شمشیر
کھلا یہ غمکدہ دہر مین پہونچکر حال
پناہ مانگ دلا آہ دردمندان سے
ضمیر تو نے تو کی گفتگو نہ یار سے طے
یہ ہین نہ سالیے آیا ہے دور سے مشتاق
شب فراق کے ہمراہ روز آتا ہے
لگا یہ داغ تجھے کب نور سے ماہ

یہ چور گھات مین ہے دل کے مال لینے کو
چلین فرشتہ صاحب جمال لینے کو
وگرنہ کون ہے ساقی سنبھال لینے کو
خدا کی آنکھین ہیں دیکھ بھال لینے کو
نگاہ بس ہے کلیجا نکال لینے کو
عدم سے آئے ہیں ہم پائمال لینے کو
سجان سحر کسی کے وبال لینے کو
مین آپ جاوٗنگا اب سوال لینے کو
بلائین آپ کی خستہ حال لینے کو
ہمارا خواب تمہارا خیال لینے کو
کہ تنگ جاتے ہیں باکمال لینے کو

ALIGARH
77

۷۸

کچہ آج کل سی تساہل نہین طبیعت مین — قدیم خو ہی تغافل کی میری دلبر کو
حسین بند تمہارا جو یاد آیا ہے — تمام رات مین پیٹا ہون سینہ و سر کو
پڑی رہین گی گلی مین پیٹی سینہ خاک — تمہاری واسطی سب اوکر چکی گہر کو
خدانی چاہا تو کلمہ پڑہیگا وہ بت بہی — دکہاؤن گا مین مسلمان کرکی کافر کو
دہن کیواسطی ظلمات خط مین دل ہی تباہ — تلاش چشمۂ حیوان کی ہی سکندر کو
پس از فنا جو ہی شور شین جنونکی رہین — تواوٹہکی پہوڑونگا سنگ مزار سی سر کو
بہری محبت گیسوی یار صانع نے — بجای مغز یہ سودا دیا مری سر کو
قضا لی آتی ہے اہل قبور مجکو بہی — جگہ دو تہوڑی سی یارو ذرا ذرا سر کو
ہوئی سب آج گنہگار عشق زندان مین — سنا ہی مین نی ستمگر نے چین یا در کو
غرور حسن ہوا ہر حسین ہوا خود بین — بنایا آئینہ کیون کیا کہون سکندر کو
کسیکے ساتہ کی ہنجواریان جو یاد آئین — رہا نہ آپ مین منہ سی لگا کی ساغر کو
ڈرا ئی ہو کسی مرنی سے کون ڈرتا ہے — مین آپ پہینک دونگا تیغ تو نگا کر سر کو
جواب دونگا صنم سی سوال کا اپنے — خدا کی حکم سے گویا کرون گا پتہر کو

سنبہالو آپکو ای رند ترک عشق کرو — کہان سکا روگ لگایا ہے جان مضطر کو

ضبط نالے کو کرون ہر دم کہ روکون آہ کو — مجہے اب چیتی نہین کبتک چہپاون چاہ کو
دشمن جانی بنایا اوس بت دلخواہ کو — شکر ہی بہتر ہی یون منظور تہا اللہ کو
کوچہ الفت بہی اک دل ہی کوئی طرفہ مقام — یان تکلف کچہ نہین ہے گدا سی شاہ کو
ماجرای عشق بت نا گفتنی ہی کفر ہے — حق کہون گا تو بری لگ جائیگی اللہ کو

آجاؤ بس اب اونہ ابھی یار دکھاؤ / مشتاق ہون مشتاق ہون دیدار دکھاؤ
عالم ہی سوای ہجر مین یان حشر جنون کا / صحرا ابھی دکھلاؤ کہ گلزار دکھاؤ
فردای قیامت کا نہ اقرار کرو جان / تو حشر سی آج ہی دیدار دکھاؤ
عاشق ہین بہت ایک تو جینکر کوئی بھایا / آئینے کی طرح پشت بدیوار دکھاؤ
عالم نظر آجای بہار او خزان کا / ہم زرد ہون تم پھول سی خسار دکھاؤ
تلوار لگاؤ مجھے گولی سے نہ مارو / تل ٹوہانک تو ابرو خمدار دکھاؤ
ہر دم متقاضی ہی یہی حسرت دیدار / پھر ایک نظر جلوہ دلدار دکھاؤ
فرقت مین ہو عاشق ہین مرے تجھ سی ہزارون / ایجان زیادہ نہیین دو چار دکھاؤ
عشق ابرو و مژگان کا ہتو سانہ ہی کہ تم / خنجر مجھے دکھلاؤ کہ تلوار دکھاؤ

مین قبر سی بھی رند یہی کہتا اوٹھونگا
مشتاق ہون مشتاق ہون دیدار دکھاؤ

اوس ترک کا پھر کو جو ذوق شراب ہو / ساقی بنی مسیح قدح آفتاب ہو
آمادہ میری قتل پہ قاتل شتاب ہو / چہوٹون عذاب سے مین تجھی بھی ثواب ہو
اک ترک بادہ کش کی زقتین ہی جان / بہو تو مین میری جان جام شراب ہو
نوبت نہ آئی ورنگی ہون وہ گنا ہگار / پہلے جو سب سے حشر کو میرا حساب ہو
ساقی پلا شراب جو کیفیتین اوٹھین / مجلس بھی ہو سرور وہ بت بیحجاب ہو
رسوا کیا اوسی بھی مجھے متہم کیا / او عشق پردہ در ترا خانہ خراب ہو
چلکر چڑہاؤ تعبرہ عاشق کی اپنی پھول / روح اوسکی شاد ہو تمھین بھی ثواب ہو
مرجاؤ مین تو گاڑیو سب سے جدا مجھے / بھین ہوش مردی جو مجھپر عذاب ہو

مجکو بھی یاد ہین نخرے جناب / جوڑ بندی پہ بنایا نہ کرو

خود مین دمباز ہون مین ہی دیوان کبھی ہر / مجکو نخرون مین اڑایا نہ کرو

ہوش مین آو پریزادو تم / مجکو دیوانہ بنایا نہ کرو

ہم لہو تہوک کے مر جائینگے / لالی ہونٹوں پہ جمایا نہ کرو

لوگ سودائی ہوے جاتے ہین / دہڑی مسّی کی لگایا نہ کرو

ہوئے انگشت نما مثل ہلال / جان نوچندی مین جایا نہ کرو

اسے ابتر استے خدا کو مانو / کعبۂ دل کو تو ڈہایا نہ کرو

مین تو حاضر ہون فدا ہونے مین / تم کرو مجسے دغا یا نہ کرو

دہوکے دریا مین بہوکا سی تم / آگ پانی مین لگایا نہ کرو

مجسے خلوت کی ملاقات رہے / روز جلوت مین بلایا نہ کرو

واسطے بندے کی بدنامی ہے / جان صحبت مین بٹہایا نہ کرو

دیکھنے والون کی جانب دیکھو / اسطرح آنکھ چرایا نہ کرو

شرم بیجا ہے برا کرتے ہو / اچھی صورت کو چھپایا نہ کرو

جاؤ دریا پہ نہ تم غیر کے ساتھ / اسیے پینڈے سے تو لڑایا نہ کرو

دانت پیسا نہ کرو عاشق پہ / جان پیدا ... چھپایا نہ کرو

چار دن وصل مین ہنس لینے دو / آٹھ آٹھ آنسو رلایا نہ کرو

لوگ بدوضع کہینگے تمکو / میلے ٹہیلے کبھی جایا نہ کرو

جان کس کام کا یہ بھولا پن / دم مین ہر ایک کی آیا نہ کرو

عاشقون کی بری گت ہوتی ہے / تم ستاری تو بجایا نہ کرو

غیر سے یار جفاکار کا اخلاط دیکھو
رنگ دکھلاتے مقدر جو تماشا دیکھو
چلو ہنسے ... یہ مزہ دیکھو
نظر لطف عنایت سے تو مین در گذرا
آنکھین دکھلاتے ہین لو اور تماشا دیکھو
چرخ یار نظر آتے زمانہ ...
قید خانے مین ... دیوانو

[illegible]

خون ہو کر تو چلا آنکھ سے دیکھا
اور کہ ملاتی ہے وقت بھی کیا کیا دیکھو

سے گھر کوچہ جانان کو فرشتے نقال
کھولا گور کے تختے مرا مردہ دیکھو

ہے یہ غیرت کا محل اہل بصیرت دیکھو
جو کبھی آنکھ سے اشک نہیں بہ گیا دیکھو

صورت کرمک شب تاب نظر آئینگی
شعلہ مین میرے سینہ تجلی مین جلوا دیکھو

وادی عشق مین کیا کام ہے نامردوں کا
بیشۂ شیر مین روباہ دلو جا دیکھو

بیوفا یار کے کوچے مین نجاؤ اب رند
اور گھر تاکو کوئی اور ٹھکانا دیکھو

چشم وحدت سے اگر یار کا تماشا دیکھو
سبحۂ زنار شید جانتا ہے ذرا دیکھو

یہی کہتا ہے جلوۂ رخ زیبا دیکھو
پھر ہوا اس دل دیوانہ کو سودا دیکھو

سر و پا کا نہیں ہے ہوش یہ محویت ہو
چشم انصاف سے اوسکا جو سراپا دیکھو

مین ہون مارا ہوا اک آفت بالائی کا
مجھکو کیا دیکھتے ہو وہ قد بالا دیکھو

پھر اوسی دشمن جان پہ یہ ظاہر پھر کر
دل ہمارا نہ کسی اور سے بہلا دیکھو

خاکساری کی حقیقت سے اگر ہو آگاہ
تم تماشا ہو اکسیر کا نسخا دیکھو

سب ہے بلا الحذر [illegible]
اثر نالہ سمجھو اگر [illegible] دیکھو

تیرے گفتہ سے کسی بات پہ [illegible] ایمان
شوکت کعبہ نہ ہو شان کلیسا دیکھو

منتظر آپ کی بیماری ہے یہ جان حزین
ہے یقین ابکی جو آؤ مجھے مردا دیکھو

تیرا آئینہ مین [illegible] قسمت
کچھ نہ دیکھو [illegible] وہ رخ زیبا دیکھو

ہونہ دو دل ہما عقد طور کے مشتاق کبھی
پھر غش آجائیگا یا حضرت موسی دیکھو

دل یہی کہتا ہے اوس غنچہ دہن کے سوا
مین نہ بہلونگا کسی اور سے بہلا دیکھو

[illegible]

٨١

[illegible]

[illegible]

زندگی ہو جو وہ شکل اپنی دکھا دے اے رشید
بے اجل حسرت دیدار نے مارا مجھکو

خون گرفتہ کوئی جنبش نہ یوں بیزار ہو
شاہ رگ بھر کو اگر عریان تری تلوار ہو

آنکھ کھولی بھی کہیں جو شوخ خوابانی سے
فتنہ جو نکی نرگس جادو کہیں بیدار ہو

تدوم آخر اگر بالین پہ اے رشک حور
پہ سختی مرگ کی انسان پہ دشوار ہو

چشم میگون صنم کا ہو جو کوئی شیفتہ
تو ہی اے ساقی بتا مدہوش کیا ہشیار ہو

ترک چشم جشیان کیا بدلو سے کچھ مطلب نہیں
نرگس شہلا ہو اب یا نرگس بیمار ہو

کفر بہتر ایسی دینداری سے اے ارباب شرع
حق کہو انسان اگر یوں مستحق دار ہو

کس میں ہے تیرے سوا عاجز نوازی کی صفت
کون ہے مشکل میں تیرے بندہ کا اے یار ہو

قید کفر و دین سے ہیں آزاد ہم رندان عشق
دونو یکسان ہیں ہمیں سبحہ ہو یا زنار ہو

کھولی غفلت میں جو اپنی ہے ہمیں کیا یاد حق
رات بھر سویا کیا اب صبح ہے بیدار ہو

پھول لیتے ہیں نہ دیکھا شاخ کو تلوار کی
وہ نہیں ہے نہ ہوتا جو غریب آزار ہو

پاس ظاہر محبت بھی ہو انسان کو ضرور
یا صنم دل میں ہے لیکن لب پہ استغفار ہو

یار کی چشمی ہیں کیونکر نہ ہوں عالم پسند
شعبدہ صورت سمجھتی ہے پیدار جو تلوار ہو

خاک جھنواتا ہے مجھکو کسلیے او چرخ پیر
آسمان سے لے اگر ہستی مری درکار ہو

سینہ میں لو ائی یان شور عنادل آن کر
گل سے رنگین باغبان ترے چمن کا خار ہو

نور حق ہے کیسی بحر دریای ہستی میں تباہ
ناخدا ہے جب خدا اب تو یہ کشتی پار ہو

بتر الغصہ الصنم پھر خدا کی ہے دلیل
روٹھتا ہو اوس سے تو جس سے خدا بیزار ہو

تو ہی کر دشمن پہ سبقت عطاردی کا نرہ
فتح ہو اوس کی لڑائی جسکا پہلے وار ہو

کیا کہوں جو ضرورت ہو ہے گیسوؤں کو
ماشیکر اوپیک اجل ہجر زدن کو
ایسے گیسوی مشکین ہو شانون سے بھی پیچ
سودا تری زلفوں کا مبارک ہو سروں کو
آمادہ پرواز ہے مرغان گرفتار
صیاد نہ اچھا ہے تو کہولا ہے پروں کو

۸۳

[illegible]

[illegible]

منہ سے آپنے لگے کی عطر کی بو
پہلے کرلو پسائی زلف تلک
پھر تڑپ لیجیو گرفتار رو
سے پیو جو نہیں پلاتے ہو
ناز بردار دوسرا ہیجا ہو

نام گیسو سے مشک نام تو لو
سلسلے کو جنون کے تھام تو لو
دم بھر آرام زیر دام تو لو
مجکو دیتے نہیں ہو جام تو لو
کون عاشق ہی اوسکا نام تو لو

رند حاضر ہیں شیشہ و ساغر
ہے نہ سمجھو اگر حرام تو لو

وہ دیوانہ تھا میں جو ابر صحرا میں بہا کر
چلا وحشت پالیس گریبان ہوا ابنای عالم کو
کمر خلق کر کے اپنی عصمت بلوث ہو
مثال تیر پاد رجن ال بنا ہو عیرت سے
کیا باغ میں بہار آتش سے ابراہیم جو
ہمیط حسن میں بھی ہو سراپا یار پاپیہ
یہی دیوانہ ہوں میں کہ سب کیا کیا کر جسکو
جھلک وقت اسپ بازتہ بال طرف کیو
مثال نہیں مضمون لطیف ہو اکہ جان جسکا
پیشانی بھی کی الکی کی تربیت جو
[illegible]
[illegible]

پھر پیرا اوڑ کے اپنی بال کھولے ہیں تو ماتم کو
کیا مطلوب ہما نے اللہ کیا سیو مریم کو
خدا تو جانتا ہے پاک دامانی مریم کو
دیا کیا حوصلہ اللہ نے فرزند آدم کو
کبھی دگا ناکر سکتا وہ دنیا نہیں ہم کو
کہیں نہیں حباب بحر شوق جنکی محرم کو
سلیمان زری کی خاطر اوتارے ہی نی نام کو
نیا یاں ہیں شاہ ذو العظیم کے خیمہ کو
خدا سے مانگتا نہیں ہی ہو سیر عالم کو
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۸۳

[illegible]

کیا سمائی ہے اوسی جلوہ گری نے دیکھو
غنچہ سان تنگ قبا سے تھا مین دیوانہ عشق
خواب غفلت سے عبث شیخ کو بیدار کیا
عمر دو روزہ بسر ہوگئی بیہوشی مین
ہوگی مشتاق پریشانی آتی ہے سری
عمر بھر حسرت پرواز نہ نکلی دل سے
دیکھا اپنی گلی مین کئی تیر مارے
جان مشتاق ہے عاشق کی کیا برق کا کام
آبلہ پڑ گئے ہین سینہ سے تا نوک زبان
کھل کھلا کر نہ ہنسو مین نہ کھا کرتا تھا
سیر گلگشت چمن مین آئو تو آئی ہے
پا بہ زنجیر ہوے طوق پڑا گردن مین
چھوٹتا مجھکو نظر آتا ہے اب ربط قدیم
تا چمن لائی صبا دوش پہ مانند نسیم

ہیئت انسان کی بگڑی ہے پری زادی دیکھو
کیا سگفتہ کیا دل جامہ دری نے دیکھو
فتنہ ہونکا یا نسیم سحری نے دیکھو
ہوش آنے نہ دیا بیخبری نے دیکھو
دم ہوم ڈالی ہے شوریدہ سری نے دیکھو
جی کی جی مین رکھی بے بال و پری نے دیکھو
مجھکو دیوانہ بنایا ہے پری نے دیکھو
کیا غضب ڈھایا ہے موباف زری نے دیکھو
پھونک ڈالا مجھے سوز جگری نے دیکھو
تو قصہ سیکھ لیا کب دہنی نے دیکھو
گل کھلایا ہے نسیم سحری نے دیکھو
قید کروا دیا شوریدہ سری نے دیکھو
ستے اندازسنے اوسکو قرینے دیکھو
پر نکالے مری بے بال و پری نے دیکھو

بند ہون باب اجابت جو دعا مانگون رشک
کیا دکھایا ہے اثر بے اثری نے دیکھو

چلتی رہی اوس کے چمن مین ہوا ہمیشہ
گل کھلتی رہین چہچہے کرتا رہی بلبل
ہم رند ہین شاہد مقصود سے وصل

لاشے ہی نکلتے رہین دو چار ہمیشہ
یارب رہے آباد یہ گلزار ہمیشہ
جھگڑو مین رہے کا فر و دیندار ہمیشہ

بیمار ہی رہا ہون ... زیر
مشتاق ہون ... کیا ...
ہو ... مسلسل ... ہمیشہ
... ہجر مین دو چار گرفتار ہمیشہ
... روز ہوا کرتے ہین ...
... کیونکر ... رفتار ...
... شور جہان مین
اور ... جنون ... صحرا ...

[illegible]

٨٥

جلوۂ جاناں کو نظارے کا طالب کب ہوا
کیوں چراتا ہے تو مجھ سے روزن دیوار آنکھ

باغ میں رنگ حنا سے روئے گل پر کیا پڑی
برسوں لگا کی ہے تیری بہولے [illegible] آنکھ

باندہتی ہے شوخ کیا تو چشم [illegible]
شرط ہاریگا جب تک جائیگی جس کی یار آنکھ

دوست دشمن کا نہیں پابند تیرا فیض عام
رکھتی ہیں تیری کرم پر کافر و دیندار آنکھ

ابر ہو باراں ہو صحرا ہو یا باغ ہو ساقی نہیں
بے تکلف باندہ دی رو دیگا تو بھی یار آنکھ

تیغ میں جوہر نہ او قاتل سمجھنا اسکو تو
ڈالتی ہے باقی ماندوں پر تیری تلوار آنکھ

وعدۂ دیدار فردائے قیامت پر ہے زندہ
روز محشر تک کھولیں طالب دیدار آنکھ

بیچ کر لیتے ہیں شرما کر دم گفتار آنکھ
بات بھی کرتی نہیں مجھ سے وہ کر کر چار آنکھ

رات دن رہے مثال دیدۂ بیدار آنکھ
پھوڑ ڈالیگا تو کیا او ستمگار یار آنکھ

کیا عجب ہو [illegible] کی رہتی ہے تیری بیمار آنکھ
بستر گل کھولتے ہیں مجھ سے بیمار آنکھ

سے پلا ہر ایک کو اسکے [illegible]
ساقیا پیماں لینا مست ہے سرشار آنکھ

حسرت دیدار سے پیدا کیا حال دل
پھیر دیگا اب کوئی دم میں ترا بیمار آنکھ

جان قرباں ان اشاروں کی بلا ابرو کو تو
صدقے اس تیغ نگہ کی بے تکلف مار آنکھ

صورت [illegible] کیوں ہر دم ہوا کرتی ہے تو
مجھکو بتلا دے کہ کیا تجھکو ہوا آزار آنکھ

عشق میں [illegible] اکثر کھلی آنکھیں نگوں
کھولتی نہیں ہے حسرت دیدار آنکھ

دل کو [illegible] کے پا بست نہ ہو
کام کر جاتی ہزاروں میں تیری عیار آنکھ

عشق کی طالب [illegible] سے دل ولا
تجھکو کیا مطلب ہے اپنے فعل کی مختار آنکھ

منہ دکھا پھر حد الٰہی [illegible] شرم و حجاب
کب تک ترسے تیرے دیدار کو اے یار آنکھ

[illegible]

حسرت یار مین آنکہین ہوئین سفید	تپلیان جیب گریبان کی طرح چاک نہین

ہوگا مردہ نہ خراب اتنا پس از مرگ امیر رند
گورکن دوست ہین یارانہ ہے غسالون سے

آنکہ تجہ بن جو کسی پر بت عیار پڑے — عوض سبحہ گلے مین مرے زنار پڑے
الفت چشم صنم کو ہون گنہگار نہین — چوب بادام سی لازم ہے مجہے مار پڑے
ہاتہ باندہے ہوے کہتا ہون کرو قتل قصور — پاؤن بہی کاٹ کے مشتاق گنہگار پڑے
بڑہے چلے گیسوے خمدار خدا خیر کرے — پیچ پیچ نہ کہین اوسکی کمر یار پڑے
ہو نہین وہ عاشق جانباز ترا او قاتل — سیدہے نہ تیغ سے ہو تلوار پہ تلوار پڑے
پوچہو کیا ہو طبیعت ہے تری کیسی علیل — تپ سے سینہ کی جدائی ہوتی بیمار پڑے
بہاگون کس سمت کو ٹوٹی ہوئی ہین پاے گریز — ہاتہ وہ ہو کہ مرے پیچہے ہین طرحدار پڑے
اک طرف سے ہے کیا ناروا اتنے ندنخا — اک طرف لوٹتے ہین ہاتہی ہین دو چار پڑے
ہین اودہر طالب جان چشم سیاہ خون ریز — دل اودہر مانگتی ہین گیسوے خمدار پڑے
قید مذہب مین پہنسو چہوڑ کے زندان عشق — کیسے جگر مین ہم اوکا فرودینہ پڑے
ابکی تو چلئے ہین آئی نہ زیارت کو اگر — علم حضرت عباس ہی کی مار پڑے
ابکی گہٹتی ہین دو چار گہڑی شب سیج — ایڑیان رگڑین کہانتک ترے بیمار پڑے
ناتوانی نے کیا اسقدر اب زار نحیف — دہوپ کو مرجاتے اگر سایہ دیوار پڑے
ہے جب غیر جہان تلوار چلی سر اپنا — لوٹتے ہونگے گلی کوچے مین دو چار پڑے
عشق کی کہائین قسم رسم محبت اے جان — سامنا ایسی مصیبت کا جو ہر بار پڑے
کشت دشمن کو جو سرسبز کرے ابر بہار — صاعقہ بنکے مری آہ شرربار پڑے

٨٦

[illegible]

ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھو اوسے سجنا لوگ
[illegible]
ہوں وہ آزردہ گلی سے ہم کو سجا جاتا ہیں
نغمہ سنجی کی کرو مشق جو مجھ سے چھوٹے

تم سراب بند کو او دیدہ بیدار پڑے
کیوں نہ ہر بار قدم جانب ... پڑے
کونسی تقصیر کرو اونکی ہمیں مار پڑے
پہر گلا تیرا نہ او بلبل گلزار پڑے

[illegible]
حسن اتنا ہو پہ عادت اسکی نہ بیکار پڑے

صدمے گذرے ایذا گذری
ہجر میں جان ہی پا گذری
کیا سمجھے حال فرقت
الفت بت نے کر دیا کافر
آئے نہیں تم عرصہ گذرا
گذرے جب دم ہم دنیا سے
بحر جہان میں زیست ہماری
کس سے کہیے کون سنے گا
کہتا تھا میں عشق سے باز آ
مر ہی گئے ہم واہ رے غفلت
اب تو ہے شغل خون آشامی
سہا نہ ہو جی نہ گذرے ایسی
وقت مرگ جو جی میں گذرا

ہجر میں تیرے کیا کیا گذری
رہ نہ کہو تم پر کیا گذری
گذری جو کچھ جانا گذری
پہ کیا بار خدایا گذری
شمع کیا کہیے کیا گذری
سے ہی جانا دنیا گذری
شکل حباب دریا گذری
کیا کیا گذرا کیا کیا گذری
دیکھا جو دل شیدا گذری
اون کو خبر بھی نہ اصلا گذری
نوبت جام و مینا گذری
ہم پہ جو بت ترسا گذری
زندگی اپنی جیا گذری

۸۷

غزل آتش
لوح مزار اپنی ہے نام الفت سے
باز آئے ہو ... محبت سے
... قسمت سے
دم نکلتا تھا ... مدت سے
اک نظر اے ... بھی دیکھو جہان
دیکھتا ہوں نگاہ حسرت سے
اوسے زندہ کرے تمہاری چال
حشر ہو پیشتر قیامت سے
... میں شریک
... خلقت سے
ہاں ہمیں مجبوری ...
ابتدا میں یہ حال تھا ...
اونکو نفرت تھی میری صورت سے
چلی آتے تھے بیمار کی طرح
چارہ ... عبادت سے
وقت اپنا نہیں پہچانا
مجھکو ہو روزگار قسمت سے

کہیتا ہے لندن گئی تری تصویر
انگریزوں میں تری شہرت ہے
چاہنا بھی تری مصیبت ہے
ہر گئی جان کس عذاب میں ہاے
پہ بکر سے ہم طلعت ہے
داغ فرقت ہو سچا جلتا ہون
نہیں مصطفیٰ قدرت ہے
وہ صنم قابل زیارت ہے
اپنے سامنے سے مجکو وحشت ہے
ان دنون کیا جنونکی شدت ہے

تم پہ جو کچھ ہوا سنا تہی رند
کیون ہٹے ایسے بیمروت سے

جب سخن مشورہ ہی خلوت ہے
تجہ سوا اور کس سی الفت ہے
کہینچی تمام مری تری تصویر
خوش رہو تم وطن مین اہل وطن
جان مدت سے نذر فرقت کی
نوٹین جہڑیکی طرح ہتکڑیان
مرض عشق کی شفا ہے موت
رہین ہرے وقت مین یہ اپنے رفیق
ہوجا یار کا تصور ہے ◆
جب سنا اک ڈکو سلا ہے نیا
اسپے دیوانون سے یہ اوٹہ چلنا
روز ہی روز یسی کیسے باتین
تم بہی یا خضر لو کہلاے گئے
یون خوش آمد سی کچھ کہے کوئی
لاکہ بار اوس طرف سے گذرا تو
فاتحہ پڑہ کے رندی یہ کہا
یار صورت نہین دکہاتا رند

یار کوئی بہی وقت فرصت ہے
جہوٹ بہتان مجپہ تہمت ہے
وصل کی یہ بہی ایک صورت ہے
ہم ہین اور سیر دشت غربت ہے
اے اجل تجہ سے کیا ندامت ہے
کیا ہی زور نہ دست وحشت ہے
غسل میت ہی غسل صحت ہے
دل لگی ان سے انسے صحبت ہے
کنج عزلت ہی کنج نزہت ہے
ایسے ہمزون سے مجکو نفرت ہے
اور بہی کوئی آدمیت ہے
اسی تو بہولی بہولی صورت ہے
کیا بیابان خضر دشت وحشت ہے
سچ ہے یہ کتنا بیمروت ہے
دفن جس جا شہید الفت ہے
مرگیا کون کس کی تربت ہے
کون سی زندگی کی صورت ہے

جانتا ہون جو دیکہا کون صبیح
گوری رنگت سے جو نفرت ہے
بہایا پسند حسن ملیح
کون ہے احتیاج سے خالی
بہر لشکر کے لیے ضرورت ہے
آپکے نام سے ہون مین مشہور
سنگ مرمر کی ایک صورت ہے

[illegible]

رند موقع ہے عرض حال کرو
یار تنہا ہے وقت فرصت ہے

کوچے سے تیرے عاشق شوریدہ سر گئے ۔ سب اپنے دم کو ساتھ لیے شور و شر گئے
مانند برق چشم زدن میں گذر گئے ۔ یہ بھی نہ سمجھے ہم کدھر آئے کدھر گئے
ثابت ہوا جو کشتۂ چشم سیاہ یار ۔ آہو مری مزار کی سبزی کو چر گئے
رو کر کہا جو میں کہ مرتا تھا میری جان ۔ ہنس کر دیا جواب کہ پھر کیوں نہ مر گئے
دیکھو جو ہوشیار ہیں سو سو طرح کے رنج ۔ غفلت کدے میں دہر کے ہم بے خبر گئے
احوال کس سے پوچھیے یاران رفتہ کا ۔ وہ بھی نہ پھر کے آئے جو لینے خبر گئے
سنیو صبا تجھے بھی ہے یار و شنیدنی ۔ لے لیکے خط جو میری کئی نامہ بر گئے
کہتا ہے کیا وہ شوخ کہ جیتے ہیں رند کیا ۔ مدت ہوئی کہ میں تو سنا تھا کہ مر گئے
کوٹھے پہ جب تلک کہ وہ زہرہ جبین چڑھا ۔ شمس و قمر نظر سے ہماری اتر گئے
گلزار روزگار میں وہ خوش نصیب ہیں ۔ دامن میں اپنے جو گل امید بھر گئے
سمجھیں گے اسکو ابر کرم سب گناہگار ۔ ہم حشر میں جو لیکے یہ دامان تر گئے
آیا نہ آج تک کوئی لیکے جواب یار ۔ قاصد گلو سفید کیے نامہ بر گئے
فرقت میں سیل اشک کا عالم جو ہو سو ہے ۔ دریا ہزار بار چڑھے اور اتر گئے
وہ غنچہ کیا نہ کھل کے روش باغ دہر میں ۔ مانند نسیم ہم ادھر آئے ادھر گئے
ہم آفتاب بام ہیں یا ہیں چراغ صبح ۔ کیا اعتبار شام گئے یا سحر گئے
پھولے پھلے نہ آکے گلستان دہر میں ۔ ہم وہ شجر ہیں باغ سے جو بے ثمر گئے
اب تک وہ ایک ایک سے کرتے ہیں تذکرہ ۔ ہر چند ترک عشق کو برسوں گذر گئے

کہا تہا کسنے تجہے شوق عشقبازی کر
بتا تو اے دل ناداں یہ جی مین کیا آئی
غضب مین ڈال دیا ہای ساتہ جانکو بہی
خدا کا قہر پڑا تجہپہ کیا بلا آئی

[illegible]

کیا کیا اوٹہین تہ سہین ہجر یار مین	موت آ گئی ایسی جینے کو ہم کیونکر مر گئے
سوچ مکھی کی پہول کا عالم ہوا نگہ کا	یہ بہی تمہارے ساتہ پہری تم جدہر گئے
ناگفتنی ہے پوچہو نہ حال دل و جگر	کس سے کہون کیا ہوے وہ تو کہان گذر گئے
ہمراہ اشک دل تو لہو ہوکے بہ گیا	اور آہ مین کبہی سے لخت جگر گئے

ہمراہ میر رند بہی سے کوی یار تک
پہر ہم ادہر کو آ گئے میان وہ ادہر گئے

کمر یہ جیسے تری کاکل رسا آئی	وبال جان ہوئی عاشق کو سر بلا آئی
چلون خبر کو یہ جی مین نہ دلربا آئی	ہزار حیف نہ آئی تم اجہ قضا آئی
نہ آیا لب پہ مرے ایک حرف مطلب کا	زبان نہ کام دم عرض مدعا آئی
گئی جو عالم وحشت مین سیر صحرا ہم	تو روح قیس کی لینے کو پیشوا آئی
یہ بیحجاب ہوے بزم غیر مین صاحب	تمہین تو شرم نہ آئی مجہے حیا آئی
مین بزم دہر مین بیگانہ وار کیونکر ہون	نہ ایک شکل نظر صورت آشنا آئی
ہوا ہے مائل آرایش اب تو وہ خود بین	گئی ہے پا منہ سے آرسی حنا آئی
کریگا عشق تصرف تو دیکہنا وہ پری	پیادہ گہر سے کہلے سر برہنہ پا آئی
شہادتین پڑہ اب دم نہ ہجر تو لکا دلا	لبون پہ جان تو اے بندۂ خدا آئی
وہ کون لوگ ہین بیگانے مین جو اپنون سے	رہین تو غیر سے بہی بوے آشنا آئی
خیال زلف مین ہم گم گشتہ ہو گئے	ہمارا وقت برابر ہوا قضا آئی
شب فراق کی کالک سے دم نکلتا ہے	الہی رات ہوئی یا کہ بلا آئی
دہراہی رہتا ہو آئینہ روبرو ہر وقت	پسند آپ کو بہی اپنی کیا ادا آئی

٩٠

[illegible]

وہ گل نہین چمن مین بعد سنجیان کرون
کس عندلیب زمزمہ پیرا کے سامنے

ترسا بچے کے ہاتھ سے روتا ہون مین کہ
مسجد بنا کے شیخ کلیسا کے سامنے

منکر اگر وہ ہو لب جان بخش کا ترے
انجیل لا کے رکھدین مسیحا کے سامنے

مر جاؤن حسرت لب جان بخش مین مگر
لیجاؤن التجا نہ مسیحا کے سامنے

وصل صنم ہو یا رب خدایا نصیب ہو
مسجد بنا کرون مین کلیسا کے سامنے

ہین حق پرست ہم بھی یہان بت پرستیان
بت بھی وہ رکھ ہی جو مین مصلا کے سامنے

فرقت مین جب لیا ہی تصور نے تیرا کام
موجود کردیا ہے ادہر لا کے سامنے

آیا نہ باز ظلم سے وہ بعد قتل بھی
پھکوا دی لاش سر کو اٹھوا کے سامنے

فرط جنون سے عالم آہن یا ہی یہان
نشتر نہ لائیو رگ سودا کے سامنے

پھر ہوگا یار جلوہ نما آکے بام پہ
پھر ہونگے آج طور و تجلی کے سامنے

ہو گی شب وصال سیہ یا سفید ہو
یکسان ہے چشم محو تماشا کے سامنے

دلکو مقابلے صف مژگان سے دیکھ لو
دیکھے نہون جو فوج سے تنہا کے سامنے

آنکھون مین اوسکی خاک صیاد انظر لگی
آنکھین کرو نہ نرگس شہلا کے سامنے

سنبل نکل ہی جائینگے سارے پیچ و خم
لیتا نہ دل کی زلف سمن سا کے سامنے

صاحب کو منشی لکھدیا اک خط بندگی
رکھدو جو ہو نوشتہ کوئی لا کے سامنے

دیتا نہین ہین ڈاکیہ کو فرط رشک سے
خط رکھ لیا ہی دیر سے لکھوا کے سامنے

مرتا ہون مین جا کے مین تعجیل کیجیے
اب جائیگا لاش کو گڑوا کے سامنے

وصل رہا کرون سو در پہ ترا خضر
کیسے کو سنا کے کلیسا کے سامنے

ہر دم تصور قد بالا ہے یار کا
رہتی ہین آنکھ عالم بالا کے سامنے

۹۱

کیا کیا تمہارے نام پر جان نکل گئے
سب خار خار کا دل مژگان نکل گئے
کیسے ہی جذب عشق نے تمہاری طرف
ہم سمجھے تھے چاہ زنخدان نکل گئے
ثابت ہم ہی پیکر گریبان نکل گئے
کہنا تمہارا کافر دیندار نے کیا

[illegible]

٩٢

وعدہ پھر آنیکا لیوین جو تم رخصت لگے
ہوش اتنا تو مجھے بیخبری رہنے دے

وہ حسین ہے تو جو تصویر پری ہاتھ لگے
کرکے تعویذ ہر اک چہرہ پری رہنے دے

کنج زندان میں پھر کیجیو کچھ راحت
پا بزنجیر جنون شیوہ سحری رہنے دے

سب گرفتاروں کو آنا و نکر زندان سے
ایک دیوانہ تو اہو رشک پری رہنے دے

اوسکے نظارہ دیدار سے مین درگذرا
کور کورانہ مجھے بے بصری رہنے دے

کہل ہی جائیگا مرا شوق شہادت قاتل
تو چھری تو رگ گردن پہ دھری رہنے دے

محتسب کچھ تو رہے چشم مروت مجھ سے
ایک بوتل تو دہر کو آگے دہری رہنے دے

خاک اتنی بھی نہ گلشن میں اوڑا باد صبا
کچھ تو ان پہولونکی تنہا لونمین ہری رہنے دے

زعفرانی کوئی جوڑا پہن آیا ہے جنت
دست وحشت میں لباس گلدری رہنے دے

او کمان دار مرے سینے سو سب تیر نکال
دل میں جو ڈوب گئی ہو وہ سری رہنے دے

گھر کر گھر صاف ہوئی جاتے ہیں ہم لوگونکو
دل میں کچھ اور دونو کینہ وری رہنے دے

دلکو پامال نکر آہ میں چہیلی ہون کبھی
ایک خورشید تو پہلا او پری رہنے دے

مین تو ہرچند برابر ہون الفت سو رہند
دل بہی تو مجکو محبت سو بری رہنو دے

تم تو جو دامن کی ہاتھ سے دامان نکل گئے
ہم چاک کرکے اپنا گریبان نکل گئے

تم آئے رنج دل سے مری جان نکل گئے
اندوہ و یاس حسرت و ارمان نکل گئے

سیلاب اشک کے سوتی تک سیج زر کا
رو رو کے ہم جب ہو گریبان نکل گئے

ثابت رہا میں آج تک اپنے قول پہ
اقرار کرکے آپ پیمان نکل گئے

دست جنون از حد ہو جو بڑھکر قدم رکھا
دامن سے ہوکو چاک گریبان نکل گئے

[illegible]

[illegible]

جس طور چھوڑ جاتا ہے سانپ اپنی کینچلی
جامے سے اپنے یوں ترے عریان نکل گئے

پریوں میں فرق کرتے ہیں حور و نہیں ہے کری
شہرے تمہارے دور تک ایجان نکل گئے

فرہاد دیکھیں ان محبت سنی نہ ہاے
ہو کر تمہارے ہاتھ سے نالان نکل گئے

دیکھا جو تو نے آئینے میں اپنی زلف کو
حیران ہو کے تیری پریشان نکل گئے

ایجان تو نہ آکے جو انکی خبر نہ لی
دم تیرے عاشقوں کے مری جان نکل گئے

عشاق تیرے کوچے سے روتے ہوے گئے
بلبل چمن سے اور گل خندان نکل گئے

تاریک ہے جہان ہماری نگاہ میں
تم آج کس طرف مہ تابان نکل گئے

معلوم تھا کہ آج تو آئیگی اس لیے
ہم شام ہی سے اور شب ہجران نکل گئے

عشق بتان میں دشت نوردی جو ہم نے کی
تلووں کے پار خار مغیلان نکل گئے

پھر گھات پر چڑھیں تری امر محال ہے
قابو سے اب تو اے دل نالان نکل گئے

ٹھہرا نہ کوئی معرکوں میں میرے سامنے
آگے سے میرے سام و نریمان نکل گئے

عاشق تمہاری لوٹ کے جاتے ہیں بزم سے
سنکر کے گفتگو سے پریشان نکل گئے

دیکھی جو دست برد تری ترک چشم کی
قزاق راہ کاٹ کے جانان نکل گئے

عزت ہوئی کہ تجھ سے ہمیں سلسلہ نہیں
پھندے سے تیرے گیسوے پیچان نکل گئے

کیسے رفیق آہ پڑے ہیں ہمیں چل دیے
منہ میں زبان رہ گئی دندان نکل گئے

گر انقلاب دہر یہی ہے تو دیکھنا
روباہ سے بنکے شیر نیستان نکل گئے

فرقت میں خوش نہ آئی ہمیں سیر باغ زند
گھبرا کے سوے کوچۂ جانان نکل گئے

کیونکر نہ شیشے کی ہمیں ... آگئی
... ذلیل ہوا ... آگئی

[illegible]

[illegible]

رہنے نہ دیگا گر یہی اضطراب دل		سو جائینگے ہم ہجر میں تجھے بغیر ہزار کے
آیا ہوں تنگ دام میں جیسے مرغ دل		تنہا چھوڑ کے اسکو دعوی تو اوتار کے
سیخواریاں کہیں ساتہ نہ اور بادہ نوش		... لطف باتیں ہی پیار کے
وہ رشک گل تو آج گیا سیر باغ کو		دو دو منہ کا ... پھول ہار کے
یہ بہی ہے سرد مہری جاناں کا شعبدہ		لرزہ تیرے ہے جو بہار ہی سنگار کے
سینے میں نقد دل کا میں پاتا نہیں تپا		در دو حنا ... گیا مال یار کے
یہ ناوک افگنی ہے فقط میری دم تلک	ق	پہچانیگا آپ بہت سکو یار کے
ترکش کو سو کہو لگے پھینکو گے میرے بعد		رکہدو گی تم کمان کو چلہ اوتار کے
نامہ تڑپ کو گر نہ پڑے نامہ بر کہیں		مضمون لکھے ہیں میں نے دل بیقرار کے
کس روز بیحجاب ہوا یار میرے ساتھ		ارمان نکلے کب دل امیدوار کے
پائیں جو بیٹھے دامن واپہ کی تر ہین		سو یا لحد میں چین سے پانئیں پسار کے
کیوں دوڑتا ہے ہاتہ گریبان کی طرف		شاید جنون قریب ہیں اپنی بہار کے
دشمن ہوا ہے دوستی میں تیری اک جہان		در پے ہیں سیکڑوں مری اک جان زار کے
ہر دم زبان پہ رہتی ہے لذت شراب کی		چسکے ہیں جیسے ہونٹ کسی بادہ خوار کے

اے رند چلتے چلتے کلیجا جھلس گیا
دلمیں پہپولے پڑ گئے غم دوری یار کے

عنایت کی نظر ہم پر نہیں ہے	وہ آنکہ اب تیری اے دلبر نہیں ہے
نہیں ہیں چاہتی آہ و زاری	محبت یار سے کیونکر نہیں ہے
رگڑ کر شوق سے خنجر گلے پر	سرک جائے یہ ایسا سر نہیں ہے

حسینوں کی محبت چھوڑ دو دل
محبت شغل ہے بہتر نہیں ہے
ہماری جان کی پرسش نہیں ہے
تجھے بھی خوف خدا کا ڈر نہیں ہے
...
یہ تکلیف ہر وقت میں باقی

یہی قول و اقرار باہم ہوئے تھے | تمہاری جگہ ہی ہمارے تمہارے
نکل جائیگا دم جو پہلو سے سرکے | مری زندگی ہے سہارے تمہارے
تو قول سے اپنے پھرو تو ہو ناحق | خدا درمیان ہے ہماری تمہارے
سے لو تیغ ابرو تو کاٹون گلے کو | سمجھنے لگا ہون اشارے تمہارے
نہ مانون گا ہرگز نہ مانون گا ہرگز | بس اب بندہ ہیچا ہین پیارے تمہارے ق
مین بس چکا ہون نہ مجھکو چھیڑے | جو ہین شغل دریا کنارے تمہارے
مرا جذب الفت تمہین کھینچ لایا | اثر کچھ ہوا دلمین بارے تمہارے
قسم نرگسین چشم کی کھا چکا ہون | نہ بولونگا مین اب پکارے تمہارے
ہوا اب تو بے پردہ راز محبت | چھپا کے چھپا لو ہے پیارے تمہارے ق
ہوئی عشق مشہور شہرون مین جانی | تمہاری ہمارے ہمارے تمہارے
ادا ناز غمزہ تبسم تکلم | سب انداز ہین پیارے پیارے تمہارے
وہ ابھی ہو تم کاکل و گیسوئے یار | نہین مانگتے پانی مارے تمہارے

مرے حسن کی کیا ہو مین وہ ترنگین
نشے رند ہے سب اتارے تمہارے

جب صبا زلف کے اوس جسم کی چھو آتی ہے
کو بکو عنبر فردوس کی بو آتی ہے

ساقیا جوش کے بدلی جو کبھو آتی ہے
حسرت ساغر صبا و سبو آتی ہے

کونسا غنچہ دہن گر گیا کلی آکر
بوئے گل تجھ جواب لب جو آتی ہے

سال آئندہ تلک نسبت اگر باقی ہے
میکشو فصل مے جام و سبو آتی ہے

یاد کرنا بھی ترا صورت ہے عاشق کے لیے
دم او کھڑ جاتا ہے بجلی جو کبھو آتی ہے

سیکڑون کوس سے معشوق کی بو آتی ہے

صبح ہوتی ہے نہ کٹتی ہی شب تار فراق — نیند آتی ہے نہ عاشق کی قضا آتی ہے

یہ پتا کوچہ کا اس جو سگ سے کہ تا صبح — لوٹ نہین چلتی ہے محبت کی ہوا آتی ہے

قیس تو ہے بیابان مین کہین ڈہونڈہتا — لیلی آتی ہے مگر رو بقفا آتی ہے

خواب شیرین ہی مین آگاہ نہین ہوتے — آنکہین کہولتی ہین جب نیند ذرا آتی ہے

پوچہتا اونسی مین جاکر جو مسیحا ہوتے — آپ کو درد محبت کی دوا آتی ہے

کیون نہ پژمردہ ہون گل ہی گ خزانکی نا تہکی — میری گلزار مین اب ننگ صبا آتی ہے

حسرت لطف اسیری ہی ہے بلبل بیتاب — نالہ کرتی نہین صیاد کو جلاتی ہے

ربط ملس کا کیا گلبدنون سے پیدا — کیا لگاوٹ تجہی ای عہد حنا آتی ہے

یاد آتی ہین تری گرمیان ای شعلہ طور — دل ہہنکا جاتا ہے جب سرد ہوا آتی ہے

لال ہو جائے نہ کیون صورت اخگر ہر گل — باغ مین جاکے صبا آگ لگا آتی ہے

کوچہ زلف مین جاتی ہے مضامین کے لیے — راہ پر اپنی اگر فکر رسا آتی ہے

دل دکہایا کسی گلچین نے کوئی گل توڑا — باغ سے نالۂ بلبل کی صدا آتی ہے

کس گنہگار کو مرتی ہے یہ ہوتا ہی عذاب — توبہ توبہ کی جو مرقد سے صدا آتی ہے

لے مین خود کوچہ جلاد کو ای موت چلا — مین ہی آتا ہون ترے پاس تو کیا آتی ہے

اک نظر بام پہ اوسنے نظر آجایا کر — دیکہنے کو تری اک خلق خدا آتی ہے

سر ملادیتے ہو منہ سے نہین کچہ فرماتے — جان الکنت ہے زبان مین کہ حیا آتی ہے

ہے یقین باغ مرا روضۂ رضوان سمجہے — سیر کیواسطے اک حور لقا آتی ہے

یون سہرا کے ہین کا نذر ... — ... میری جب آتے ہین حیا آتی ہے

... سہی تم جاتے ہو ... — ... آنکہ ہی غنچے کی دکہا آتی ہے

مژدہ آمدہ ... رست کی پہولا ہون
... ٹہنک ہوتی ہی برہنہ نظا آتی ہے
فاتحہ رنگ کی تربت پہ پڑہو پہول چڑہاو
کیا نہین شمع ہی مرقد پہ جلا آتی ہے
شعلہ نے ہی جو وہ زلف رسا کر آئی
قیصان لیلی ... جان پر آئی
... چشم تر آئی
کوسون نظر آتیگا ... نظر آئی
نامرد ہو ... تیغ کا جو وار

[illegible]

یار آتا ہے یار آتا ہے دل کہتا ہے مجھسے
ہاں تجھے خبر بیت ترا نامہ بر آئی

اعجاز جنون ہے جو چلا میں سوئے صحرا
زنجیر مرے پاؤں سے ازخود اتر آئی

دولاب کا عالم رہا فرقت میں ہمیشہ
خالی ہوئی اک چشم تو اک چشم بھر آئی

ہمراہ جو تھی بخت کی برگشتگی بخت
تا باب اجابت گئی اور بے اثر آئی

الفت تری اے روح رواں ساتھ ہو دم کے
آمیز ہوئی خون میں رگ پے میں در آئی

دن وصل کا موقوف تھا تاریک شب تک
اندھیاری ہی بھی بخت سیہ شمس و قمر آئی

پوچھے نہ کوئی مجھسے کہ قاصد نے کہا کیا
کچھ اپنی خبر بھی نہ رہی وہ خبر آئی

دل کہتا ہے کیوں تیغ ستم گھونٹ لہو کے
خالی کرو رو رو کے اگر چشم بھر آئی

دل پہلو میں جلتا ہے منافق کی طرح رند
سینے میں بھی کیا گرمی نار سقر آئی

برسوں میں جو ہی یار کی لیکر خبر آئی
مدت میں تو او باد صبا راہ پر آئی

رکتی نہیں رکے سے کبھی سیل گر آئی
آندھی کی طرح آئی طبیعت جدھر آئی

دوں اس دل مجبور کو کیا خاک تسلی
خط یار کا آیا نہ زبانی خبر آئی

بوجھ ہر اک بات میں شر کرتو ہو صاحب
کچھ خیر تو ہے آج طبیعت کدھر آئی

الحمد کہ ہیں وصل کے سامان
لے شاد ہو دل مدت ہجراں بسر آئی

رکھونگا عزیز اوسکو رگ جان سے زیادہ
جو بات مرے وصل کی شب بھر آئی

رنج و غم و اندوہ کی زنجیر میں ہوں یارب
کس کس سے اکیلا میں کروں عہدہ برآئی

سمجھے ہیں گنہگار اگر رحم کرے تو
پھر قہر ہوا طبع اگر عدل پر آئی

ہشیار رہو رند کہ وہی بیخبری ہے
کچھ بیخبری کی نہ تمہارے خبر آئی

۹۸

[illegible]

جبکہ خدا کا نام سحر کی شب فراق / تسبیح ساری رات تری یاد وُد کا
چنگاریاں ہیں آگ کی گلہاے باغ دہر / پھبتی کہی ہے سنبل پیچاں پہ دود کی
آئی ہیں [illegible] مشتاق ہو کے لوگ / کیا رفتہ رفتہ حسن نے تیرے نمود کی
مانند نقطہ کی حرکت ہے اک قدم / پرکار وار سیر کی چاروں حدود کی
ہم سوختہ دلوں کو معطر ہوے دماغ / خوشبو جو پھیلی آپ کی حقے کے دود کی
جا کر شریک برق ہوئی آہ سینہ سوز / بدلی نہی فلک پہ مرے دل کے دود کی
سینہ غم اخبارہ ہے دل اس میں مردہ ہے / واجب ہوا نماز پڑھیں ہوں لحود کی
گردش میں آسمان کو میری لگا کے ساتھ / ہاتھ آگئی ہے میرے لگام اس کبود کی
قدرت خدا کی بات نکر آتی تھی ضمیر / لیتے ہیں اب وہ جی کا مزا آگ نمود کی

سر اپنا کھائیگا جو بگڑتا ہے سبحہ رند / اپنا ضرر کرے گی عداوت حسود کی

لے جا [illegible] ساقی ہے یا شراب لے / مری سوال کا کیا دیکھیے جواب لے
شگفتہ صبح بہار کی محجوب سے لے / دلاؤں فاتحہ بلبل کا جو گلاب لے
نکھاؤں داغ اگر لذت کباب لے / پیوں نہ زہر جو کیفیت شراب لے
ازل سے وادی دیا ہے جو زیبا تھا / نگاہ نیلگوں رنگ تو سنبل کو پیچ و تاب لے
کیا وہ چرخ کر کے لاکھ تیز رفتاری / رکاب ہے تری جنگ میں رکاب لے
وہ نگاہ میں تبدیل انقلاب کرے / ملاؤں زہر [illegible] شہد ناب لے
فلک کی چال نے چل ایسے سپہر چال / سیہ [illegible] گھر خانماں خراب لے
کلمہ خشک لیے جاؤں میں جو مقتل میں / تو کربلا کی طرح تیغ میں نہ آب لے

[illegible]

پھرے کعبے سے ہے الفت بت دیر کیطرف
لو ساکنان کعبہ ہمارا سلام ہے

احباب میکدہ میں ہے مثل تقیہ آج
اصحاب بادہ خوار ہیں ساقی امام ہے

ثابت ہوا کہ طلعت [illegible] دیکھی [illegible]
میدان حشر یار کا دربار عام ہے

رضوان [illegible] ہے شہیدان عشق کی
دار السلام یار کے کوچے کا نام ہے

قاصد بھی [illegible] نہیں ہے تیری بات کا
جھوٹی ہے خط دروغ زبانی پیام ہے

دل ہے سواد گیسو جاناں کو شوق میں
مرد غریب راہ رو ملک شام ہے

باہم سوا ہے صحبت ہمجنس کیوں نہو
وحشی غزال دشت میں مجنوں سے رام ہے

سرو چمن بھی گرچہ آزاد و [illegible] ہے
جس بند سنگ گل کا لالہ داغی غلام ہے

لینا نہ ساقی [illegible] بھی جو دے
زاہد اگر شراب کا پینا حرام ہے

بھٹکا کوئی تو خضر [illegible] صحرائے عشق میں
ہر غول مثل خضر علیہ السلام ہے

یاں ہر گدا کو آگے ہوتی سلطنت نصیب
جمشید اپنی دشت کا ہی [illegible] نام ہے

وہ [illegible] تیرا حباب نہ ابرو ست خبر لے
آگے جو قول تمہارے تھے اب بھی کلام ہے

مشتاق [illegible] اسیری ہے تو اگر
صیاد دیکھ لینا یہیں [illegible] یہ دام ہے

مرجانا [illegible] کہ دلا قصہ مختصر
انجام کار عشق بت سبز فام ہے

سجدہ ہے جا شفق کا یہاں جا سوئے سمت
کعبہ جناب یار کے کوچے کا نام ہے

دشنام ہر سخن میں ہے ٹھوکر ہے ہر قدم
وہ گفتگو کا طور یہ طرز خرام ہے

دل ضبط غم کریگا مگر قدر حوصلہ
اتنی ہی مے سمائیگی جتنا کہ جام ہے

جائز نہ کہہ [illegible] زندان بھی [illegible]
مثل شراب غیبت مومن حرام ہے

الہام غیب ہے مرا ہر شعر طبع زاد
قول بشر ہے یہ نہ ملک کا کلام ہے

٩٩

تمغۂ ناز کو تو مطلق العنان کر دے
میں آشیانہ بلبل جلاؤں پھولوں سے
مرا اجاڑ دے اگر باغ باغبان کر دے
[illegible] زرد رو دے زعفران پر
یہ رنگ زرد [illegible] کر دے
جہاں کی تو بھی [illegible] سرکش ہوں
اگر زمین ہی ہموار آسمان کر دے
کریگا بعد ہمارے یہ ناتوان محبت
[illegible] کر دے

جوان نہ شاخ گل اگر صحن بوستان کر دے
[illegible]
[illegible] دیوان کر دے
[illegible]
بلبل چمن کی [illegible]
[illegible] زبان کر دے

عجب نہیں جو دعا مستجاب ہو جاے
کہیں جلال کی بھی حضور ہوتا ہے
حضور قلب جو ہو بھی حضور ہوتا ہے
پھر ای جلی ہو ای گردیدہ و تماشہ
ای کی عادت سے ولا فخر ہو کہ
فخر خدای پرہانی تماشہ و عقل
پڑ ولا فخر زبان پر وم در ہوتا ہے
بغیر ذرہ دیے ہلا اشارہ و معنی جمال
حصول فنائے دل ناصبور ہوتا ہے
اسی ظہور و عقلی کی وقتی کرم و

دوبارہ وفا ہوں کیکی ہیں حضور ہوتا ہے
جو فخر جو یادن کو کیکی ہیں جسکو دیا ہوش
مودوانتہ کی ہی وقت ہو سرور ہوتا ہے
عمیق سج کا جام بحور ہوتا ہے
کیوں نہیں ہیں دیکھو اگن کو ترے
تنگ عشق ہے گریبان ودر ودور ہوتا ہے
کبھی جو پڑی کا ہدوانہ علم ہیں کیا ہے

یہ کھکر شوق شہادت گیستا ہو مجھے	نثار یار پہ یہ جان ناتوان کرسے
لحد پہ چاہیے تعویذ مجکو کیا او ح تیغ	نشان قبر بھی بیکس کا بے نشان کرسے
عجب ہے پھر نہی چشم مست یار سے کیا	یہ ترک بند اگر راہ کاروان کرسے
لگ گئی دیر لفافی کے چاک کرنے میں	زبانی مطلب خط نامہ بر بیان کرسے
یہ تشنہ کام شہادت بھی ہے جسکو سیراب	گلے پہ آب دم تیغ کو روان کرسے
جنون میں اپنے گریبان سے تنگ تا ہون	میں تار اوسکو اوڑا دون تو دھجیان کرسے

پڑا ہے سابقہ اوس سے جو ہر شدہ دم بھر میں
حقوق خدمت صد سالہ رائگان کرسے

خیال اور کیا ہے رشک حور ہوتا ہے	خطا معاف ہو مجھسے قصور ہوتا ہے
حواس خمسہ میں اوسکو فتور ہوتا ہے	جنون سمجھتا ہون جسکو غرور ہوتا ہے
شباب باعث فسق و فجور ہوتا ہے	گناہ مجھسے ترا یا غفور ہوتا ہے
نہ دیکھ جرم مرا اپنی مغفرت کو دیکھ	معاف کر وہ بشر سے قصور ہوتا ہے
عطا کر اپنی تجلی سے روشنی اسکو	چراغ گل مرا ای شمع طور ہوتا ہے
یقین ہوتا ہے تو سے کو اٹھنے کو	جو بیقرار دل ناصبور ہوتا ہے
کوئی ملن اور لحد میں ہو نہ گھبرا و	ظہور حشر بھی اہل قبور ہوتا ہے
خدا نصیب کرے موت ایسی جینے سے	سنا ہے بعد فنا وصل حور ہوتا ہے
کبھی میں ال ذبہی پید خوش نشو کو	ذرا سی ٹھیس میں بس چور چور ہوتا ہے
گلی میں یار کی لائے ہیں کیوں جان شوق	چمن میں شعر عنادل ضرور ہوتا ہے
تمام زندگی لڑکی میں جسکی وحشت سے	وہ کیا معاملہ اہل قبور ہوتا ہے

100

[illegible]

مفسدہ پرور بیا ہوتی ہین بس کچھ ہمین | فتنہ پرداز بیان کافر کی ادا کرتی ہے

رنگ گل سے نہ لگا آگ چمن مین ہر سو | آتش افروز بیان کیون باد صبا کرتی ہے

نیچی نظرون ہی سے کرتا ہے وہ عالم کو تباہ | شعبدہ بازیان آنکھ نہیں حیا کرتی ہے

ایک مضمون نہیں لعنت کا نہ پیتا ہے تجھے | کیون تو کو نا بیان اونکر سا کرتی ہے

تیغ بران کے برابر ہے اثر سیفی کا | کاٹ شمشیر زبان نفت ... کرتی ہے

کیون لبھاتی ہے مری دل کو ترا فندق یار | کیون جہان مین ہی انگشت نما کرتی ہے

شمع سان ٹہریان جلتی ہین ہم رن ... | کام گلگیر کا منقار ہما کرتی ہے

دل بیمار شفا ہو گی ہراسان نہو | بال کھولی ہوئی وہ حور دعا کرتی ہے

گرد باد اپنی گلی مین نہ سمجھنا قاتل | روح ہو طوف مزار شہدا کرتی ہے

بیڑیان ہو گئی ہین منت کی تری مجھ مین جنون | ہر برس یاد نہیں زنجیر ... کرتی ہے

پیرہن بہار کی ہے رشک سے عریان ہوتا | گل کو بھی تنگ ہی چست قبا کرتی ہے

نرگسی ... باغ کی دیکھ او نرگس | چار رون کے لیے کیون نشو و نما کرتی ہے

باغبان شمع جان گہات مین ہر دم ہے کیا | بلبلین ... با چمن کیون نہی ہے کیا کرتی ہے

وہی آئینہ ہے جب دیکھو اور آرایش ہے | زلف بگڑی ہوئی ہے ترت بنا کرتی ہے

شوق نظارہ دیدار مین تیری ہر دم | جان آنکھوں مین مری آن رہا کرتی ہے

تنگ کرتی ہے مجھی کو شب ہجران ہر روز | سامنا آکے مجھی سے یہ بلا کرتی ہے

بدتر از مردہ تو فرقت نے بنایا اوسکی | کیون ... آب ... کرتی ہے

ہے مری سر مین جو سودا بیابان گردی | خود بخود پاؤن کی زنجیر بلا کرتی ہے

چھوڑ سب خس ... خانسا کو جیون ... نصیب | آشیانے پہ مرے برق گرا کرتی ہے

۱۰۱

الفت زلف پری سے جو پریشانی ہوئی — خانہ ویرانی کی حد چشم سے ویرانی ہوئی

آبیاری ہر رحمت لی نکی اکثر برس — مزرع امید اپنی خشک بے پانی ہوئی

کاٹ سی بارت ساری اکی ساقی کو تلے — پوستین کہنہ درویش بارانی ہوئی

جا پہونچا کبکا یاران عدم رفتہ کی پاس — سدرہ ناحق مری یہ ہستی فانی ہوئی

کی جو بہر وا شد طبع گرفتہ سیر باغ — اور سنکر نالۂ بلبل پریشانی ہوئی

خلعت عریان تنی ہمتونے پہنا جنوں — ٹھیک میری جسم پر تشریف عریانی ہوئی

ناخدائی بحر الفت کی نہ کیا عشق کو — لیگیا ساحل تلک کشتی جو طوفانی ہوئی

ہو چکا تہا مین سکبر و جان عالم مین نثار — سل مری جانکی تو کیون آکر انجانی ہوئی

ہجر کی شب آید جو آیا وہ ماہ چاردہ — روز روشن سی شب تاریک نورانی ہوئی

روح کو جسم مثالی بعد مرنے کی ملا — ہم رہے باقی جو شے فانی تھی وہ فانی ہوئی

عشق حیرت سو میں خود حیرت کا پتلا بن گیا — عمر ساری آئنہ سان صرف حیرانی ہوئی

کشور دل کر دیا تاراج کر کے بے چراغ — عشق غارتگر کو کیا تھوڑی خانہ ویرانی ہوئی

صدمہ پر صدمہ اوٹھائی درد سر کے عمر بہر — پر کبھی آلودہ صندل نہ پیشانی ہوئی

بہر تزئین جبکہ افشان آئی ماتھی پر چنا — چاند سی افزون ضیا ئے روی نورانی ہوئی

سیکڑون مثل زلیخا ہونگے مشتاق جمال — دم بدم تیری مصر تک کے یوسفستانی ہوئی

خط نے مصحف کر دیا روی کتابی کو تیری — بی تکلف لوح قرآن لوح پیشانی ہوئی

عالم برزخ میں بعد مرگ بہی زندہ ہوں مین — روح باقی ہے جسم فانی تھی وہ فانی ہوئی

حسن گندم گونکی الفت کا اثر ہی بعد مرگ — لوح تربت تھی جو سنگ سرخ کی ملانی ہوئی

ہو سکا تجہ سے نہ جب یارا تک تشبیہ یار کا — آج کیا وہ ستمکاری تیری ادانی ہوئی

۱۰۲

[illegible]

شہر سے نکلے تھے ترے نرگس شہلا کیسے		آج اوس گل سے کیا دعوی ہمچشمی کا
خون دل پیتا ہو نہیں ساغر و مینا کیسے		یا دساقی مین کسو ہوش ہے میخواری کا
ناز و انداز و ادا ہین تمہین پیدا کیسے		کیون نہ اغماض کرے حسن پہ چشم بد دور
دیکھیو اوٹھتا ہے یارب یہ جنازہ کیسے		بار عصیان سے ہوا ہے مرا مردہ بہاری

پیش ازین رند خرابات نشین تھے جنید
سب نکلے اب بیٹھے ہین یہان کلیسا کیسے

آج آنکھو نسے کرشمے ترے سارے دیکھو		سنے سرگوشیان غیر و نسے اشارے دیکھو
سب نے ان آنکھو نسے جو روستم سارے دیکھے		رنگ ہے چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے
سنے سو مرتبہ سو بار اوتارے دیکھے		قول کے جھوٹے ہو اللہ رے کافر کو خوشی
لیے بیمار سدا گور کنارے دیکھے		رو بصحت نہوا ایک مریض فرقت
تہ کھند ہو تمنے نہیں جان ہمارے دیکھو		پاؤن ہر مرتبہ کس طرح نہ پھیلاوے ابھی
چاہنے والے ہو دو چار تمہارے دیکھو		بوالہوس ہین نکوئی عاشق صادق پایا
جو جلی تو لی فقیری ہین ہمارے دیکھو		دل تو کیا جان بھی کی نذر مری اے حسین

رند سے جتنے تھے اقرار ہوے سب برعکس
قول سے فعل خلاف آپ کے سارے دیکھے

پوچھتے کیا ہو مصیبت کے گرفتارونکی		کٹ گئی عمر غم ہجر مین بیچارونکی
مستیان کرتے ہین آن کی ہے خوارونکی		غول کے غول ہین کانوں پہ خریدارونکی
خوب لی تمنے خبر اپنے گرفتارونکی		مر رہے ہین شبگہ ہی ہے جان یہ بیچارونکی
راہ چلتی ہے جسے دھار یہ تلوارونکی		تیغ ابرو کے مضامین ابھی کرتے ہین تلاش

۱۰۴

روح بھر آئی ہے دھرتی ہے جفا کارونکی
عشق ابرو نے جھکے دل دیا ہے باغ مین
جب دیکھتا ہون تیری تلوارونکی
[illegible]

[illegible]

آرزو سے جو دلین ورت سے
تیغ پہ جان نثار کرتا ہے
شوق بوس و کنار کرتا ہے
جلد آ کوئی دیر سے بیچین
گریز زار زار کرتا ہے
جان نثار سے کیا بار کرتا ہے
ناز دہ بار بار کرتا ہے
قتل یان انتظار کرتا ہے
در یا ستیغ یار کرتا ہے

قتل کر بیک ہو قتل کرتا ہے
صف کیا بار بار کرتا ہے
کوئی جانان کو گلگشت کی ترغیب
شوق دیدار یار کرتا ہے
چاک دیتا ہے کیا گل کی
گریبان سے یار کرتا ہے
کیون گنہگار عجب بڑا کر ربا

۱۰۴

کیون ہے پژمردہ تو اے غیرت گل خیر تو ہے
کیون مبدل ہوئی رنگت ترے رخسارونکی

یا رب اعمال کی انکے مین ہو جاوے جزا
حشر پر رکھیو نہ تعذیر گنہگارونکی

لب شیرین پہ ہی ترش ہے گو کہہ تلخ کلام
قدر سرکار کی خوب ہے غمخوارون کی

گل فردوس سے بھی ناک چڑھا لیتا ہے
جنسی بو سونگھی ترے اترے ہوئے ہارونکی

تو خرامان ہو تو اے رشک حسینان چلین
چال بیا ہو تو ابت ہے بین ہی سیارونکی

رند کہتا نہین کچھ حال تمہارا کیا ہے
زرد سے ہو گئی ہو شکل ہے بیمارونکی

ہجر کی رات کسی طور نہین ٹلنے کی
تو بتا صبح قیامت ہی نہین ڈھلنے کی

کیا عجب ہے جو گرا دون مین شگوفہ لا کر
وہ شجر ہون جسے امید نہین پھلنے کی

ہجر مین بسکہ ملو دست تاسف ہر دم
خو ہوئی ہے کف افسوس مجھے ملنے کی

ایسے ہون خانہ زنجیر سے رخصت ہو مری
فصل آ پہنچی ہے صحرا کو نکل چلنے کی

یار سے وعدہ ملاقات کا ہے مستقبل
وہ پھر آج کسی طرح نہین ٹلنے کی

عہد طفلی سے لگا ہے مجھے الفت کا روگ
بل گیا کسکو توقع تھی مرے سنبھلنے کی

مات ہے بازی شطرنج محبت نہ دلا
مین کہے رکھتا ہون یہ چال نہین چلنے کی

لو رکو میری سیہ بختی سے رہتی ہے گریز
شمع روشن کرون ہر چند نہین جلنے کی

سنگ آستان تو رکھا یار نے مجھ عاشق کا
پان کھا لینگی قسم کھاتی ہے ملنے کی

زور کا فرو سے کب ٹلتی ہے سینے کی جلن
گھر کی طرح سے عادت ہے مجھے جلنے کی

ہنجر بیٹھ ہو گیا منزل ہستی مین رند
کوچ در پیش ہے تیاری کرو چلنے کی

[illegible]

[illegible]

کر چکے جلد میرا کام تمام — دیر کیوں ہجر یار کرتا ہے

یار کو یہ خلاف مجھسے فلک — ہائے پروردگار کرتا ہے

ناز تیرے مین سب اوٹھاونگا — غمزے کیوں مجھسے یار کرتا ہے

چھیڑ در پردہ جان عاشق سے — اوس پری کا شکار کرتا ہے

دام گیسو مین مرغ دل ہین اسیر — گھر مین بیٹھا شکار کرتا ہے

کیا کہوں دل پہ کیا گزرتی ہے — جب یہ تحریر یار کرتا ہے

آج فرصت نہین کل آینگے — تو عبث انتظار کرتا ہے

دل تو آگے ہی دیچکا ہے رند
جان بھی اب نثار کرتا ہے

105

مستی جان محبت مین کسی شکستہ چمن کے — سونگھتے تک آنکھ لگی بو میری گلشن کی

تن آتی خوش الحانیاں کس غنچہ دہن کی — [illegible]

خط نکلے پہ بوسہ رخ پر نور کا پایا — حیرت ہے ہمین کو ملی چاند گہن کی

کافور کی بو آئی اگر عطر منگایا — پوشاک کی قطع تو یاد آئی کفن کی

کیا جانیے کیا دل عاشق سے گزر گئی — ہے یار کی شوخی تیری بیساختہ پن کی

انکا ہے تکرار ہے ایک بوسہ لب پہ — ضد ہو گئی باتین تنگی نے دہن کی

[illegible] — [illegible]

چشمی کا دعوا انکھین کل اوس سے کیا تھا — ستا ہون کہ جو آنکھیں نکل آئیں ہرن کی

کم یاد بہاری سے نہین یار کی رفتار — ہین تعلیم ملے سے رونق ہے چمن کی

حسرت لیے جاتی ہین ادھر مرگ غریبی — ستی نہ ملی دوستو غربت مین وطن کی

[illegible]

[illegible]

گر جان مرگ میں اوسی کو جبین کا شکے | جا گئیں نصیب بخت کھلیں مدہری لاش کے
پہچل بیان سے وحشت دل اب کسی طرف | اہل وطن مخل ہیں مری بود و باش کے
کب جانہ ریبونکالیہ اگر خیال تہا | انسان کر دیا تجہے اوستاد تراش کے
ہوگا نہ بعد قتل بھی غسل و کفن نصیب | ٹکڑے ہوا و نیگی گو بیہ قاتل ہیں لاش کے
ناخن ال تہی ہجر کی شب اہلک کی نوک | کیا کیا اوٹہاے لطف جگر کی خراش کے
لوٹی کا مفت دولت دیدار مہربان | تیغ خیر ہے جو آپ کسی بدمعاش کے
عاشق ہے نے تصدق خوبان کیواسطے | ہیلوگ آدمی نہیں پتلے ہیں تاش کے
خضر و مسیح گور تلک ساتہ ساتہ تے | اللہ رے مرتبے ترے کشتی کی لاش کے
ہو گنجفے میں دہر کے ہر فرد بیمثال | انسان کہاں کی دیکہیں کس کس قماش کے
بدتر ہے زیست مرگ سے فرقت میں یار کے | اس زندگی سے موت ہی اچہی ہے کاشکے
سیلاب اشک خون سے کتنا ہے ہجر یار | ٹکڑے ہوے الہی کے دل پاش پاش کے
موت ایسی سبکو چاہئے والو نصیب ہو | قاتل بھی ساتہ ساتہ ہے عاشق کی لاش کے
خالی نہیں تکلف دنیا سے فقر بھی | گدڑی میں اپنی اگرہ ہیں دو چار ناش کے

ڈھونڈا ہی کس بہانے سے کیا یار رواہ رہے
قاتل ہیں جستجو کے مقرر تلاش کے

نہ یاد وہان و کمر جائے گی | لو ہیں عمر اک دن گذر جائے گی
پہر کب تلک حشر تہ جائے گی | نہ … چڑہی ہے اوتر جائے گی
زیادہ ہوا وصل سے اشتیاق | طبیعت میں سمجہا تہا بھر جائے گی
نہ ڈوکے ترا دل یہ ممکن نہیں | محبت سے کام اپنا کر جائے گی

پہلو سے … دل … جائے گی
سن اوس کی بات نہ … جائے گی
پہ تھوڑی سی عزت اوتر جائے گی
ترزتا تو اوس سے سوال جواب
تری بات بھی نامہ بر جائے گی
پہچانا تو … میں … جائے گی
نہ عادت بھی … جائے گی
بس اب … جائے گی

١٠٦

[illegible]

[illegible]

نہ جایا کرو بزم رندان مین شیخ
کرون گا جو شور رجعت بیان
ریگا نہ یون حسن ناپایدار
نہ دکھلائے گا سنہ وہ خورشید رو
صفائے جو یہ سینہ صاف کی
وہ کافر ادا اک نہ اکدن مجھے
نہ کہ یار سے حسن مین گر سیان
شب وصل تکرار لازم نہین
نہ چوٹی سنوارو برائے خدا
طبیعت کا میری کرو تم نہ بیان
نہین رہنے کا بعد چندے یہ حال
ہمین یہ نہتی تمسے چشم امید

یہ سندیل اک دن اوچھل جائیگی
زبان موم ہو کر پگھل جائیگی
کوئی دن مین صورت بدل جائیگی
یہین دوپہر آج ڈہل جائے گی
نگاہ تصور پھسل جائے گی
چھلاوے کی صورت سے چل جائیگی
اری او پری دیکہ جل جائیگی
کہین صبح کی توبہ چل جائیگی
مجھے سنکے اژدر نگل جائیگی
کسی اور سے اب بہل جائیگی
سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائے گی
کہ دو دن مین چتون بدل جائیگی

سر اوسکے قدم پر سے سرکاو رند
کہین تیغ قاتل اوگل جائے گی

رک گیا اوس پری سے جی ہی تو ہے
نہ رہا ہوش بیخودی ہی تو ہے
تمد الحمد کیا منو و ہو ئی
راہ پہ آپ کا اجار اکیا
وجہ آزردگی بتاؤن کیا

نہ نبہی ہمسے دوستی ہی تو ہے
ساقیا شغل میکشی ہی تو ہے
بن پڑی ہمسے عاشقی ہی تو ہے
ہم بہی انکہین لگے گلی ہی تو ہے
آگیا رنج دوستی ہی تو ہے

١٠٧

[illegible]

کیا کہوں کس طرح گذرتی ہے | دن کو فریاد شب کو نالا ہے
بے مروت زمانہ کٹتا ہے | نام کیا آپ نے نکالا ہے
اور کے آتی ہیں قاف سے پریاں | کیا سو تیرا ہمارا نالا ہے
افعی زلف یار سے بچنا | ڈس گیا مجکو یہ وہ کالا ہے
نکلے پڑتے ہیں آنکھ سے آنسو | کسکی زنجیر کا یہ تالا ہے
ناز زلفوں کی پرورش ہے | جنے ان موذیوں کو پالا ہے

کس شہ حسن کے فقیر ہوے
رند کیا یہ مرگ چھالا ہے

اپنا محبوب اپنا دلبر ہے | خواہ جلا دیا ستمگر ہے
جیسے رنجیدہ مجسے دلبر ہے | خاطر آزردہ دل مکدر ہے
حال درد جگر سے ابتر ہے | کچھ نہ کچھ کوفت میرے دلپر ہے
اوسکے درویش باکمال ہیں سب | ایک اک بوعلی قلندر ہے
قد دلدار کو کہوں طوبے | سرو شمشاد یا صنوبر ہے
بیخودی اوسپر نہیں آتا | بیخودی بیشتر سے اکثر ہے
ہے تعلق سا تعلق مرے دلکو | دیکھ ہماں جان مضطر ہے
ماتم دل میں یوں گذرتی ہے | دست اور سینہ سنگ اور سر ہے
زخم ہیں دل میں یا جگر میں داغ | شکر ہے شکر ہو سے بہتر ہے
کیا کہوں تجسے حال زخم جگر | چار دن خشک چار دن تر ہے
صاف رکھ دل کو ہم فقیروں سے | خاکساروں سے کیوں مکدر ہے

۱۰۸

چمن میں بھی ہوا تو سجدہ میں بھی — کہیں بھی نہ ضبط حاصل ہوئی
گلا کٹ چکا سر جب گر کے مٹا — تسلی تری اب تو قاتل ہوئی
قدم رنجہ اوس سیم تن نے کیا — یہ دولت نصیبوں سے حاصل ہوئی
طبیعت رہی اپنی دقت پسند — وہی بات کی جو کہ مشکل ہوئی
دکھایا جو خون شہیدان نے رنگ — ہلال شفق تیغ قاتل ہوئی
کبھو کچھ وہ لیجا مین اپنی طرف — مین بات کرنی بھی مشکل ہوئی
تری تیغ کے منہ کا بوسہ لیا — خطا مجھسے اتنی تو قاتل ہوئی
یہ ہین مضمون بیابان جان گسل — محبت ہوئی عشق ہوئی سل ہوئی

مین دیوانہ مجنون رہا اوس کا رند
پری جو کہ لیلے شمایل ہوئی

رکہ نظر اوسکی عطا پر تو خطا سے پہلے — خوف کر دخل ہو جو دلمین رجا سے پہلے
نیست نابود ہوا ہم مین فنا سے پہلے — مر چکا ہو ملک الموت قضا سے پہلے
سلسلہ تھا نہ کسی الف رسا سے پہلے — مین نہ آگاہ تھا اس دام بلا سے پہلے
یون نہ ٹھکراؤ ستم گر غریبانکو کبھی — بجکے چلتے تھے فراز شہدا سے پہلے
کون کہتا تھا تری قد کو بلا سرو روا — کیجئے تشبیہ یہ دی تھی شعرا سے پہلے
اسطرح ہیں کرستے ستم شب وصل مین کب — شور و شوری سو کے جاتے ہو حیا سے پہلے
کوئی جھونکا جو کبھی باغ سے آجاتا ہے — پوچھ لیتا ہون خبر گل کی صبا سے پہلے
تجھ سے ان بعد فنا بھی مری ہونگی لطف — اللہ کا شکر تیکا سکہ بقا سے پہلے
کسی نے پایا لیے عشاق تمہین مد نظر — راہ کب جلنے تھو اس بار وادا سے پہلے

١٠٩

ہوا نہ سامنا دنیا مین کسی کی آفت کا
خیال آیا ہی جب ہم او لجھنے لگتا ہے
پڑی ہی تہی ہین بل تیور یونہین جب دیکھو
قفس مین طاقت پرواز اور کہی صیاد
شب وصال کا کیا ماجرا بیان کرین
سوال کرتی تو کر بیٹہا اونسی بوسے کا
کبہی جو بیٹہتے اوٹہتے ہم اوس گلی مین گئے
سنین جو آپکی ہمسرگوشیان رقیبون سے
نہو گا ہمسا زمانی مین دوسرا ہمدوست
تبا و کس سے حق آشنائی صرف کیا
عجیب حال رہا عارضہ مین فرقت کے
دیا ہے عارض جانان خیال زر حسن
وہ شوخ کرتا ہے ہمنیدی نگاہ کو مشق خرام
مریض آپ کی فی الجملہ رو بصحت ہین
وہ ماہ سفر تسا ونکی کر دوا ٹہا کر یاتہ
سوائی رنج و غم درد کچھ نہیں پایا

ہو وہ روز زندگی مین سیکڑون ملال ہوئے
وبال جان کے لیے لیے لیے بال ہوئے
ہزار غضب ہوا صاحب جو خوش جمال ہوئے
یہ ضعف ہی کہ جیسے بال ہو پر وبال ہوئے
نہو جھیے یہ حقیقت عجیب حال ہوئے
مین زرد ہو گیا غصے سے وہ جو لال ہوئے
دم ضعف سے فرش آگیا نڈہال ہوئے
ہزار شکر ہوئی کیا کیا نہ احتمال ہوئے
کسی کو نہ [illegible] ہوا ہم شریک حال ہوئے
تمہارے ہاتھوں کس کس کو غیر حال ہوئے
کبہی نڈہال ہوئے اور کبہی بحال ہوئے
تل [illegible] جسکی ہی جہرہ پہ خال خال ہوئے
کوئی کبہی یہ سمجھے ہم تو پامال ہوئے
سنا ہے انگلی نسبت تو کچھ بحال [illegible]
تمہارے ہجر مین جن کو وصال [illegible]
لگا کر آپ ہی ملک عدم نہال ہوئے

لگا یا کر آہ مین مجذوب کی طرح سے بڑ
سنا ہی رند بھی درویش باکمال ہوئے

زیست کر دان اپنے پورے کر چلے
تکتے تکتے راہ تیری مر [illegible]

اور تو دیوانے ہوئے تیرے پھرے
شوق سے کتنے پھرے تیرے پری
خاک اوڑاتے سر پہ تیرے پھرے
یون پھرے ہم جس طرح گردباد
حیف ہے کی زندگانی [illegible] پھرے
آئے تھے [illegible] موت کو ہم پھرے
ہیری اشکون کا عجب طوفان ہے

۱۱۰

[illegible]

پڑھ کے قرآن جو مری روح کو بخشے تو ثواب
چین آجائے مجھے گور میں راحت ہو جائے

یکقلم ہیچ ہیں حسن نمکین کے اوصاف
میرا دیوان نہ کیوں کان ملاحت ہو جائے

اپنے بیمار کے گھر چھپکے کسی حیلے سے
تم پہ چندان نہیں جو اوسکی عیادت ہو جائے

دم نکل جائے جو فرقت میں تو بہتر ہو ولا
بات رہجائے تری رفع ندامت ہو جائے

نامہ لیجاوین محبت کا جو اوسکے آگے
ظلم ہو جائے مری جان پہ آفت ہو جائے

سرو قد گر نہیں اوٹھتے تو بدلے زانو
میری تعظیم علو قدر لیاقت ہو جائے

تھا زلیخا کو دیا مژدۂ وصل یوسف
مجھکو بھی عالم رویا میں بشارت ہو جائے

اپنے یوسف کی [illegible] کیا ہے
شکل یعقوب اگر ضعف بصارت ہو جائے

کیا عجب شعبدۂ چشم فسون گر ہی اگر
سحر کو رتبۂ اعجاز و کرامت ہو جائے

سنکے آواز مری بیڑیکی جھنجھلا کے کہا
یا الٰہی اسے موت آئے یہ غارت ہو جائے

اب کبھی ہوگا نہ حاضر در دولت یہ فقیر
گالی یا بوسہ جو دینا ہو عنایت ہو جائے

ہاتھ اوس فتنۂ دوران کے اوٹھانیکا نہیں
حشر برپا ہو ابھی میں کہ قیامت ہو جائے

آتش کیا شب فرقت وہ بلا ہے ای رند
دل بھی ہو تو ابھی ضعف و نقاہت ہو جائے

حیران ہو ہیں آئینہ میں رخسار کو تکتے
عاشق کیطرح آپ ہیں دیدار کو تکتے

دلجوئی ملازم کی ہے سرکار کو منظور
کس میٹھی نظر سے ہیں نمکخوار کو تکتے

کیا جھوم کے ابر آیا ہے قبلے کیطرف سے
میخوار ہیں سب خانۂ خمار کو تکتے

گلگشت چمن تجکو مبارک رہے بلبل
ہم چاک قفس ہی سے ہیں گلزار کو تکتے

ازبسکہ ہے عاشق کی جدائی سے ہوئے ہیں
کس یاس سے ہیں صورت بیمار کو تکتے

111

مشتاق شہادت کے رہو یار کو تکتے
[illegible]
گل کو کبھی تکتے ہیں کبھی خار کو تکتے
جب ہوش میں آتا ہوں تو قلزم رحمت
حسرت سے فرشتے ہیں گنہگار کو تکتے
[illegible]

[illegible]

آنکھ بیمار سے کیوں اپنے مسیحا بدلی	نظر لطف سے دیکھو اور کچھ تسکین ہو

سر محفل جو اشارہ کیا ابرو سے کا زند
چتون اوس ترک ستمگار کی کیا کیا بدلی

رشک الفت کہ نہیں کچھ کاٹ شمشیر کی
رشک آتا ہے مجھے طالع پہ اوس نخچیر کے
عفو کردیگا وہ گو لائق ہوں نہیں تعزیر کے
تلخکامی کہ مری سے ہوں ازل سے آشنا
کونسی مجنون کو گاڑا ہے سلسل انجیرون
کان تک جھنکار پہونچی جسکو دیوانہ ہوا
دل جگر دونون ہدف کرلئے ہیں ہم اسیحان
ناوک مژگان پہ تیری جان قربان کیجیے
عشق ابرو تیرہ میں جان بلب ہیں گیسوان
شمع روشن ہوگئی گذرا ہجر کا روز سیاہ
ہوگئی ایسی جوانمردوں کی دست زور شل
خود بخود نامہ لپٹ جائیگا کھلکا قاصد
اب باقی ہو اگر قاتل تو کردے حلق تر
چل شمال تیغ دست ابرو سے خمدار میان
عید میں بھی ہیں جو بن رہی نظارہ بازیان
ہے بعینہ ابرو قاتل علی کی ذوالفقار

کٹ گیا پروانہ شب کو نام سن گلگیر کے
سینکے تو وہ رہگیا آگے جو تیرو تیر کے
آگے آمرزش کو کیا تھی مری تقصیر کے
عہد طفلی میں پیا ہے زہر بدلے شیر کے
نشتے میں زیر زمین نالے سدا زنجیر کے
کیا جنون انگیز نالے ہیں مری زنجیر کے
دیکھتے ہیں ایکدن پلّو تمہاری تیر کے
لاگ ہے مدت سے دلکو تو شبی میں تیر کے
تیر کے زخمی ہیں کچھ گھایل ہیں کچھ شمشیر کے
وصل کی شب آئی جاگے بخت اس دلگیر کے
خرمن رو بہ بانیان کے تلے ہیں آگے شیر کے
پڑہیے سمجھیگا وہ مطلب مری تحریر کے
اور یہ ہیں ہچکیان بسمل تمہاری تیر کے
آج دکھلا دے زبان جوہر مری تقریر کے
عالم خشم مری حلقے بہ حلقہ زنجیر کے
پوچھے روح الامین سے کاٹ شمشیر کے

شرم آتی ہے دیکھ کے اور شکلین ہیں یار
غالب وہ دیکھا ہے جو قابل نہیں تغیر کے
عشق و طفل میں کیا کر گذشتے
ہے بچپن میں فنا [illegible]
[illegible]
[illegible]
قتل کرتا ہے ہزاروں کو [illegible]
کام لیتا ہے وہ [illegible]
[illegible]

[illegible]

بوی یوسف کی سو مصر سو کیا لاتی نسیم
اور یعقوب کو قابل کوئی سوغات نہی

فخر کرتا تہا عبث کوہ کنی پہ فرہاد
معجزہ عشق کا تہا اوسکی کرامات نہی

یہ بھی احسان ہو تیرا جو دیا دوزخ بھی
میری اعمال کی تو یہ بھی مکافات نہی

ہجر میں ہی وہ معشوق کو روتے گذری
نہ سکے کہیں کے سوا ایسی کوئی برسات نہی

نقشے سو صورت تصویر تہا حیرت سو بہت
تہا مرقع کا ورق بزم خرابات نہی

وصل کی شب بھی ہی وصل کی حسرت لیکن
تب وہ بیدار ہوئی نیند سو جب رات نہی

ایک کلمی مین کیا تو نی دو عالم کو مطیع
اسم اعظم تہا مگر جان تری بات نہی

چشم بد دور نظر بہر کو نہ مین دیکہ سکا
نور کی جیب تہی ای شوخ تری گات نہی

ہاتہ سو پہنچا ہی وساطت سو حنا کی ورنہ
پاؤنکو ہاتہ لگا نیکی کوئی گہات نہی

کیا سبب آپکی تشریف نہ لانیکا ہوا
راستی بند نہی شہر کو برسات نہی

کیا تعجب ہی جو دو جام دئیے سب سے سوا
کب مری حال پہ ساقی کی عنایات نہی

چار دن زیست کو جو چاہی سو کہوا لی رند
پیش ازین خاک کو پتلے کی کوئی ذات نہی

پریکا منہ ہی تیرا حورکا سا جسم پایا ہی
خدا کی ہاتہ سو اپنی تجہی او بت بنایا ہی

شب مہتاب مین وہ مہروش جب یاد آیا ہی
تو مجکو صبح تک اختر شماری نو جگایا ہی

مجال غیر کیا ہی وہ لگا ریگا تو بگڑون گا
مجہی جسنی کہ مشت خاک سو انسان بنایا ہی

کبہی جو جو روش لیلا ک کو جو سو گذرا ہون
بہار باغ جنت کا نظر دل سو اوٹہایا ہی

کیا ہی خواب سو بیدار اکثر اوس پری رو کو
مگر فتنہ خوابیدہ کو مینی جگایا ہی

جلا کو ہین تجہی سب تو ہماری سیکڑون گلشن
وہ لات بجلی گری ہی آشیان جسجا بنایا ہی

۱۱۳

قران مشتری وماہ کا عالم دکہایا ہے
جسے چاہا ہی مین ذرہ سو ہی خورشید بنایا ہی
کیا ہی تجربہ سو بار اکثر آزمایا ہے
دلوں میں آسمان تو زیادہ ہی نخوت سی
رقیبا یا جو اگر دم بھر تو بیہودہ نالایا ہے
کبھی آئینہ رو بہر کیسا دل لگایا ہے

دماغ جان کیا تازہ صبا نے
جو دادہ کاکل عنبر فشان کی
بر انا کبھی حجاب اوسی
یہ دیکھو بدگمانی بدگمان کی
ہاری کی دست نے جان تازہ بخشی
کرون کس منہ سے توصیف اوس ہاتھ کی
جو کیفیت اوٹھایا چاہو اسے رند
تو خدمت کیجیے پیر مغان کی
اب تو یہ روز ناتوانی ہے

اگر وہ ماہ پیکر اودس مین ہو سے
... گردش تمامی
اگر صحی نہین سمجھا باغبان کی
... حمین مین سر کری
تکلف تا ... آسمان کی
شگفتہ ... نہ ہوگی
نظام ... شان کی
ادسی ... بازی مین ہم

یاد رہے اسکو شفق دیکھے گا صبح شام
کفر اور اسلام مین باقی نہین امتیاز
پاس خاطر ہے خدا کو بھی تمہارا ہی بتو
بے تکلف ہو جو تیند منہ دکھلایئے
شکر ہے تمکو شہ خوبان کیا اللہ نے
کون پہانسی ہے گلے کو کون کاٹو دیکھیے
دیکھکر روے منور رشک آتے ہے خور کو

کیا کری گی جامہ زیبی میرزائی آپکی
کلمہ گو ہو رہے تو ساری خدائی آپکی
کیجیے ہون مسلمان اب بن آئی آپکی
نقد جان حاضر ہے یان بھی ہے سمائی آپکی
جب ہی سنتا ہون وہ دیتا ہے دہائی آپکی
آج کل کرتی ہے کیا ہو اعتنائی آپکی
ہاتھ ملوا لی ترشیتوں کو کلائی آپکی

ترک الفت رہ سہی اب بجہت سا ہمیں نہین
شہرہ آفاق ہوگی سے وفائی آپ کی

چمن مین آ آمد ہے خزان کی
خوش آتی ہے اونہین اب وضع بانکی
کرے گی دیکھیو کس کس کو سیدھا
بڑی منحوس ساعت مین ہنسے تھے
تن خاکی سے نکلی ہے کہین روح
عدم کا قافلہ کیا جلد گذرا
اکیلے جاتے ہین رہ رو عدم کے
پھنسا کس پیچ مین او عشق پیچے
وہی آزار ہے پھر جس مرض سے
الٰہی جلد لیچل اس مکان سے

عبث بلبل نے طرح آشیان کی
کمر بیٹھی ہے کا کل سیان کی
یہ ٹیڑھی وضع تیری بانکی بانکی
کہ پھر دیکھی نہ صورت آشیان کی
پہونچ جاتے یہ مٹی ہو جہان کی
نہ دیکھی گرد تک اس کاروان کی
نہیں اس رہ مین حاجت کاروانکی
عبث تقلید کی زلف بتان کی
کبھی بار آنے مسیحا گور جانکی
چھٹی ہے سیر مجھسے لامکان کی

۱۱۴

... ہے تیرے پیچ ... ہے
... ہے ... سے ... ہے
... ارغوانی ...
... زبانی ...
... ہے ... تمنا ... ہے

[illegible]

مثل گندم ہوئی ہیں سینے چاک		جیسے محرم کسی کی درانی ہے
نخل ماتم پہ آشیانے ہے مرا		زمزمہ میرا نوحہ خوانی ہے

نہ کہوگے جو حال دل اے رند
گوشت کے مرجاوگے جوانی ہے

فصل گل آئی جنون سلسلہ جنبان ہوئے
یارب آباد کہیں خانۂ زندان ہوئے

گاہ بیگاہ ادہر بھی رخ مژگان ہوئے
اسطرف بھی کرم خنجر بران ہوئے

رشک فردوس مکان ہے ترا او غیرت حور
یان کی دربانی کو زیبا ہے جو رضوان ہوئے

طبع قاتل کیطرح موت بھی ہے مجھسے خلاف
کیون نہ برگشتہ دم خنجر بران ہوئے

بہتر نہیں اگر اوس سے کو ہو غسل کی تلاش
گنگ سے سورج کی کرن صورت افشان ہوئے

قد کشی جب تجھے زیبندہ ہے او سرو چمن
یار کیطرح اگر تو بھی خرامان ہوئے

خط آزادی اسیران محبت کو ملے
خط کہیں یار کے عارض پہ نمایان ہوئے

کہولا اوراق کو غنچون کے صبا آئی بہار
باغ میں بلبلو نکو درس گلستان ہوئے

کو تھی کا نہیں ہنگام یہ امر دست جنون
چاک جیب کا ہوتا سر دامان ہوئے

دیدہ و دل سے کیا عشق پری رویان فاش
راز کس طرح تنک ظرفون سے پنہان ہوئے

زلف سر کر وہ رخ اپنے قمر کو دکھلا کے
یاالٰہی سحر شام غریبان ہوئے

ہنس کے تلوار لگائی ہے مجھے قاتل نے
دہن زخم مرا چاہیے خندان ہوئے

شوق نظارہ رہے چاہیے مرتے دم تک
جان لب پر ہو مگر رخ سوئے جانان ہوئے

جانتی ہیں یہ صنم سب سے ہوا کار ثواب
ہاتھ سے اسکے اگر خون مسلمان ہوئے

سرگین چشم کا شہرہ جو رہا یون خیدی
چاہیے سارا جہان شہر خموشان ہوئے

115

مثل تصویر اگر یار کرے خاموش مجھے
یاد میں جسکی ہیں بھولا دو جہان کو افسوس
اپنی خاطر سے کیا اوسنے فراموش مجھے
ہیچ جی [illegible] میں یا چمن سے ہو یا پس مرگ
دامن دیدہ ہوا گور کا آغوش مجھے
دیکھون کیا اسکو وفور [illegible] ہون جیسا کہ
چشم مستانہ دکھا کر وہ بیہوش کرے
پہلے ہی تھر وفا سے میں ہوا ہون آگاہ
روز ہر ہو دو کیا یہ کہفی بیہوش مجھے
[illegible]

[illegible]

وہ تو ہر جا ہے ہم نظارا ہے
ام نزدیکیں تو دیکھا ہے حضور
عشق بازو نے مین کیا اجارا ہے
گن ہے شاہ ہو کر فقر
مجکو صدقے کر اوتارا ہے
ہے آج مدعا ہے کیجیا
دو قیمت گوارا ہے
فضل اللہ سبی و مشکل ہین

	مجکو در کار نہین چادر گل گور پہ رند داغ حسرت ہی مری کیوینگے گلپوش مجھے	

آج گلشن مین کون آتا ہے — گل جو پہولا نہین سماتا ہے
دیکھیں طالع کی اب رسائی کو — مری بگڑی کو کیا بناتا ہے
دل دیا اسکو ایک کافر کو — دیکھیے کیا خدا دکھاتا ہے
عمل خیر کرے کچہ غافل — وقت فرصت و گر نہ جاتا ہے
روئے کرتا ہون عرض حال اگر — تو ہنسی مین مجھے اڑاتا ہے
بہولا بھٹکا سا آپ پہرتا ہے — خضر رستا کسے بتاتا ہے
شوق نظارۂ جمال سجھے — کو بکو در بدر پہراتا ہے
شاہ راہ عدم کا حال نہ پوچھ — ایک آتا ہے ایک جاتا ہے
نہ سٹے کا زیادہ قسمت سی — رنج بیہودہ کیون اوٹھاتا ہے
عشق مین رکہ نہ زندگی کی امید — یہ مرض گور ہی جھنکاتا ہے

	تم بہی سوے عدم چلو اے رند قافلا روز یان سے جاتا ہے	

اوسنے صید حرم کو مارا ہے — آہوے دشت وان چکارا ہے
بام بر بام برسد بارا ہے — اوج پر اب مرا ستارا ہے
رہتی ہے شکل یار کی دل مین — پری کو شیشے مین اوتارا ہے
آدمی میرے منہ چڑہے گا کیا — بارہا دیو کو اوتارا ہے
رات کو دو فون کیپہو لاشا — زلف شکلون نے مجکو مارا ہے

سب چھپا ہے اور سے زلف مین
سنبلہ مین مرا ستارا ہے
سرخرو کیون نہون شہیدو مین
سبزہ رنگون نے مجکو مارا ہے
باغ چھوڑا رہین گے صحرا مین
وہان ہی گلچین کا کیا اجارا ہے
نالے کرتے نہین اثر دو بت
دل ہے پتھر کا سنگ خارا ہے
جان دیتے ہین تیغ ابرو پر

116

[illegible]

[illegible]

ہنسے تھے کبھی رکھکے منہ اوسکے منہ پر | سو منہ ڈہانک کر آج رونا پڑا ہے
مری گھر مین آینگی اوسکے خوشی ہے | گھروں مین رقیبوں کے رونا پڑا ہے
مرے ساتھ سوتا نہین یار آکر | اسی بات کا ہی رونا پڑا ہے
پلنگ ایک جانبکو اوندہا ہوا ہے | کسی سمت الٹا بچھونا پڑا ہے
مسہری پہ سوتا ہے تابوت کا تک | یہ مرنا پڑا ہے کہ سونا پڑا ہے

کرو چل کے آباد اب گور اے رند
بہت دن سے سونا وہ کونا پڑا ہے

[illegible]

۱۱۷

اٹھا دیوین اگر اہ مین سب امیر تعجب ہے | کچھ کام نہین مجکو جسے ذنب ہے
ہے کون بچا آکے جو تیرے قہر سے یارب | تجھسے ہی امان مانگتا ہون تیرے غضب سے
لشا فرش ہون تجھے کہین وہ کامل نمکین | دل منتظر آفات سماوی کا ہی کب سے
جانبازی کی معرکہ عشق مین کس روز | میدان مین رہا چار قدم آگے ہی سب سے
امید ہے بخشش کی تو ہو ذات سے تیری | اور خوف بھی ہے لیکن بہت تیرے غضب سے
جز شکر کہ شکوہ نہ کبھی آئے زبان پر | انسان ہے یا ہر ہو تو مرضی رب سے
غنچہ ہو تو ہم تمہین کیا یاد کرینگے | وہ بوسہ کی شرمندہ نہین ایک لب سے
دم بھر ترے جیبن سوا افسوس ہی ہے جو | ایذا ہی اوٹھاتی رہی پیدا ہوئی جب سے
دکھلائیگا دن وصل کا بھی جذب محبت | اللہ بچائے جو مجھے ہجر کی شب سے
اٹھو ہم کو بھی اللہ سے پیدا تو کیا ہے | [illegible] اونکا نسب سے
بڑہ چلنا قدیار سے زیبا نہین تجھکو | [illegible] ادب سے
مطلب نہین کچھ اہل سبھی مجھ کو اے رند | سائل ہے یہ درویش شہنشاہ عرب سے

[illegible]

[illegible]

راہ طلب میں اٹھ سکی ہم خستہ جان سے　　سر سے چلی میں پانو تجسس جہان سے

پھوٹے وہ آنکھ جو کرے تجھ پر نگاہ بد　　او بت برا کہے جو تجھے وہ زبان سے

مجنون ہے اب چلا نہیں جاتا خدا کرے　　ناقے کا پاؤں ٹوٹ نہ تا ساربان سے

تو ایک کے بھی ای مرو یوسف آیا نہ ہاتھ　　کیا کیا تلاش میں نہ تری کاروان سے

درویش ہیں مقام ہمارا ہے ہر جگہ　　سمجھے اوسی مکان کو تکیہ جہان سے

گرتا نہ تھا بہار میں اوبرق بیوفا　　ہم جمع کر کے خار و خس آشیان سے

دو چار گام بار کش زہد و اتقا ہی دوست　　گو ہتی یہ پاؤں تھکے تو آکر کمان سے

وہ دشت گرد ہوں میں کہ ہمراہ میرے رہ کے
اہل زمین چل نہ سکے آسمان سے تھکے

کیا ہوا یار جو آنکھوں سے نہاں رہتا ہے　　ذکر خیر آٹھ پہر ورد زبان رہتا ہے

حسن اور عشق میں آخر یہ ہوئی یکرنگی　　مجکو غش رہتا ہے اونکو خفقان رہتا ہے

اثر عشق رہے ترک محبت پر بھی　　زخم بھر آتا ہے پر اوسکا نشان رہتا ہے

قول ہے پیر مغان کا اسی سبب کہیں　　تا ابد نام جوان مرد جوان رہتا ہے

زیست کرتا ہوں میں بسر غربت رہا میں اپنی　　ہر گھڑی وسوسہ سود و زیان رہتا ہے

روے انور پہ بہت زلف ہیں آئی نقاب　　کوئی خورشید چھپا تو سے نہان رہتا ہے

سب کو وہ طفل حسین ہے یوسف ہے عزیز　　اوسکا مشتاق ہر اک پیر و جوان رہتا ہے

رستم زال کے احوال سے ہوتا ہے ثبوت　　نام سے مرد کا دنیا میں نشان رہتا ہے

اک پریزاد کو دیوانی میں ہم مدت سے　　عقل کہتی ہے کہ ہوش کہاں رہتا ہے

رند وارستہ کو کیا قید تعلق سے خطر　　سرو آزاد کو کب خوف خزان رہتا ہے

[illegible]

[illegible]

اوسکے کشتے ہین زندہ جاوید
نیستی اون کی ہمین ہستی ہے

ایک بت نے دیا نہ ہمکو جواب
سب زبانون کی بند بستی ہے

خاکسارون کی ہے یہی معراج
سر بلندی ہماری پستی ہے

کبہی گھات سے ہو گہات مین صیاد
عندلیب آج کل مین پہستی ہے

اس مرقع کی دیکہ تصویرین
کوئی روتی ہو کوئی ہنستی ہے

منزل عشق کی سمجھ رہ ہموار
نہ بلندی ہے یان نہ پستی ہے

حسن دکہلا رہا ہے قدرت حق
بت کو بہی ذوق خود پرستی ہے

جان بہی دیکے لے تو مفت سمجھ
ہر طرح جنس حسن سستی ہے

زلف اوسکی سیاہ ناگن ہے
مار رکہتی ہے جسکو ڈستی ہے

کہلین گی آنکہین نشہ اوتریگا
حسن تکنا و بری یہ مستی ہے

ایسے جینے پہ رند خاک پڑے
موت اس زندگی پہ ہنستی ہے

آستان یار تک اپنی رسائی کیجیے
جبین پہ نشان ہو اور آشنائی کیجیے

شکل آئینہ مصاحب ہوجیے اوس حور کے
شانہ سان گیسوی جانان تک رسائی کیجیے

میری نظرون مین ہین اتنک آپ وہ نازنین
پہیر لیجیے ستم کا پنجہ یا کلائی کیجیے

پاؤن پہیلا کر شب وصل صنم مین سوئیے
بالش سر بہت جانان کی کلائی کیجیے

نالہ و فریاد سے انکی تنگ آئے ہین لوگ
قید ہون یا اب اسیری کی رہائی کیجیے

رنگ اوڑتا نہین ہر دم کدورت سے زیادہ
کیجیے آئینہ دلون سے صفائی کیجیے

عذر جانبین ہو تو عہد کیا ہی صاف کیا
آپ مہندی ہاتھ دست حنائی کیجیے

۱۱۹

[illegible]

سیر و گلگشت تاک کی غذا شہد و قند ہے | خوان کرم حق تیرے ہر اک بہرہ مند ہے
نکلے بہی جان ٹوٹ چکی قصر تن ہمین | کعبے پہ بہی طلسم عناصر مین بند ہے
اوسکی رسائی عرش تلک اسکی مصر تک | یوسف سی میرے یار کا رتبہ بلند ہے
اندیشہ کر نہ دل مین نشیب و فراز کا | ہموارہ راہ عشق مین پست و بلند ہے
ہر عیب ہے اگرچہ بہرا ہو اوسکی ذات | آئینا کہونگا یار مرا خود پسند ہے
شاعر کو بعد کرتے ہین اوسکو سخن کی قدر | خلق جہانکو دیکھا تو مردہ پسند ہے
پیر و جوان فریفتہ اوس طفل کے ہوے | حسن و جمال یار بہی عالم پسند ہے
ہے سیر باغ خلد تصور جمال کا | آنکھین جہان کھلین وہین فردوس بند ہے
رخسار آتشین پہ ہو خال سیہ ہنوز | جلتا نہین جو آگ مین یہ وہ سپند ہے
شیرین لبونکی ہاتھ سی کہائی ہین بسکہ زخم | مجروح نیشکر کی طرح بند بند ہے
شاعر ہوی کہین گے تری زلف و چشم کو | یہ آہو سیہ ہے وہ مشکین کمند ہے

کیا کام نیک و بد سے مجہے مرد رند ہون
کچھ کار گر یہان نہ نصیحت نہ پند ہے

کسدن زبان آت کو حرف دعا نہ تہی | یارب تری جناب مین کب التجا نہ تہی
مرتے تہی یون نہ تشنۂ دیدار آن کر | قاتل گلی تہی آگئی تری کربلا نہ تہی
نالون سی عندلیب کے کیا آگ لگ گئی | لو سی زیادہ گرم چمن کی ہوا نہ تہی
کس شب مین تصور زلف سیہ نہ تہا | کسدن ہماری جان پہ نازل بلا نہ تہی
سکے کو جاتا کسکے لیے نہ تہا شاعر | کس رت مین شہر ہند کی شان چند تہی

۱۲۰

[illegible]

رخصت حسن پہ بھی یار کا بدلا نہ مزاج
نشہ مین قتل جو کرتا ہی گنہگارون کو
بوالہوس سامنا کس منہ سے کریگا میرا
واہ ری بازو سفاک زہی تیزی تیغ

ناز و انداز ابھی ہو رہی دلداری ہے
یہ بھی اوس قاتل بدمست کی ہشیاری ہے
ایسے بیسحرہ تو مردا بھی مرا بھاری ہے
ایک چرکا نہین جو زخم لگا کاری ہے

اسقدر زار کیا ہی تپ غم نے اے رند
جان بھی جو تن لاغر پہ مری بھاری ہے

نسبت ید بیضا کو نہین وزد حنا سے
ٹپکے گا لہو اک برس رنگ حنا سے
اعجاز مسیحا کا ہے وابستہ رفتار
تری بھی فراموش کرے نعرۂ یا ہو
دریوزۂ دیدار حسینون سے کیا کر
ہین بیخبر ارباب جہان موت سے گویا
تکلیف کفن دونگا نہ مین اہل وطن کو
بیماری فرقت سے گذر جاتی ہین یہ لوگ
ڈرتا نہین ہوذی سے جو ہین آپ ہی باہر
عاشق تیرا دنیا سے گیا تشنۂ دیدار
جاتا ہین ترا باغ مبارک تجھے بلبل
زورا تو غزالون نے مری گرد نیائی
شل ہوگئی ہاتھ اپنی زبان گھس گئی لیکن

بہتر ہے جو تیری یار کی ہوسی کر عصا سے
سیچی گئی ہین کیاریان خون شہدا سے
جی اوٹھتی ہین مردے تری گھنگرو کی صدا سے
گلشن مین ہم آواز اگر کھینچین ادا سے
بیکار بنائے نہین آنکھونکی یہ کاسے
بیٹھی ہین الگ رہگذر سیل فنا سے
ہوئیگا مرا سامنا جنگل مین قضا سے
عاشق کوئی مرتا ہی کبھی اپنی قضا سے
کوئی نکانہین دیوانون کو خار کف پا سے
لب تر نہ سکندر کر مری آب بقا سے
سر پھوڑ لگا اپنا تو گلشن کی ہوا سے
وحشت مین ناچار قدم آگی صبا سے
ہرگز نہوا ربط اجابت کو دعا سے

[illegible]

[illegible]

لباس شال و زربفت اہل دولت کو مبارک ہو
غریبوں کی بھی کچھ آئیگی سردی ایک چادر سے

تو اک دن آ کے لپٹا تھا کہیں سے گلبدن ہم سے
چلی آتی ہے بو پھولوں کی اب تک میرے بستر سے

صفت سلک دندان جانان کی میں لکھ رہا تھا
کبھو خالی نہ کلکی چاہیے کرلو آب گوہر سے

سحر تک سکید میں ہچکیاں لیکے رویا ہوں
صراحی سا گلا یاد آ گیا تیرا جو ساغر سے

خیال گوہر مقصود میں جب رو لگتا ہوں
گذر جاتی ہے آ کر موج اشک اکثر مرے سر سے

پیام وصل شیرین لیکے آیا ہے تو اے قاصد
یقین ہے آج خسرو منہ ترا بھر دیگا شکر سے

جو ہوا ہے زندہ وہ رشک چمن عریان مرے آگے
تو ڈھانکوں مرقد بلبل کو میں پھولوں کی چادر سے

جلوہ تیرا اے صنم ہر سو نظر آیا مجھے
جسطرف کو میں نے دیکھا تو نظر آیا مجھے

غور سے جس شے کو دیکھا تو نظر آیا مجھے
تو ہر اک گل میں برنگ بو نظر آیا مجھے

فکر مضمون کمر میں کڑھ میں لیتا رہا
اسپہ بھی تازہ نہ اک پہلو نظر آیا مجھے

یاد میں سلک در دندان کے جب رونے لگا
گوہر غلطان ہر اک آنسو نظر آیا مجھے

بستہ مضمون میان یار کو بندش نہ ہے
سو طرح باندھا جو اک پہلو نظر آیا مجھے

شانے سے ناخن تلک اک نور کی شے تھی فقط
نہ کلائی سو جھی نہ بازو نظر آیا مجھے

وصل کی شب کر دیا حیران مجھ کو حسن نے
صاف آئینے سے وہ پہلو نظر آیا مجھے

کونسا آئینہ رو منہ دھو گیا ہے آن کر
چشم حیران ہر حباب جو نظر آیا مجھے

اور سکو کیسا نا کروں گا اسکی گالی کھاؤں گا
خوب جھڑکے گا جو وہ بد خو نظر آیا مجھے

یہ وہ آنکھیں ہیں جو ہیں نا آشنای روی غیر
آنکھ کھولی جبسے میں نے تو نظر آیا مجھے

کی اسکر کس لطف سے فصل زمستان اسکی سال
گرمیان کہیں جب وہ آتش خو نظر آیا مجھے

ہو نشاں دہ ... کی تجھکو گردن مری جھکی ہی بہیں
ایک بیت ... کی تو عطا دیگا مجھے
دوسرا ... ہے ... تیری کچھ غم نہیں
فی سبیل اللہ ... دیگا مجھے
آپ میں دی ... دولت قارون بھی ہو
دل میں ... گی کیا دیگا مجھے
باغ میں کوئی اگر خاک شفا دیگا مجھے
بیٹھ جاؤنگا ... سر کو میں جلا ... پاس

١٢٢

... سے ... نہیں ... تجھ ... نہیں
[illegible]

جاتے ہین اب وہان کہ جہان سے نہ آئین گے
چلنا ہو جسکو ساتھ ہمارے چلا سے چلے

ق

تڑپونگا خون مین کاٹونگا اپنے گلے کو یار
دکہلاؤنگا تماشا اگر دست یار سے چلے

ان ہندیِ گیسوؤن مین چلا ہون آپکی
تم آگ لینے آئے تہے کیا آئے کیا سے چلے

آباد رکہے حق تمہین اے پادشاہ حسن
عاشق ترے فقیر ترے بینوا سے چلے

ہر وقت جاؤ جاؤ کہا تک نہ کوئی
در سے ترے چلو چلو اور بیوفا سے چلے

مو ہو گئے سفید سیہ کاریون مین زند
کس کام کو تم آئے تہے اور کر کے کیا سے چلے

کشتۂ تیغ تغافل ہے جو دل جیتا ہے
کون زندہ ہے تو اب کس پہ کہ کرتا ہے

اسکو گلدستہ کہون یا قد موزون تیرا
یا یہ مصرع کسی اوستاد کا برجستہ ہے

ہے جو منظور ادہر ہو اب ادہر کی دنیا
اوجڑی جاتی ہے یہ بستی یہ نگر بستا ہے

امتحان عاشق جانباز کا کچھ خوب نہین
زر خالص کو کسوٹی پہ کوئی کستا ہے

نشۂ افیون کا سا ہو جاتا ہے مون ہو بیخود
یاد گیسو مین جو کالا بھی کہین ڈستا ہے

جادۂ راہ عدم ہے تری تلوار کی دہار
مجکو جانا ہے اسی راہ یہ وہ رستا ہے

خواب غفلت مین گذرتا ہے مرا عہد شباب
نوجوانی پہ مری پیر فلک ہنستا ہے

پیچ پر پیچ لگاتا ہے وہ چوٹی کی عبث
ہر کہین بھی کہین جاتا ہے تو کستا ہے

دلکو مین اک نظر لطف پہ ہو دالون گا
مال مفلس کا ہے لیلو تو بہت سستا ہے

مردے جی اوٹھتے ہین پازیب کی جہنکار کے ساتھ
شور محشر تری رفتار ہے وابستا ہے

سنکے اشعار مرے بولا وہ ہو کر حیران
کیا کوئی زند سے یان شاعر دل خستہ ہے

١٢٣

[illegible]

[illegible]

ہم اور وہ آپ کرلیتے ہیں باہم کام ساقی کا — ہم اسکو سے بلاتے ہیں وہ ہمکو سے بلاتا ہے
کدھر لیجائیگا کشتی کو کاشی کو ڈبوئیگا — الٰہی خیر کرنا پھر ترا تلوار کھنچتا ہے
کبھی تاب و تواں اپنی وہ شور ناتوانی ہے — زباں تک آہ آتی ہے نہ نالہ لب تک آتا ہے
ستم کرتا ہے چرخ شعلہ پرور اہل غیرت پر — جو کانوں سے سنتے تھے وہ آنکھوں سے دکھاتا
اکیلا کیا بنا ہوں میں بہت اپنی جانب سے — مثل مہر کوئی ہے اک بلا سے ٹالی جاتا
عداوت سے نہیں کم دوستی اپنا عالم کی — جو میری سر کو سہلاتا ہے بیجا کہا ہے جاتا
سہو ہو جاتی ہیں کیا کیا جو جہت نہ ڈھونڈیا نگو — تو قاتل تیغ کو کس آب شیریں میں بجھاتا
عدم آباد سے آتا لگا ہے ملک ہستی تک — ادھر سے کوئی آتا ہے ادھر سے کوئی جاتا
نہ ہوا آغاز بیزاران تال سکار کو دیکھے — یہ تیلا خاک کا کیوں آسماں سر پر اٹھاتا
فلک رفعت تھے جنکے آستاں پہ سر میں گا نہیں — یہ چرخ بیمروت دربدر کنکو پھراتا ہے
نظر کرتا ہوں گاہے بام پرگہ در کو تکتا ہوں — وہ رشک مہ زمیں آسماں جھکو جھکاتا ہے
اٹھا لونگا اسے اک ذرہ صحرا طلب میں اگر — سمجھ کر ناتواں مجھکو فلک ہر دم دباتا ہے
ترا عاشق ہے وہ [illegible] قابل نظارہ [illegible] — [illegible] تیری انکھیں کیا سناتا ہے
حباب آسا [illegible] اک بحر کی شیشی — وہ میرا گلبدن دریا میں جاکر جب نہاتا ہے

یگانہ زندگی تک ہیں عزیز و اقربا ہی رشتہ
لحد میں [illegible] جب نہ کوئی رشتہ [illegible] ناتا ہے

وہ کرکے گوہر گلگشت چمن [illegible] — گئی جاتی ہیں پھر بوستانی قدموں [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]

[illegible]

اور یہ بہا جو تیری دیوانی سے عالم کو گریز
جا سکے جا سکے اور گرد نہ مین لیتے لیتے
آج دیکھا تجھے مشتاق تہا بہ مدت سے
عاشق زار زمانہ مین نہ نکلا کوئی
پھر ملاقات کا بھی کوئی تو ٹھہرا وقت
جلوۂ یار ہر اک شے مین نظر آتا ہے
عشق پوشیدہ جو تہا فاش کیا ہر اک پر
نور معنی کی طرح ہو جو مشتاق جہاں
مر چکا تہا نہ فرقت سے جلایا آکر
گو ہر کون تہا پانی کا جو سکے والا
جب مین سوتا ہون تو ملاتی ہین ملکو آکر

بہاگئی تہی تو مین پر چہائین پہروائی کی
کٹ گئی بارے مصیبت شب تنہائی کی
دم و م سنتا تہا نہ جی لوم رعنائی کی
دوسرا جیسا تہم ہی تری یکتائی کی
راہ تو نکلو کہین اس سے شناسائی کی
تو نہ دیکھے تو یہ تقصیر ہے بینائی کی
دل بیتاب نے سب لی تری رسوائی کی
نیند ہو جائی تری آنکہ اوسکی تماشائی کی
سچ تو یہ ہو مریوسف نے مسیحائی کی
ابر رحمت نے مری خاک پہ سقائی کی
خدمتین کرتی ہین پریان تری سودائی کی

دل تو مر کے گیا ہجر مین اوسکے ای رند
جیتی ہے ابہی آفت شب تنہائی کی

آب ہر اک رنگ کیسا لائی ہے تیری نور کی
اور یہ تجکو دکہلا دی جو صورت نور کی
آنکہ اس سے جہیدہ ہو گیا اپنی بصیرت
کس قدر تجکو حسین پیدا کیا اللہ نے
رنگ کی بھی کیونکر سے کا ہی میرا خمیر
کہلا آتی ہی دیا عاشق کو بوسہ یار نے

دیدۂ موسی ہو تو دیکھے تجلی طور کی
تیری ایڑی پر کہین تصدق مین جاتی حور کی
بوجہ تو شہائی کی کمر تو جاتی ہی مزدور کی
اور یہ تجہیز کیونکر پال سکے حور کی
تجکو گلشن مین پلائی ہی شراب انگور کی
شام کا وقت آیا اجرت ملگئی مزدور کی

شاں زلف مبارک تھین دیکھ
ولا لگاتا ہے

مجھکو کلی مین ستاروں کا

عشق اور کودیا ہو فلک ستم

لاگی کیا مجکو دوری کا وہ لگاتا ہے

عجی کی آوازی تمہین کار حاصل

قند دو الآخر من یو تو وہ تو مثل مار ہو

عجز میں کوئی کودی لیکن گار رند

پانی پیمے مین قسمت کا لازم

ملاتا ہستی مین ملک عدم سے

ترا شوق لا یا ہی یہان مجکو عدم سے

محبت ہو ازبس میری کیون نہ ہم کو

ازل سے ہے وابستہ اپنے قدم سے

گلا ہین ہمارے بہت زیب دیتی

ستارو سنکے ہو اوڑ کہکشانکے تہے

جو دریا ہے رحمت ترا موج زن ہو

محی عفو کے ہین گنہگار سے بہے

رہے یادگار جہان تا قیامت

١٢٦

[illegible]

عارض سادہ ہوی خط آ گئی باغ و بہار	دو عذار ایسکی ہین دو قطعی خط گلزار کے
دیر سو جاتی ہین کبھی کبھی جو آتے ہین یہ	خاک اڑاتی پھرتی ہین جو یا مکان یار کے
کوچہ دلبر مین ہوا دسکو پتہ آسیب کا	بھکی چلتی ہی پری بھی سایہ دیوار کے
کسلیے کرتا ہے تدبیر بد او اسے مسیح	صورت کی نہین نظر آتی ہین اس بیمار کے
بد مزاجی اس سبب کی کیون او شہا مین بچھ کیا	چاہنے والے ہین کچھ نوکر نہین سرکار کے
دل ہمیشہ سے بہی جو آمرش کا ہی امیدوار	نام ہین قہار اور جبار بہی غفار کے
جوش وحشت مین کبھی کرتا ہون صحرا کا قصد	آنکہین کہلاتی ہین روزن یار کی دیوار کے
کیا بھلا سیر چمن کو جائے وہ نازک مزاج	درد سر ہوتا ہی جسکو عطر سے گلزار کے
گردن شاہد پہ خون ناحق منصور ہے	حق کہوںگا گو ہمیشہ ٹہہرائین قابل دار کے
بوی عطر آئی دماغ جان معطر ہو گیا	زلفین تیری کیا کھلین جیسے کہلے عطار کے
ناتوانی تو لگا ئے ہین ہی لاغر کو پر	سانس کے ہمراہ چلے یار ہین دیدار کے

بیستون پر چلو اب فرہاد سے کہتی ہین رند
منہ چرا ین کرے کیا مالک ہوی کہسار کے

ہونہ مایوس ریاضت کا صلا ملتا ہے	بندگی کرنیسے کہتے ہین خدا ملتا ہے
راہ پر کرتا ہی رہبر کا مسافر سے سلوک	خضر سے گور کی منزل کا پتا ملتا ہے
کسطرح ڈہونڈہ نکالین تجھے جیا تیری	نہ نشان ملتا ہی تیرا نہ پتا ملتا ہے
گل کو نوعی الحجلہ تشا کہت پاسی ہی تری	وہ صفائی تو کہان رنگ ذرا ملتا ہے
جسکو دیکھا تری زلفونکا وہ سودائی ہے	جو سر کسی ملتا ہے جہاں سے بلا ملتا ہے
خاک ہوتا ہی سر بار بھی سے ظالم	آسمان مجکو ستاکر تجھے کیا ملتا ہے

[illegible]

۱۲۷

تجہ بن مری نظر مین یا بدل ہی رنگ باغ
اگلی سی گرمیان نہین حسن و جمال کی

ہر ذرہ شکل مہر درخشان ہی خاک کا
غمزہ عبث ہی جنگ کو ہر وقت کہجیے

ہٹتی ہی برف بند ہوتی ہی گلی کی راہ
مر کر بہی مین رکاب سعادت کی ساتہ ہون

ملتا نہین پتا تری منزل کا خضر کو
کرنا کسی کو قتل یہ مردانگی نہین

ہر گل برنگ برگ خزان دیدہ زرد ہی
تہوڑے ہی دنون سی عشق کا ہنگامہ سرد ہی

یارب یہ کس سوار کی توسن کی گرد ہی
ہے شیب صال کہ روز نبرد ہے

کوچہ مین تیری کہینچا کون آہ سرد ہی
توسن ہی آگے چار قدم میری گرد ہی

برسون گذر گئی ہین یا صحرا نورد ہی
نادان شعار نفس کشی کر جو مرد ہی

آزار کیا ہوا نہین اے ہر ربط عشق مین
آنکہ نہین اشک سرخ ہین اور رنگ زرد ہی

ہم اپنا حال اونکو دکہائی چلے گئے
دم بہر مری تڑپنی کی دیکہی نہ تمنے سیر

کوٹھی پہ وہ جو چہپ گئی تابوت دیکہکر
ابتدا اٹہایا ہاتہ مری فاتحہ سے بہی

آئی تہی آج آنکہ لگی آئینگے اب کبہی
مشتاق اونکی بات کا تہا وقت نزع

بیتاب ہو وہ برق کی مانند اور ہم
برخاستہ ہو کی کہین دل لگی نہین

تہی ہم نشینی جیسے اور اونسی بگڑ چکی
لیکن وہ ہمسے آنکہ چرائی چلے گئے

وہ ہاتہ سینے کے لگائی چلے گئے
ہم بہی کفن مین منہ کو چہپائی چلے گئے

تربت پہ صرف پہول چڑہائی چلے گئے
لو آج پہر بغیر بلائی چلے گئے

بیٹہے نگہ کہڑی کہڑی آئی چلے گئے
آنسو مثال ابر بہائی چلے گئے

بیگانہ وار بزم مین آئی چلے گئے
اپنی طرف سی بات بنائی چلے گئے

تجھسے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم مین
پھر گئی جلسے مردہ مجھے سو بار آکر
چاہتے تم تو ملاقات بہت آسان تھی
آہ کر ساتھ فنا جان کو بھی کر دینا تھا
قتل منظور ہوا تجھکو نہ میرا ورنہ
کونسے دلکو نتھی لاگ تری مژگان سے
آفت ہجر دکھاتا ہی رہا وصل کے بعد

تیرے آگے کوئی ترکیب بطرح دار نتھی
موت بھی اس تن لاغر کی خریدار نتھی
مجھکو مشکل نہی مر جان تمہین شوار نتھی
طاقت ضبط اگر تجھ مین دل زار نتھی
جان دینی تو بہت سہل تھی دشوار نتھی
کسکے سینے سے مرجان یہ سنان پار نتھی
کب یہ عادت تری او چرخ ستمگار نتھی

عمر دو روزہ کٹی بیسروپائی مین رند
جو میسر ہوئی پاپوش تو دستار نتھی

منقار سے ہزار مشقت سے پر کہلے
ہی کوچ اس مقام سے کیونکر کمر کہلے
ممکن نہین ہر ایک یہ راز کر سکے کہلے
خالی نہ جاسے وار سر ہی کا یار کی
افشای راز عشق مین ہین سو عتاب مین
صیاد نے یہ کہکو مری باندہی بال و پر
حسن و جمال یار کا عالم ہوا دو چند
زائل ہوئین فراغون سے بالکل جراتین
ہر بار نام یار کو رٹتا ہون اس طرح
مقبول و مستجاب نہوئی قصہ طلب

یارب نہ یہ خبر مری صیاد پر کہلے
منزل یہ جا کے ٹھہرون تو ساز سفر کہلے
وہ مبتدا نہین ہے کہ جسکی خبر کہلے
سینے یہ روک پیٹہ سے جبتک سپر کہلے
کاٹون زبان اپنی اگر یہ خبر کہلے
مقراض سے کٹین گی اگر انکی پر کہلے
کیا کیا نہ خال و خط رخ محبوب پر کہلے
ہتھیار بند ہے تو ہین اب تو کمر کہلے
جیسے زبان طفل کبھی بات پر کہلے
نیت درست ہو تو دعا کا اثر کہلے

١٢٩

ہم جو کہتے ہیں سراسر ہے غلط
اوٹھ نہیں سکتے شدایدِ ہجر کے
دیکھو تو تشریف تم لاتے ہو روز
ترکِ عشقِ لالہ رویان کر دلا
کفر کیوں بکتے ہو تو بہ کیجیے
کچھ کروںگا میں بھی اب جلد ہی تمہیں عرض
دیدۂ سوزان میں بھی بھر آئیں اشک
کی ہے جیسی بیوفائی آپ نے
ہاتھ پاؤں توڑتا ہوں نزع میں
ہے فقط آنکھوں میں دم باقی رہا
باغ میں اک گل تو نظر آیا گیا
باغبان دشمن ہے گلچیں ہے بلا
وصل کی شب ہو لو دیا او شمع تو
بن چکیں زلفیں بھی سر بھی گندہ چکا
کوہ و صحرا کی بھی وسعت تنگ ہے
دل لیا ہے جان بھی گر درکار ہو
خوفِ رسوائی جو بیداری میں ہو
تکتے تکتے آنکھیں بھی پتھرا گئیں
زور زور سے جسطرح ممکن ہو رند

سب بجا ہے آپ جو فرمائیے
آئیے اب یا مجھے بلوائیے
شب کو بھی اکدن کرم فرمائیے
کسکے کسکے واسطے غم کھائیے
جھوٹی جھوٹی لبِ نہ قسمیں کھائیے
سیپ چکے رہیے منہ نہ اب کھلوائیے
زخم سینے کے اگر دکھلائیے
بالغرض اسکا خدا سے پائیے
مشکل آسان ہو مری جلد آئیے
اپنی صورت آنکر دکھلائیے
خونِ بلبل سے مجھے نہلائیے
آشیانہ باغ سے لیجائیے
اوس سے بنیے اور مجھے رلوائیے
آئینہ آگے سے اب سرکائیے
وحشتِ دل اب کدھر کو جائیے
کیا کروگے یاد لیتے جائیے
خواب میں صورت مجھے دکھلائیے
اپنی پردہ عرفے کا اٹھوائیے
آج چلکر اوسکو گھر لے آئیے

[illegible]

روئیگا کہنہ سالی مین عہد شباب کو	جب ٹوٹ کر نہ نکلینگے دندان نئے نئے
پیتا نہین مہ دست نگارین کے طرح	کرتا ہے زرد نیچہ مرجان نئے نئے
کر سیر چشم مجو سے جو ذوق شعر ہے	مضمون دکہائیگا مرا دیوان نئے نئے
ہنس ہنس کے بار بار نہ کیونکر دکہائین آپ	نام خدا نکالے ہین دندان نئے نئے

دیوانہ قدیم ہون کیا میری قدر رند
پریان نئی نئی ہین سلیمان نئے نئے

زیبا ہین جعد گیسو خمدار کے لیے	ہین پیچ و خم ازل سے مجھ یار کے لیے
تسبیح کے لیے ہے نہ زنار کے لیے	گردن ہے میری خنجر خونخوار کے لیے
منڈلا نہ او ہما تو تن زار کے لیے	یہ مشت استخوان ہین سگ یار کو لیے
تکلیف سیر باغ نہ دو دل گرفتہ ہون	طبع شگفتہ چاہیے گلزار کے لیے
جب معرکے مین عشق کے سینہ سپر کیا	چہرے پہ وار یار کی تلوار کے لیے
پہانسی لگائی گردن عاشق مین پہانسی کی	یہ ہی سزا تھی ایسی گنہگار کے لیے
سوسن کا پہول غیرت نازک سے ہین گیا	بو سی کئی ہوا وس گل خسار کے لیے
جب آفتاب حشر مین مجکو ستائینگے	بہلسونگا تیرے سایہ دیوار کے لیے
وہ رشک گل جو آج گیا سیر باغ کو	آنکہون پہ بلبلون نے قدم یار کو لیے
او موت تو نہ آئی گلا مجھسے رہ گیا	سب آچکے عیادت بیمار کے لیے
تو چاہے بانٹین تو غبار قدم ترا	سرمہ ہے چشم نرگس بیمار کے لیے
نفرت ہوا سے عمر و نسیم اقرار کرو	آخر کچھ انتہا بھی ہے تکرار کے لیے
کب سے کھڑے ہین سیپ ہین تکتے ہین در ترے	جلتے ہین تیرے سایہ دیوار کے لیے

بیست تلخ ان فقیر کا شادی کا گھر ہوا
سب سے عین و میمنت قدم یار سے کرلیے
رو دسے صبح زلف سیہ یاد آئی
کا سے ہوا سے شیر سے جب مار سے کرلیے
اور ترک مست شور قمے مستانہ چال چل
نقش قدم کی حسن سے گلزار سے کرلیے
دکانین بند ہو گئی جلد راستے جدا
نکلو نہ سیر کو مچھ و بازار سے کرلیے
تقصیر وار ہو گئے کا جوہر شوق

۱۳۱

[illegible]

[illegible]

اللہ ری کسادی بازار مصر حسن — یوسف کو ہی تلاش خریدار کے لیے

تیری طرف ہو گبر و مسلماں کی بازگشت — مرجع تو ہی ہر کافر و دیندار کے لیے

قطرے عرق کے ابروے پہ ہیں پونچھ ڈالیے — چھالوں کا ہو نہ عیب یہ تلوار کے لیے

مرتے ہیں لوگ دولت دنیا کے واسطے — کتوں کی طرح لڑتے ہیں مردار کے لیے

روز قیامت آج ہی سمجھو دکھاو شکل — وعدہ کرو نہ حشر کا دیدار کے لیے

جو چاہے آج کرے عمل پر یہ یاد رکھ — اک دن خدا کا بھی ہے گنہگار کے لیے

شیخ کباب بیر بطے کو ہے شتاب — ساقی گزک فرد سے میخوار کے لیے

کرتا ہے نیک و بد کی برابر وہ پرورش — وان ایک مرتبہ ہے گل و خار کے لیے

مجنون عشق کو ہے عبث پند و غلو — ہے حکم شرع مردم ہشیار کے لیے

دوزخ میں ہے سجدہ مجھے جا ہے بہشت میں — یہ اختیار ہے مرد مختار کے لیے

اک ماہ چاردہ کے تصور میں صبح ہو — کیا خوب مشغلہ ہے شب تار کے لیے

اترا کسی طرح سے نہ آسیب کو جو یار — ہیں رنگے فتیلے سایۂ دیوار کے لیے

دولتسرای یار کو رہتا ہوں کر کے یاد — در کے لیے کبھی کبھی دیوار کے لیے

کرتے ہیں پانچ وقت ملک آ کے وان سجود — کیا مرتبہ ہے سنگ در یار کے لیے

اے حاجیان کعبہ تمہیں حج نصیب ہو — ہم جائیں طوف کوچۂ دلدار کے لیے

رہتے ہیں ایسے شاہ نشین میں وہ پری — محتاج ہے جو سایۂ دیوار کے لیے

پشتارہ گناہ نہ باندھ اپنی پیٹھ سے — کھٹکا ہے راستے میں گرانبار کے لیے

اصلا نہیں سن ہے میں تری جائے گفتگو — یوں چھپتے ہیں بہت سے ہیں عیار کے لیے

عاشق ہوں سند یار کا تصویر دار ہیں — جو چاہے حکم دے وہ گنہگار کے لیے

ناز و غمزے سے تو تہا آگاہ
چار دن میں پڑہا دیا کس نے
کس کے صدقے میں مرتبہ پایا
یہ شرف اور بہا دیا کس نے
اوٹہ نہیں سکتا مثل نقش قدم
خاک میں یون ملا دیا کس نے
لوگ کہتے ہیں دل دیا ناحق
چہین کر لے لیا دیا کس نے
گال دکہلا کے آئینے سے صفا
کئے صاحب لیا دیا کس نے
نعمت وصل کی دولت ہو کیون
یون نظر سے گرا دیا کس نے
اشک کیطرح اوٹہ نہیں سکتا
آنکہین چوہین بٹہا دیا کس نے
قبر میں ہوتا تہا میں بیکار
اس نے باتک جلا دیا کس نے
شکل رخ دکہا دیا کس نے

۱۳۲

اثر کچھ کیا آہ نے میری شاید		مکدر جو کل سے وہ آئینہ رو ہے

رولاتا ہے یہ مصرع درد اے رند
جدہر دیکہتا ہون اودہر تو ہی تو ہے

گل کسی شمع رو پہ کہا بیٹہے
دل کو پروانہ سان جلا بیٹہے

مہ کے منہ پر ہوائیان چہوٹین
چاندنی مین اگر وہ آ بیٹہے

تولنا تیغ کا عبث ہر بار
جبہ لگانا ہوا لگا بیٹہے

ہے وہ قسمت نصیب ہو جاون
میرے سر پر اگر ہما بیٹہے

رکہدیا سر کو لیے قاتل پہ
مرتے مرتے بہی ہم جلا بیٹہے

جذبہ دل نے کیا انہین کہینچا
بے بلائے جو پاس آ بیٹہے

راہ الفت مین رکہا بعد قدم
سر سے ہم پہلے ہاتہ اوٹہا بیٹہے

لگ چلا ہے تو پہر نہ رکہو ولا
تیری سید ہی جو وہ سنا بیٹہے

کشتگان وفا شہید ہوے
اب پڑہین آپ مرثیا بیٹہے

خاک ہو کر اگر اوٹہین تو اوٹہین
اٹہو در پر تمہارے آ بیٹہے

نکلے گہر سے طالب دیدار
راستون مین ہین جا بجا بیٹہے

بوسۂ خط طلب جو ہینے کیا
ق خال رخ کو بہی وہ چہپا بیٹہے

مہراب کو ملون یہ ہونے لگی
دولت حسن جب لٹا بیٹہے

سبز رنگت پہ اوس پری کی رند
کیا عجب ہے جو زہر کہا بیٹہے

رخ سے پردہ اوٹہا دیا کسنے		جلوۂ حق دکہا دیا کس نے

[illegible]

دل سینے میں بیتاب ہے جان آگئی ہے لب پر
اب جانکو روکوں کہ دل کو سنبھالے

کیا کہتا ہے پھر یار مجھے قتل کروں گا
لک جان ہے میری اسکو کہ خدا لے

کیا خستگی حال ہے عاشق کی مونہہ دکھلا
توبہ کرو اللہ مصیبت میں پڑے لے

آنکھیں تیری ہیں ہوش ربا ہے تماشہ ہے مرا دل
دوست بیٹھے ہیں گئے اٹھکر کو سنبھالے

آغاز محبت میں ہوا ہے جو کہ بیمار
دل تیرے ہی مجھکو تو پڑی جان کے لالے

جانبر ہو سکے کیونکر نہیں آزاری فرقت
بیمار اسی طرح سے لیٹو ہیں سنبھالے

تاثیر کرے نالہ ترا دل دھڑکنے لگے گا
ہو سکے جو کبھی کان میں عشاق کے نالے

ڈرتا ہوں پلاوے مجھے کیا غش آسکے نہ مجھکو
تلوار کا شوق ہے سر پہ منہ کو پھرالے

مدرا ہیں ان کے تبریان ورقے میں لکھو
زلفین ہیں یعنی سانپ ہیں یہ پیار پالے

رو رو کے جتا رہے ہیں ہری عشق لگا یا
تم آپ چلو مجھکو کیا کسکے حوالے

تیزاب کا شیشہ ہے ہر اک آبلہ پا
جنگل میں لگی آگ جو ہو کبھی چھالے

اوس بت کو اثر ہو کہ نہ اس کا عرض کیا
اونا کہ دل عرش سے چلے تو ہالے

سنتا ہے اسے اوڑھ کر وہ گلبدن اگر
قربان کہو تیرے مری گلی ہے دوشالے

حسب یاد کیا ہے مجھکو او غیرت شمشاد
پھر پھر دیکھیں بیسوء شعی تیغ میں تماشے

اور دل ہیں بت تیر نگہ پر کیا تو نے
اسکے ہی مری زخم جگر تھوہی ہی آلے

خدمت میں مجنوں دشت نوردی بس قیس
عہدہ یہ کسے ہوگا مری بعد حوالے

اک ایک سے بدتر ہے جو مقصود آیا ہے
یا رب یہ چلے چھرا ہیں کن سانپ کو ڈالے

دیندار ہوں عزت مری رکھنا تو الہی
دل پڑ گیا ہے اک بت بے پیر کے پالے

کیونکہ نہ کسو دیوان کی کرتی نہ عاشق
اعجاز ہیں یہ سب علم محبت کے رسالے

۱۳۳

[illegible]

اک قطرہ عیش کا بھی پلایا تہ تر گا		یاران غم سو جب گل آدم بھگو چکے

کو دک فرا جیون پہ جوانونکی دل ندو
اے رند اب لحاظ کرو پیر ہو چکے

نہ انکھیاں کرتی ہے جانی تمہاری		نہیں پاس کوئی نشانی تمہاری
ہوئی رند تو زندگانی تمہاری		یہی ہے اگر نا توانی تمہاری
زیادہ ہوئی یاد جانی تمہاری		غرض قہر ہے مہربانی تمہاری
نہ بھولونگا ہر گز نہ بھولا ہوں اب تک		عنایت کرم مہربانی تمہاری
شبیہ آپ کی کھینچ دیگا یہ مانا		ادا کس طرح کھینچے مانی تمہاری
تباہ و خراب اک جہانکو کیا ہے		خدا کا غضب ہو جوانی تمہاری
وہی کہہ رہا ہوں جو فرماتے ہو تم		مری گفتگو ہے زبانی تمہاری
برابر سمجھتے ہو غیروں کے مجکو		زہے مہربان قدر دانی تمہاری
دل و دیدہ لپکا ہے بیٹھنے کا تمکو		کہاں تک کروں پاسبانی تمہاری
بس اب شکل دکھلا دو بیجا ہے غمزہ		بہت سن چکے لن ترانی تمہاری
عدم کو چلا ہے لیکے داغ محبت		دکھاؤں گا سب کو نشانی تمہاری
کیا امتحان میرا سو مجھ کو ہین		وہی ہے مگر بدگمانی تمہاری
برا گر نہ مانو تو سچ سچ میں کہدوں		تم اچھے بری بدزبانی تمہاری
جگا کر دل زار نے ہجر کی شب		سحر تک کہی ہے کہانی تمہاری
کرم کیجئے آپ سے حضرت عشق		ہے خون جگر میہمانی تمہاری
عشق سے جب روٹھتی ہو	ق	یہی تو بری خو ہے جانی تمہاری

یوسفوں پر کبھی نشو و نما ہے درد
رنگ کہاں ہے خون فرہاد ابھی
بلبلیں ہیں جا ہے ز... کی نہ حسرت باقی
نہ دلم اور ہمرکے ... دو صیاد ابھی
جو یہی غمزہ خون ریز کی سفاکی ہے
تم تلک ... کسی کی نہ فریاد ابھی
آدمی ہوں تو وتا رونگا ادھر شیشہ میں
نہیں تسخیر میں گرچہ پریزاد ابھی
آپ کی ناز میں ... باشد

۱۳۴

[illegible]

دام میں پھنس کے پھڑکنی ہے عبث او بلبل
تنگ کرنا مری جانباز میں تنگ شیریں

بال و پر نوچ کر رکھ دیویگا صیاد ابھی
سر پہ مارونگا اٹھا تیشہ فرہاد ابھی

خوش قدوں کی ہوں بس از مرگ بھی الفت اے زند
خاک سے میری اوگا کرتے ہیں شمشاد ابھی

منہ نہ دکھلانکو عبث حیا کرکے
نہ چھپو صورت آشنا کرکے

صاف کر قلب اتقا کرکے
دیکھ اس آئینے کو صفا کرکے

کیا ملا عرض مدعا کرکے
بات بھی کھوئی التجا کرکے

خاک اوس در کی او مریض عشق
چاٹ جا نیت شفا کرکے

حق اسیری کا تیری او صیاد
جاؤں گا دام دام ادا کرکے

پاس دین کفر میں بھی تھا ملحوظ
بت کو پوجا خدا خدا کرکے

ترک مطلب حصول مطلب ہے
بیٹھ رہ ترک مدعا کرکے

گور میں بھی جگایا زندوں نے
حشر سر پر مرے بپا کرکے

صبحدم انفعال عصیان سے
خود پشیمان ہوا دعا کرکے

تیرا احسان ادا سے شکر کیا
طاعت فرض کو قضا کرکے

پایا شانے نے نام عقدہ کشا
گرہ زلف یار وا کرکے

ہوں وہ طائر اڑاتا ہے صیاد
صدقے سر پر مرے بہا کرکے

شان روح الہی دکھاؤ کبھی
لب معجز نما کو وا کرکے

ہجر میں تھی کسے امید سحر
رات کاٹی خدا خدا کرکے

نہوا غیر رنج خاک حصول
سمجھے او بیوفا وفا کرکے

۱۳۵

الف ... ہندی ... [illegible]

[illegible]

شیریں ... [illegible]

[illegible]

شب ہجر میں اگر تسکین کبھی ہو سکے
بین بین اتنا نہیں کچھ ... [illegible]
پاؤں چلتی ہے بجٹ اکہ پائی ہیر
چند ... ہیں ... بیمار [illegible]
مر گیا ہوں ... [illegible]
کیسے قتل کرتا ہے ... [illegible]
نعل ... کو دو چار ... سوائی ہیں
تیر گر ... [illegible]
اشک چشم سے ... [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

الیسی ... جیتنے [illegible]
حسرت ... زندان گئے
اسی طرح ... بیابان گئے
دشمن دل ... جان ... ایمان گئے
[illegible]
پا ... خاک ... گئے
رہیں ... زلف کو ... پریشان گئے
فصل گل آئی ... زندان گئے
ایک ... گئے
دیکھوں ... گئے
مرے ... گئے
گئے ... ایمان گئے
[illegible] ... گئے

گو جیتے یار ہیں ... مقتول اُٹھا قتل
تشنہ خون ہیں ہر گبر و مسلمان گئے

الفت ... نہ کر ... اب کسی کی
حالت کہوں اپنی بیخودی کی
اوّل اوّل بہلا تیاں ہیں
معروف ہے سینہ کوبی میں دل

دشمن ... سے دوستی کی
دل ... میرے جی کی
آخر آخر بہت ... کی
آئی ... کی

[illegible]

[illegible]

جو حال پوچھے وہ عیسیٰ مرا تو کہہ دینا
نہ منع کر تیرے سے قربان جو مدفن ہونے دی
تڑپ میں ہجر کی شب چوٹ لگ گئی شاید
جگر کی طرح سے باندھا ہے تار اشکوں کا
سحر جو ذکر ہے رخ کا تو شام کاکل کا
رہا کر انکو قفس سے کہ ذبح کر صیاد
عیاں ہے طرز نگہ سے جو راز انکا ہو کیوں
جواب صاف ملے دیکھیے کہ خط کا جواب
نظر پڑا کہیں ہو پردہ رشک ماہ مرا
قفس سے جاؤں چمن تک میں کس طرح صیاد

زیادہ ہے او سوز جگر کئی دن سے
پھرا نہیں میں تیرے گرد سر کئی دن سے
ہوا ہے گلستاں زخم جگر کئی دن سے
ہر اک قطرہ ہے رنگ ابر تر کئی دن سے
یہی وظیفہ ہے شام و سحر کئی دن سے
پھڑک رہے ہیں کبھی ہو بال و پر کئی دن سے
بھری ہوئی ہے تمہاری نظر کئی دن سے
گیا ہوا ہے میرا نامہ بر کئی دن سے
اڑا ہوا ہے جو رنگ قمر کئی دن سے
جواب دے چکے ہیں بال و پر کئی دن سے

پڑا ہوں ساتھ کس کے جو گرد سے کیوں نہ
میں دیکھتا ہوں تمہیں در بدر کئی دن سے

ناز ہے غمزہ ہے یا اعجاز ہے
وہ ہے آئینہ ہے مشق ناز ہے
کیا کروں اظہار سر عشق کا
میں پھڑکتے تو گرفتار قفس
ہجر کی شب تا سحر او رشک ماہ
تو نہ آنا اسکی باتوں میں دلا
حکم ہے چھیڑیں نہ سازندے بھی ساز

سحر ہے افسوں ہے یا انداز ہے
چشم بد دور ادا ہو اور انداز ہے
عاشق و معشوق کا یہ راز ہے
توڑتی پر حسرت پرواز ہے
شکل انجم چشم عاشق باز ہے
چھوٹتا ہے مکار ہو دمساز ہے
کیا مزاج دشمناں ناساز ہے

۱۳۷

بیان پر وہ پڑا کیا جانا ہے
میں نہ کرتا عشق کا افشائے راز
[illegible]

رشک بھی مرگیا افسوس | جان ناکام تن سے تو نہ گئی
سر پٹکتی ہے گو قفس میں ہے | ننگ بلبل ہے گل کی بو نہ گئی
نہ چھپایا مجھے کوچۂ قاتل | مرگیا تو بھی میری خو نہ گئی
آب رنگ گل میں جو تھی وفا جاری | خاک بھی اوڑ کے کو بکو نہ گئی
مرتے دم تک تری تلاش رہی | طالب گور جستجو نہ گئی
ہو نہ جانا کیا میں تا دم مرگ | لب شیریں کی آرزو نہ گئی
مرگیا پر دماغ سے ہے | نکہت زلف مشک بو نہ گئی
تیز رو تو بھی ہے نسیم مگر | مجھسے آگے گل سے تو نہ گئی
اشک بہ نکلے وقت رخصت یار | شکر کرتا ہوں آبرو نہ گئی
سینے تک آکے پھر گئی اوٹھی | نارسا آہ تا گلو نہ گئی
مثل پروانہ جلکے خاک ہوے | پر تری گرمی شعلہ رو نہ گئی
نہ چھٹی مجھے خوے جامہ دری | جیب سے عادت رفو نہ گئی
کب نہ تشنہ رہا گلی میں تری | کب لطف میری چار سو نہ گئی
جب نہ تب اک نہ اک بہانہ کیا | تیری بدعہد حیلہ جو نہ گئی
عمر بھر شعر عاشقانہ کیے | بات سے طرز گفتگو نہ گئی

وہ پری شیشے میں اوتاری زند
جو سلیمان تلک کبھو نہ گئی

قرار دلکو ہوا اضطراب کے بدلے | وہ لطف کرنے لگی اجتناب کے بدلے
طریق یار نے شرم و حجاب کے بدلے | حیا کی پردے میں رخ پہ نقاب کے بدلے

[illegible]

١٣٩

گنہ ثواب سے تبدیل ہونگے مومن کے
صنم سمجھ کے لیے بوسے سنگ اسود کے
اگر جناب سے محتسب کی کسر کا ذرا خدشہ
یہی ہے حال تو صوفی کا حال ہوگا
سپہر سفلہ نے دیکھا نہ حسن معنی کو
مرید پیر مغاں ہوں مری وصیت ہے
میں تھوکنے کا نہیں منہ پہ ساقیا دیدار
معاوضہ نکروں قطرۂ عرق سے تر ہے
میں پیر دیر کو ساقی جواب دونگا
نہ دے سکے مرے اعمال کی مکافاتیں

ملے گی حور ہمیں راحت عذاب کے بدلے
گناہ مجھ سے ہوئے ہیں ثواب کے بدلے
شراب دی ہے شکر شہاب کے بدلے
جو پردے تونے نہ مطرب رباب کے بدلے
کیا ہے مجھے نظر انتخاب کے بدلے
مجھے شراب سے دیں غسل آب کے بدلے
پیوں گا زہر ہلاہل شراب کے بدلے
جو ایک شیشے سے کوئی گلاب کے بدلے
گرو تو سونگی بت رکھ شراب کے بدلے
ہزار بار فرشتے عذاب کے بدلے

سوال مجھ سے نکیرین جب کرینگے رند
ہو الغفور سنیں گے جواب کے بدلے

ساقی کیسی ہیں بسمل میں جو آتے جاتے
خط ادوس عارض رنگیں پہ کیا عرصہ تنگ
کیا چرچا ہوگئی کسی روز مری گھات پہ ہم
آتش شوق پہ کرتے ہیں یہ کار زمیں
آزماتا ہوں محبت میں ہیں ظرف دل کو
شرع میں تھا میں نہیں سے ادا [illegible]
یک یک دل سے مٹے حرف محبت کیونکر

اور جلا دنے جو کا دیا جانے جاتے
خار ہیں صحن گلستاں کو دبانے جاتے
آخر اس راستے سے روز ہم آتے جاتے
اشک گرم اور ہم ہیں آگ لگانے جاتے
درد و غم ہمیں کہاں تک ہیں ستانے جاتے
آخری وقت تو دیدار دکھلاتے جاتے
لالہ رو داغ ترا جاے گا جاتے جاتے

[illegible]

عالم پسند ہو گئی جو بات تیری کی
وہ شوخیان کہان گئین عہد شباب کی

اب دوس مژہ کا دل سے خلش دور ہو گیا
سوز غم فراق کی اب رہی حرارتین

وقت سحر جو اوسکے وہ آغوش سے گیا
جو چال تم چلے وہ زمانہ مین چل گئی

صورت سے کے ساتھ خوبی تمہاری ٹہل گئی
وہ پہانس جو جگر مین چبھی تھی نکل گئی

اولی کیطرح منہ مین بات تک گل گئی
ثابت ہوا کہ روح بدن سے نکل گئی

یاد آ گئی جو جنبش ابروے یار رند
بیساختہ چہری سی کلیجے پہ چل گئی

یارب تجھے بلائی وہ یا آپ آ ملے
جب گل کو رتبہ آگے ترے خار کا ملے

ہرگز نہ رکہ فلک سے عنایت کی چشم داشت
رکہ دیکہو اپنے سامنے سیف کی ہی شبیہ

جیتا ہون اور نہ مرتا ہون جو فراق سے
کنعان سے تا بصر کیا اس تلاش مین

لازم ہے ہر صنم کے لیے کبر اور غرور
مدت سے آشیانہ وہ گل کی خبر نہین

سر پر چڑہا یا طرہ کیا ہر حسین نے
بڑہ جائے ہاتون ہاتہ تبرک کی طرح سے

مرتا ہون ہجر یار مین کیسا تھا کسو کا
ہو بر خلاف جب ترا ہر فعل قول سے

مطلب جو آئین جو ملے مراد عاشق
کیونکر دماغ پھر ترا گلگون قبا ملے

خلعت سمجہ کفن کا اگر جیتے واسطے
کانٹون مین اپنے یا تہ جو صورت ذرا ملے

اب موت آئے یا مجہے عیسیٰ شفا ملے
طفل حسین کہین کوئی یوسف لقا ملے

پھر ہو بت نہین جو نشان خدا ملے
پوچھون جو کیا حال جو باد صبا ملے

کیا طالع رسا تجھے زلف رسا ملے
اور تری ہی جو پاؤن کی تری حنا ملے

وہ درد ہو تجھے کہ نہ جسکی دوا ملے
پھر تجھے خاک دل مرا او بیوفا ملے

میں حیران ہوں ایک کیا ہوا چاہتا ہے

کوئی دن میں شہرہ ہوا چاہتا ہے

ظلم کا ہے قصد اوس گلبدن کا

١٤٠

کوئی دن مین خوننابہ جگر بہے گا | دل اب پک کر پھوڑا ہوا چاہتا ہے

ذرا ضبط کر ضبط آہ و فغان کو
تو کیون رند رسوا ہوا چاہتا ہے

بت کرین آرزو خدائی کی
ہاتھ پہونچے نہ پاون تک اوسکے
یار رستے سے پھر گیا آکر
بحر خون کی ہین مچھلیان پانچون
جو رہین سے ہیوفا سے ہین
موت آجاے قید مین صیاد
لب لعلین کی گر صفت لکھون
تیرے کوچے مین پادشاہون نے
رو دلایا دل سلسل اشک
رونگٹا تک کہین بدن پہ نہین
دیکھے اوس سے تیجے کو گرو اعظا
خاک ہو کر نکالا اوس کا غبار
ہولا جھٹکا سا آپ ہوتا ہے
مرہم ہے یاسمن عذاروں مین
کاسہ زانو کا جام جم ہے مرا
خط کو سندر دیکھ آج اوس گل نے

شان ہے تیری کبریائی کی
طالع بد نے نارسائی کی
بخت برگشتہ نے برائی کی
اونگلیان چہرہ حنائی کی
رسم اوٹھ جائے آشنائی کی
آرزو ہو اگر رہائی کی
شرخ رنگت ہو روشنائی کی
سلطنت چھوڑ کر گدائی کی
سر نہین یار کی کلائی کی
انتہا ہو گئی صفائی کی
قلعی کھل جاے پارسائی کی
او رصورت نہتی صفائی کی
خضر نے کس کی رہنمائی کی
کو رہی گوری تری کلائی کی
سیر کرتا ہون مین خدائی کی
گلشن حسن کی صفائی کی

چہرہ رنگین کیا کر رنگ گل کو کاستہ
اپنی تصویر اور مری اک صفحہ پر کھینچا ہے

لا سکے طوفان جو چشموں سے تیرا اشک کا
نقش دریا سے کہیں بہتر ہے سب ان سپاہ

کیا تکلف ہے اگر شمع کا گل کر دے گن
اور لب لعلین پہ قربان کبھی یاقوت کے

سر پہ لیجا انہیں مجھ کو اٹھا کر رنج خاک
گر اثر باقی رہے سرگشتگی کا بعد مرگ

ولولہ جوش جنون کا گر ایسا ہو کہلا
اس عہد سے میں اصلاح جو سر ایسی ہے

وصل میں تا چند شیوہ رہی پابند حیا

دل اقدام نقاب سے ان گلگون کیجیے
آپ لیلی بنو اور بندہ کو مجنون کیجیے

تو بظرف کیجیے خون جو مسکون کیجیے
کیجیے ... افسون کیجیے

گرد تیغ کیا ... ہامون کیجیے
صدقہ اوس ... سلک مکنون کیجیے

جمع کر کے دل کو کیا شامل تارون کیجیے
گنبد مدفن کو گردان مثل گردون کیجیے

ہوش میں ان سر پر افلاطون کیجیے
چشم عبرت گر ... فریدون کیجیے

شوق سے جدا ... پاوں بیرون کیجیے

ہندی ہم گرچہ شاگردان آتش ہیں مگر بلند
شعر کو ہوش اوس نے پیدا وہ مضمون کیجیے

چھپتی او مہوش کو وہ ... ہے
سرخ ہو جا ... زعفرانی چاہیے

موہو سر گر رنگین ... گرانی چاہیے
رو کو ... ہے

شکستہ ...
گر رہی ... ضبط نالہ ... گرم ہے

چاند ... آسمانی چاہیے
رنگ ... ارغوانی چاہیے

اب دکھا ... ناتوانی چاہیے
... زندگانی چاہیے

... سامانی چاہیے
... بے نشانی چاہیے

نفس ... زندگانی چاہیے
... عزت کی ... ہے
... چاہیے

١٤٣

فرد ہی تمثیل میں کیا ہو تو اہو رشک حور
وہ بھی معشوق ہو آغوشی میں جو شمل کمان

پاون پہ سر آرہی جھک کر تو فرصت سے
جان جان آتا رہی سینہ ترا انعام ہو

دانت کھٹے اہل عالم کر ترش رولی کرے
جس جہ انسان میں نہ نکلا تیر آنا ہی چاہیے

پیر کردی طفل کر تیری جوانی چاہیے
بار لاغر کو نہان ناتوانی چاہیے

شوخ ہو طفلی سے بھی جس وجوانی چاہیے
مونہہ چھوا آتی شیرین بانی چاہیے

بار بار اپنے پسینے میں نہاتا ہے وہ رند
تیغ ابرو کا کڑا ہو جاسے پانی چاہیے

مد نظر جو اک بت بالا بلند ہے
لوٹا سلسلے بیت نہ آننا بلند ہے

گو خاکسار خلق میں رتبا بلند ہے
کیا بیت فطرتون کی رسائی ہو تم تلک

یارب تو یار کعبہ ہیرا بحق نوح
کیا آشیانہ پھونک دیا باغبان نے

دن رات آہ میں کھینچتا ہوں جس کی یاد میں
تری نجت بھی وہی روٹھ کو باپ لے

نرگس کے پھول آنکھیں میں لیے جو ہیں شیان
جلتا ہوں سوز عشق سے خاموش مثل شمع

گریان شوسوار کہ ہوئی نیزہ بازیان
بالاٹ جگر چیر انگشت میں رہے

ہر چند آہ صورت طوبا بلند ہے
کچھ شاخ گل سہی وہ قد رعنا بلند ہے

سنید ہمین خاندان ہمارا بلند ہے
واقف ہوں میں دماغ تمہارا بلند ہے

دل سے بھی آب موجہ دریا بلند ہے
جو دو دو آہ بلبل شیدا بلند ہے

قامت کشیدہ اک بت بالا بلند ہے
شمشاد سی تری وہ سراپا بلند ہے

گل سا وہی شاخ نرگس شہلا بلند ہے
ہے میری لب آہ تہ و بالا بلند ہے

با فسون غبار دامن صحرا بلند ہے
اک شعلہ جان بخش مسیحا بلند ہے

١٤٤

خیال آگیا رخ کا تصور خط مین
کیا ہے عشق تو میرا اوٹھا ہی ایذا کو لینا
شب وصال مین کین بہر احسان مرے
فرضیہ کسی چاہ ذقن کا مین مرگ
اسی انتظار ہے جیتے جاون کاش آجائے

کل بہشت ملا مجھکو خدا سے کے بدلے
غم فراق تو لو وصل یار کے بدلے
لڑا سیان رہین بوس و کنار کے بدلے
کو زمین مین لاش کو رکھنا مزار کے بدلے
پیام مرگ ہی مکتوب یار کے بدلے

بہر ایا خیر دون ہوا ہم طفل شوخ ترا سے رشد
لڑا پیادون سے اک نے سوار کے بدلے

اوٹھا ہے پردہ صد اک نقاب باقی ہے
ہوا ہے سہرے تجھے الفت کا وصلا اور ل
چھٹا نہین ابھی ہر رشتہ عشق کا کل کا
ہزار شکر جھٹے قیل و قال دنیا سے
ابھی خیال نہ چھوڑ ونگا عشق بازی کا
پلا دے بادہ کشونکو اوٹھا کے ساقی
حلال کر کے وہ کہتا ہے اپنے بسمل سے
جو تمکو آنا ہے جلد آو دیکھ لون صورت
وہ بادہ نوش ہون ساقی بجاونگا جب تک
ابھی تو خوب سے تیز ہین میکدہ سحاب

ابھی مزاج مین کچھ کچھ حجاب باقی ہے
کوئی ستم ابھی خانہ خراب باقی ہے
ہنوز سلسلہ پیچ و تاب باقی ہے
فقط لحد کا سوال و جواب باقی ہے
ابھی مین لعل جبتک شباب باقی ہے
صراحی مین کہین ساغر شراب باقی ہے
شراب لا او اگر اضطراب باقی ہے
فقط دم آنکھ مین مثل حباب باقی ہے
کہا سبو یہ خم مین شراب باقی ہے
چھٹے جام صراحی شراب باقی ہے

وصال یار ہوگیا لیکن بے تکلفی سے رشد
مجھے لحاظ ہے اوسکو حجاب باقی ہے

۱۴۴

١٤٥

الفت ہی تیری کو جو کی تھی سو روح کو
جیتا رہا میں ہجر میں جانکی ہر جا
یاد آتی ہیں سیکڑوں مجھے گور ہی گور گال
اس بوریاے فقر کی توقیر دیکھنا
وہ دن کبھو کہ جان نکلتی تھی آپ پر

مرجاؤں میں نہ تو گا رہو قاتل نہیں مجھے
اور موت تو نزا دسی کیا شرمگین مجھے
کانٹوں نہیں کھینچتی ہیں گل یاسمین مجھے
جھک کر سلام کرتی ہیں مسند نشین مجھے
اب کیا گھمنڈ کرتی ہو پروا نہیں مجھے

میں روسیاہ حشر کو ہوں زمرۂ روسپید
دکھلاے نور ماہ یہ داغ جبین سے مجھے

مطلب ہے کیا جو کرتے ہو پیچ مطلب مجھے
جھنجلا کو وہ پکارتی ہیں جب تب مجھے
کھنتی ہے تھا عشق نہیں عجب اپنی اب مجھے
دریا ہو جیو نہیں مضطراب سے مجھے
کیونکر جیا میں آج تک اوسکی فراق میں
پھیر نگاہ قہر ہو غیرو نپہ چشم لطف
تم فرش گل پہ چین سے سوتی ہو صبح تک
دنیا میں شیشے کا ٹھکانا نہیں رہا
کیا کھینچی چشم لطف کی ظالم ہو خشید پشت
ملواتیں گریہ مہر و شمن سے جان کے
حد ادب سے بڑھ چل اوشوق وصل یار
امکان کیا جو الفت گیسو رخ سے چھٹے

کھلتا نہیں بلائی کا اونکی سبب مجھے
آ زندگی کا کچھ نہیں کھلتا سبب مجھے
تمکو غرض نہیں ہے تو پروا ہی کب مجھے
تب کیا ہوا تھا تمکو محبت تھی جب مجھے
ہے اپنی زندگی کا نہایت عجب مجھے
ہے مہربانیوں سے تمہاری عجب مجھے
اختر شماریوں میں گذرتی ہے شب مجھے
قہر خدا ہوا ہے تمہارا غضب سے مجھے
بھولی نہیں ابھی وہ نگاہ غضب مجھے
پھر دست در غلاتی ہیں سیکڑوں سب مجھے
گستاخ کر نہ اسقدر او بے ادب مجھے
دیدے کوئی جو حاصل حسن طلب مجھے

[illegible]

نشست پر بھی جو بساط اپنی سو وہ نذر کیجو
ہم ترے در پہ سے صیاد ستمگر چھوٹے

چاندنی دیکھنے یار آئے جو مہتابی پر
شنہ یہ تیری سبھی ہوائی سے انور چھوٹے

جوشش گریہ سے بحر میں یکہیں تا خیبد
کس تکلف سے یہ ابر کی چادر چھوٹے

زلف خمدار سے دل چھوٹ کے بہاگا ہے طور
جسطرح دام سے صحرائی کبوتر چھوٹے

صبح سے تار رگ جان ہے سبھو او ساقی
نبضیں چھٹ جائیں گر ہاتہ سے ساغر چھوٹے

غیر کو ہاتہ سے لگوائی ہے مہندی اُن نے
اشکو فوارہ نہ بن جائی ترہ تر چھوٹے

عمر بھر اپنی رہائی نہ ہلی الفت سے نہیں
دیکھنا ایکدن اس قید سے مر کر چھوٹے

پہلے دہیان آیا نہ کچھ عاقبت اندیشی کا
دل پھنسا بیٹھے ہیں اب کیسی کیونکر چھوٹے

دل لگا بیٹھے ہیں اوس قاتل خونخوار سے ہم
ہاتہ سے جسکے نہ دم بہر کبھی خنجر چھوٹے

کوئی جانباز ایسا ہی آئے جو بلون ہے تجھے
سال بہر ہوگیا اسی ماہ منور چھوٹے

ربط کچھ عاشق و معشوقہ فلک سہانی ہیں او نے
روبرو رہتے ہیں جوڑے سے کبوتر چھوٹے

جسم سے جان چھٹے ہے یہ گوارا اسے رند
پر خیال رخ دلدار نہ دم بہر چھوٹے

دام سے نکلے کہ ہیں صیاد ستمگر چھوٹے
دخل کیا باغ میں بلبل کا جو اک پر چھوٹے

یوں لگا لاتی ہے وہ آنکہ دل عاشق کو
جسطرح سے کوئی تک سے نکلے کبوتر چھوٹے

ہے وہی جوش جنون گو کہ گئی فصل بہار
دست اطفال سے اب تک نہیں پتھر چھوٹے

طوق زنجیر کا غل اب نہیں زندانو میں
قیدی خیرات میں اسسال مقرر چھوٹے

دام الفت سے رہائی کا کہیں کیا احوال
کسطرح نکلی ہم اس قید سے کیونکر چھوٹے

تیری الفت میں ہیں ہم سب سے تماشا تک
اقربا چھوڑ گئے ہم سے جان برادر چھوٹے

[illegible]

[illegible]

کیا اگلی دنیا میں بھی پیچ جلینگے ای رند
دشمن ہر فی النار سقر کیوں نہیں جاتی

واہ کیا شکل ہی ہر بت کی شباہت کیسی
دیکھی بھی نہیں تم چشم عنایت کیسی
کون عاشق ہی ترا یار محبت کیسی
ہڈیاں میری جلتی ہیں یوہین اوڑ تی ہیں
رکھ چکا ہوں میں گلا اپنا چھری کے نیچے
اسے دشمن جانی وہ ہو لے میرا
ٹال جاتی ہو جو تم میں بھی طرح دیتا تھا
اس کے پانی نہیں پی سکتا ہوں کھانا کیسا
کیوں نہوں مستحق لطف و سزاوار کرم
تم جو تیرے کھڑے لیکا روسر محفل مجکو
نسا گئی جسکی تمنا میں ہزاروں سے فقیر
نہ ہی ضدی ہیں اے جانا دیکھو ادھر آؤ

آپ تو کیسا ہی صانع تری صنعت کیسی
پیار کیسا ہی مری جان یہ الفت کیسی
اب تو یہ یاد نہیں تھی تری صورت کیسی
آج پہر کی ہی تپ ہجر کی شدت کیسی
سانس لینے کی بھی مہلت نہیں فرصت کیسی
بغض تھا ہی او بت کو عداوت کیسی
درگذر اب نہیں کرتی تو مروت کیسی
سلب کی عارضہ ہجر نے طاقت کیسی
کی ہی سرکار میں بندی نے رفاقت کیسی
فخر ہو جای مری واسطے ذلت کیسی
کھینچی تصویر یہ ای صانع قدرت کیسی
دیکھو درگاہ میں ہوتی ہی زیارت کیسی

سمجھے نا گی تو کبھی وہ شہ خوبی اسے رند
جان تک دیدوں وہی حشمت و دولت کیسی

تک آیا ہوں میں جور کی بیداد گری سے
قاصد تو جواب ایک مری خط کا نہ لایا
بیمار نگاہی ہم میں اگر میں تو عجب کیا

اودھر بھاؤ نگاہ اب الکو کسی بیدی سے
درگذرا میں باز آیا تری نامہ بری سے
بد تر ہے مرا حال چراغ سحری سے

۱۴۷

پہر ہوسے صبح کی آثار خدا خیر کرے
پہر اوسی طور سے اوڑتی ہی گرد پہ عشاق
پہر ہنڈی شہر میں تلوار خدا خیر کرے
دیکہون کس کس کی قضا کہیل رہی ہی سر پر
آج صیاد کو ہی نور نظر آتے ہیں پری
جی کی مرغان گرفتار خدا خیر کرے
گل نسرین و سمن پہ ہوی اودہ ہی چہائی

۱۴۸

رہا ہون میں صفیر عندلیب ہی میں یہ بون | نکر تو صحبت بحسبی بلبل گلزار جانی دے
دلا ہوی لب شیرین کے تیرے واسطے سم ہی | یہ بد پرہیز یان خنبدی تو او بیمار جانی دے
برس کر تیغہ ابر اچشم طوفان کو رولی ہی | بدہ آنکہون کو خشنے ابر گہر بار جانی دے
ترا ہی بیکسیان عشق پہ ظلم و ستم کرنا | نکر یہ عاشقین حسن غریب آزار جانی دے
قسم ہی تجہکو اے سست و جنون سودے کا کل کی | جو اک تار گریبان تک ہے ابیکار جانی دے
وہ نہی زہد پہ نازان ہی میں لیسلی کی ہی یہ | نہ سمجی مجہسے واعظ کہتدیہ تکرار جانی دے
ترے تجہ راہ حسن اتو نیزار دن تو ملازم ہی | تمنحوار قدیمی کو پس اب سرکار جانی دے
بہلا کیا فائدہ کہولون میں تجکو دفتر کو | یہ ہی بیم ہی اسکو کو تمکو ای یار جانی دے
سلگتی ہی پنا سینہ عشق سی جگر نہیں ہی | نکما ان ہہون کو منع آتشخوار جانی دے
بینی کا عشر کردن مظلمی ہی خیر ناحق کے | ہمارے قتل سے بازآ تو او خونخوار جانی دے
تگہبان کبرگی سوت اگر ہی زندگی باقی | نکر تشرمندہ عیسی کو دل بیمار جانی دے
شان ترے یہ باشنزل مقصود پر پہنچون | جو راہ راست پہ چرخ کجرفتار جانی دے
لگا و شیر ہی ملا ہزار ابولیسی مجکو نفرت ہی | نکر یہ جا پلوسی مجہسے او عیار جانی دے

نہ لی جنس محبت دیکہ دل بازار الفت مین
یہ سودا ہیچ دیگار زند یہ بسیار جانی دے

نظر آتا ہے وہ بیزار خدا خیر کرے | پہر گئی پہر نظر یار خدا خیر کرے
پہر کسی بت کی محبت نے بنایا کافر | پہر ہینے ہیں زنار خدا خیر کرے
ٹوپی پہر گوشہ ابرو سی ہٹائی او سنے | پہر کہنچی میان سے تلوار خدا خیر کرے
ٹیس پہر اوٹہنی لگی پہر آسے او دکہ تو گہبرا | پہر کراہا دل بیمار خدا خیر کرے

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

متفرقات

تیری سوا اشنا ہی نہیں اس صفات کا
مضمون آبدار کیسے یک قلم رستم
تسبیح تیرے نام کی ورد زبان رہی

تھا شریک کوئی نہیں تیری ذات کا
پھر پھر دیا ہی موتیوں سے منہ دوات کا
ثابت ہے جبتلک کہ یہ رشتہ حیات کا

ولہ

عدم کی سیر کی دنیا میں آکر اک جہان دیکھا
خدا شاہد ہوا وہ بت بھی سجا یاد نہ کہیا نہ وہاں دیکھا

ولہ

مٹ جای دعدغہ کہیں روز حساب کا
منہ اسطرف کو پھر بھی جلگی آفتاب کا

ولہ

دیکھکر افتادگی سب نے عزیز دل کیا
اہل ایمان کی نہو بعد فنا مٹی خراب

خاک ہوکر مرتبہ اکسیر کا حاصل کیا
کب کسی نے مردہ مومن کو گل دگل کیا

ولہ

کیا مذکور اوسکے سامنے جنبش کا کل کا
سہلا یا منطقی کو مسئلہ دور و تسلسل کا

ولہ

اک پری پیکر کا پہر دیوانہ و شیدا کیا
پوچھی کیا ہوش سے فرقت میں تعجب کیا کیا

پھر غضب میں مجکو ڈالا ہائے دل نے کیا کیا
رات پھر ملکا کیا میں ایڑیاں گڑا کیا

ولہ

یہاں سے بلبل شیدا تو آشیانہ اوٹھا
چمن سے تیری مقدر کا آب و دانہ اوٹھا

ولہ

[illegible]

ولہ

رنگ بلبل تصویر [illegible] ہوں بو نہ گا

۱۴۹

ولہ

جل گیا خاک ہوا گم ہوا آخر میں نہ رہا
فوق ترا بھی وہ برق شرر افگن نہ رہا
[illegible]
شکر کر شکر کہ اندیشۂ رہزن نہ رہا

ولہ

کون ہے بعد فنا ہوگا سے غم اپنا
ابھی ہم زندہ ہیں کرلیتے ہیں ماتم اپنا

ولہ

قاتل نے کیا قتل [illegible] جلاد نے مارا
کام آزار نے [illegible] صیاد نے مارا

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

آج اوس گل کو ہمکنار کیا	خوب لپٹا بہت سا پیار کیا

ولہ

دم بدم آپ یہ کس طرح سے عالم اپنا	آئینے میں تو ذرا دیکھیے عالم اپنا

ولہ

زعفران سا یہ رند جہاں سے گذر گیا	اچھا ہوا عذاب کٹا درد سر گیا

ولہ

[illegible]	[illegible] نکلا
اب بھی آجاؤ جو صورت تمہیں دکھلانی ہو	دم کوئی دم کو مرا ورنہ مری جان نکلا

ولہ

دل مبتلائے گیسوئے خمدار ہو گیا	یا رب میں کس بلا میں گرفتار ہو گیا
دن کا فراق یار میں آزار ہو گیا	عیسی سے اپنے چھٹکے میں بیمار ہو گیا
رو یا جو پھوٹ پھوٹ کے شوق جمال میں	اندھا تمہارا طالب دیدار ہو گیا
مر مر کے جیتے تھے مرض عشق سے بچے	کیوں رند پھر تمہیں سے آزار ہو گیا

ولہ

بتایا کون سا مکاں میں تو لامکاں پہونچا	تری تلاش میں بھی کہاں کہاں پہونچا

ولہ

کچھ زیادہ ہے قلق اور بیقراری کل سے آج	او مسیحا خیر ہے حالت ہماری کل سے آج

ولہ

ہو گیا نظارۂ گل میں مرا نقصان صبح	کھینچکر سیار آہ بلبل نے مرا دامان صبح

ولہ

دوستی بات سے مجھے نہ تم سے بیر
رنجہ کیا کاوش کی مجھے اہل دیر
بیٹھے بٹھائے [illegible] کبھی
سیکھے شہر خموشاں کی بھی سیر
وہ نہیں آتا تو موت آئے کہیں
زیست بد تر ہے مرگ سے ہے اوس بغیر
[illegible]
اپنے ... میں سدا ہو ذکر خیر

۱۵۰

پھرتی ہے بادہ خوارون کو ہوائے سیر باغ	تو بھی آمادہ ہو مشتاق ہوائے سیر باغ
تدریج سے ہر گل کا کاشنا منظور رہتا	اب کھلا ہو رشک گلشن ہے ہوائے سیر باغ

ولہ

نہ زبان اپنی سوال سے واقف	جبین نہ عرق انفعال سے واقف
خدا کرے نہ تمہین میرے حال سے واقف	نہ ہو مزاج مبارک ملال سے واقف

ولہ

قاصد تجھے نہ یاد رہیگا پیام شوق	خط دے کے کہیو اوس سے زبانی سلام شوق

ولہ

دلکو لیتا ہے محبوب جہان ایک ایک	دل ہی رہتا ہے مجھے آفت جان ایک نیا ایک

ولہ

پیدا ہوا آئینے مین بھی ہوتی صفائے دل	سینے مین اپنے رکھتا سکندر ہے جائے دل

ولہ

کبھو کرتے ہو جو لوگونکی خاطر داریان	خوش نہین آتی ہین اپنے بیگانے کی دلداریان

ولہ

بغیر یار کے لذت ہی وہ کباب نہین	پیالہ زہر کا ہے ساغر شراب نہین
رہ عشق کونسا ہے جو کہ انتخاب نہین	کمر کا مثل دہن کا ترے جواب نہین
زمانہ پھر گیا تیری نظر کے پھرتے ہی	غضب ہے آنکھ کا کافر ترا عتاب نہین
کھڑا ہو بام پہ پردہ نہ کر تو عاشق سے	کلیم سے صنم اللہ کو حجاب نہین
خدا کا قہر ہی نازل ہوا ہے بندون پر	مرا دبیر یہ ترا عالم شباب نہین

فقیر لوگ سخی کو سوال کرتے ہین

ولہ

دل سلامت ہو اگر اپنا تو دلبر سیکڑون

اک رگ جان ہماری اور نشتر سیکڑون

جلوہ نور تو موسی کی طرح دیکھ چکا
ابھی اس بت کی ضد نظارہ انکار کرو

ولہ

یوں محبت کرو [illegible] بیگانہ نہ ہو
[illegible] عشق ہر محفل کا افسانہ نہ ہو

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

ابھی وحشت میں جو ہو کر گریبان توڑوں | تو گھر میں زنجیر اور ساتھ میں زندان توڑوں
لب یاقوت سے تیرا لعل بدخشان توڑوں | دست رنگین سے ترے پنجۂ مرجان توڑوں
کعبہ و دین بت خانے کو کیوں ایسے مسجد ڈھاؤں | مجھ کو کیا ہے جو دل گبر و مسلمان توڑوں
اپنے محسن کو نہ احسان فراموش کروں | وہ نہیں ہوں کہ نمک کھا کے نمکدان توڑوں

ولہ

اب عشق کا [illegible] رہے | جیتا ہوں تو دل کی کیا ارمان نکالوں

ولہ

رنج کو یہ رسیدہ عبث آہ لقا کرتے ہیں | اچھی صورت کو چھپا تو ہیں برا کرتے ہیں

ولہ

بہار آئی جوانان چمن کیا کیا اکڑتے ہیں | چمن شفاف ہوتے ہیں خس و خاشاک جھڑتے ہیں
رواج بادہ خواری سے تقدس دور ہوتا ہے | سر بازار تسبیح سب کا زہد پر گرتے ہیں

ولہ

ہوا ہوں قتل کر در پہ ستمگر دیکھتے جاؤ | گلے پر میرے چلتا ہے خنجر دیکھتے جاؤ

ولہ

کبھی وہاں سے صورت دکھاتی نہیں ہو | سبب کیا ہے جو تشریف لاتی نہیں ہو

ولہ

ہو سکے بیزار عبث گھر کو نہ جاؤ آؤ | تھوڑی سی رنج کو آشنا نہ بڑھاؤ آؤ
دل نہیں دیتا میں اس بات پہ آزردہ ہو | روٹھ جاتے ہو اسی بات پہ آؤ آؤ

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ
[illegible]

مشق کر مشق کہ تا لطف سخن پیدا ہو
خود بخود شعر میں بیساختہ پن پیدا ہو

ولہ

پڑے ہیں بیچ میں سیو سر بسر باندھ
ذرا تو کھینچکر قاتل کمر باندھ
قفس میں جی نہ لگے گو دیوے صیاد
پھر بھی پھڑکوں تو میرے بال و پر باندھ
نمک تھوڑا چھڑک دے پھر مزا دیکھ
نہ ٹانکے دے نہ پٹی زخم پر باندھ

ولہ

نکلی جان تن سے سفر کی خبر کے ساتھ
اپنا بھی کوچ ہوگا تمہارے سفر کے ساتھ
سویا نہ صبح تک رخ انور کی یاد میں
آنکھیں تمام رات لڑائیں قمر کے ساتھ
کیا دون خبر میں ہمیدان بے عیب کا
معدوم ہو رہیں بھی تمہارا اگر کے ساتھ

ولہ

بھی زندگی سے تو مرتے رہینگے
سدا دن مصیبت کے بھرتے رہینگے

ولہ

فرقت میں تری عمر تلف کی نہیں جاتی
او جان جہان جان تو یون دی نہیں جاتی

ولہ

پابندی مرغ جان تنہا نہ قفس کا ہے
پھندا بھی تو گردن میں اک تار نفس کا ہے

ولہ

جان گھبر کیا واردات اتنی سی ہے
وہ بولتو نہیں کچھ منہ سے بات اتنی ہی

ولہ

بابا چراہ دہب کا خریدار بک گئے
ہم مفت تیری راہ جفا کار بک گئے

۱۵۳

ولہ
عمر کی جانب ہوئی اب مہربانی آپ کی
اس لیے تھوڑی زندگی دی ہیں نشانی آپ کی

ولہ
چودھویں رات جو تو رو کے مقابل ہوگا
چاندنی پیلی پڑے ماہ اپنا نہ قابل ہوگا

ولہ
کچھ نقطہ پنہ سے میں شہرت نہیں جانی تری
[illegible]

ولہ
[illegible]

[illegible] ولہ [illegible]

کسکو نسبت دیجیے اوسکے رخ پرنور سے	خوبتر پایا پری سے اوسکو بہتر حور سے
ہر شب مہتاب میں سامان عشرت ہے نصیب	بادۂ گلرنگ سے چھلکے ساغر بلور سے
تیشہ رانی کا نہ پایا مزد کچھ شیرین سے	کوہکن بھی کم نہیں بیگار کے مزدور سے
غیر نے کیا کیا اوٹھائی ضبط لیکن یار سے	ہیں ملاقاتیں اوسی معمول پر دستور سے
بعد مردن گلشن جنت جہنم ہو گیا	پھر گئی آنکھوں میں صورت تیری شکل حور سے
وجہ جسبیت سمجھ اسکو جلا کر شیخ جی	وجد میں آتی ہیں آواز خر طنبور سے

ولہ

وصل کی شب ہے میں لیتو قاضی حاجات سے	حشر کی روز تلک صبح نہ ہو رات رہے
ترک ہو جاوے اب مجھ سے کہ ملاقات رہے	دم نکل جاوے بلا سے یہ مری بات رہے
قصد کرتا نہ بہت ربط بڑھانے کا ولا	مغتنم جان جو اتنی ہی ملاقات رہے

ولہ

خدا کیواسطے ملیے کسی قرینے سے	میں خاک چھان رہا ہوں کئی مہینے سے
وہ باہر نہیں ملتا کئی مہینے سے	الٰہی موت ہی گذرا میں ایسے جینے سے

ولہ

آئے تھے نہ عیادت کو بھی بیمار کی اپنے	لی خوب خبر تم نے گرفتار کی اپنے

ولہ

طبیعت اوسکی عشق مجھی بیزار پھری	نیاز مند سے ناحق نگاہ ناز پھری

ولہ

جان بلب ہے اور دل بیمار کسکے واسطے	نکلی جاتی ہے یہ جان زار کسکے واسطے

[illegible]
دل تو کیا ہم تو اپنی جان تک قربان کی

ولہ

اوس بیوفا کو مجھسے الفت نہیں رہی
الفت تو درکنار مروت نہیں رہی
آئینہ اوسکا ٹوٹ گیا ہم کو یاد ہے
اب کوئی منہ دکھانیکی صورت نہیں رہی

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

ہاتھ آتی ہی نہ محسوس نظر ہوتی ہے
کسی انسان کی ایسی ہی کمر ہوتی ہے

آج رخصت جو مری کوچۂ دلبر سی ہے
در و دیوار پہ حسرت کی نظر ہوتی ہے

ولہ

چھری کس لطافت سے پھیری گلے پر اپنے بسمل کے
جو لیتی ہی تمنا مرا تو چوم لیتا ہاتھ قاتل کے

دکھاؤنگا اگر میں زور اپنی وحشت دل کے
تو چوڑی کیطرح توڑونگا حلقوں کو سلاسل کے

گریبان چاک کر ڈالا کبھی ٹکڑے سلاسل کے
جنون تیری بدولت خوب نکلی حوصلے دل کے

مر جائیگا قیس ار لیلی تیرے ناقہ سے
نشان گرد لپٹا جائیگا ساتھی سی محمل کے

جنون کے بعد مجنون مجکو سمجھا بیابان کو
روانہ ہوتا ہی جاں بھی پیچھے بعد محامل کے

کشش گرداب کی شاید تہ دریا دکھائیگی
مری کشتی بھی الٹی ہو پہنچکر پاس ساحل کے

ولہ

لالہ ساں اب چلکے سیر کوہ و صحرا کیجیے
تا کجا داغ جنون کو دلمیں اچھا کیجیے

گلشن حسن و لطافت کا نظارا کیجیے
زور پر ہو بہلا ہی اور اوسکو دیکھا کیجیے

راز پنہان محبت کو اب افشا کیجیے
خود بھی رسوا ہو جئے مجکو بھی رسوا کیجیے

اور گھر سی بہلی لگتی ہے صورت آپکی
مو پریشاں کیجیے یا کیجیے نکو میلا کیجیے

دامن کہسار کر وحشت مین لیجیے
چیتھڑی دامن کی نذر خار صحرا کیجیے

ولہ

کیوں نہ تنگ حنا ہاتھ پہ اوسکو گراں ہو
گل ہاتھ میں لینے سی لچکتی ہی کلائی

ولہ

صورت اپنی بھی تجھے یاد جو آئی ہوتی
گور کی مٹی میں مٹی نہ ملائی ہوتی

ولہ

دی عاشق کا جو بیمار کا دم میں پیار کرے
جکو اللہ نصیبت مین گرفتار کرے
خواہش گل بھلا کیوں نہ وہ بیمار کرے
چاک کرتی ہی جو فرقت کی شب تار کرے
چشم بیمار سی کیا خوف مجھ سے دل کی
کبھی بیمار کا بیمار بھی بیمار کرے
شہسوار ایسا زمانے میں نہیں ہے کوئی

تن میں ہے توانائی نہ زور حمایت ہے	فریاد رس عالم ہنگام کفالت ہے
ایما ہے کنایہ ہے چشمک ہے اشارت ہے	معلوم ہوا انکو اک چشم عنایت ہے
مردے کو نہ آسایش زندے کو نہ راحت ہے	ہر طور سے مشکل ہے ہر طرح قباحت ہے
چنگاریاں اشکوں میں نالوں میں حرارت ہے	عشق بت سنگین دل سب تیری شرارت ہے
آتی ہے صدا اسکو کشتوں کی یہ مدفن سے	یہ گوشہ تنہائی کیا کنج فراغت ہے

ولہ

آرزوے وصل یار دیکھیے کب تک رہے	حسرت بوس و کنار دیکھیے کب تک رہے

ولہ

توقع مہربانی کی نہ رکھ صاحب جمالوں سے	دیکھا پائیگا اے دل اب بھی بار آن خیالوں سے
پڑے ہیں سو ہے میاں میں قفس بار یک ہیں گو	گر اوس شوخ کی سنتے نہیں نازک خیالوں سے
رہے ہیں بعد آسایش میں گندوں کی دو سوں سے	مصیبت دیکھیے کیونکر اوٹھے نازوں کی پالوں سے

ولہ

طفلی میں بھی بھی تھی طبیعت جو آج ہے	یہ رند بھی قدیم سے عاشق مزاج ہے

ولہ

جسے دیکھا سو ملک عدم بنا سے راہی ہے	چلی جاتی ہیں بہت آنکھیں ہمیں ہر اک پادشاہی ہے

ولہ

اپنی زلفوں کو جو تم ہاتھ لگانے دیتے	راہ گیسو میں اوسے دل کی شانے دیتے
اسقدر سر قدم ہو نہیں گلچیں محجوب	سیر گلگشت چمن تک نہیں آنے دیتے
بات کرتا تو میں گالی بھی تمہاری سنتا	پاؤں بھی پڑتا اگر ہاتھ لگانے دیتے

ولہ

دنیا سے تجھ سے کیا کیا جان ہم کرے
سمجھے ہی لا ادھر سے آسمان ہم کرے
گمان بعد فنا بھی نہیں ہے راحت کا

[illegible]

ولہ

اب چھوڑیے حجاب کو پردا اوٹھائیے
مشتاق ہیں جمال کی صورت دکھائیے

ولہ

کون زاہد ہے جو فاسق کسی کھواتا ہے
سب وہی کرتے ہیں جو کام تو فرماتا ہے

ولہ

حضور قلب سے کبھی دم دعا نہیں ہوتی
نصیب شربت عناب لب نہیں ہوتا
مقام ضبط کا ہے وادی شکستہ دلان
کوئی غریب مگر قافلے سے چھوٹ گیا
کدورت آئینے کی دور ہو نہ بے صیقل
گداز آتش غم نے کیا یہ جسم کا حال

تری جناب میں کب التجا نہیں ہوتی
میں وہ مریض ہوں جسکی دوا نہیں ہوتی
کرے جو شیشہ بھی یاں تو صدا نہیں ہوتی
جرس سے آج صدا ے درا نہیں ہوتی
صفائی قلب کی بے اتقا نہیں ہوتی
جو استخوان کو بھی توڑوں صدا نہیں ہوتی

ولہ

بظاہر ایک کو حکم تہ شمشیر ہے
ایک سے ہیں مرد اور نامرد اپنے عہد میں
کون کا فریب چھپنے والا نہیں اس ظلم کا
میوہ ہاے خلد کا مشتاق ہو نہیں اے کریم

مملکت میں ماہ رویونکی شہرانہ میر ہے
ہر سگ دیوانہ اپنے زعم میں اب شیر ہے
بیگنہ خون مسلمان ہو یہ کیا اندھیر ہے
نعمت دنیا سے اب میری طبیعت سیر ہے

ولہ

شمیم گیسوے مشکین یار آہی گئی
تن عروس کی بو ایک بار آہی گئی

ولہ

۱۵۷

صبا اجل گزند قضا تیری بلائی ہے
اندر ہوں صحبت رندان بادہ نوش
ساقی سے بیٹھ کر بط مے اور کہ آئی ہے

ولہ

پانو پر گر بھی نہ ہوئی رہائی تیری
میری بار آئی کبھی دن ہو کہ لائی تیری

ولہ

روبرو اوس شعلہ رو کے بزم میں کیون آگئی
شمع کا فوری کی آنکھوں میں تری چھا گئی

ولہ

چپ و شغل کو سو سودا ہے
نہ آشنا ہو صورت آشنا سے

ولہ

گریبان ضبط سی ہوتا نہیں چاک
اب ہاے دولت نہیں فقت ہو گیا

اشعار فارسی

ولہ

ولہ

ولہ

ولہ

۱۵۸

ولہ

یون مہکتا نہ گلشن کبھی تیری بو سے — مہک آتی ہے صبا آج تو کس گیسو سے
صبح تک شام سے کرتا ہون ترا ذکر جمال — رات بھر لگتی نہین میری زبان تالو سے
فکر نے مجکو دیا مرتبہ اسکندر کا — شکل دلبر ہے عیان آئینہ زانو سے
زہد و تشریح مین ہر امر محبت ہے طریق — ہم مسلمان سے کا وش نہ خلش ہندو سے
گفتہ صوفی سے یہی تو سمجھے ہر بحث مین فکر کرون — کمر یار کو باندھون ہی سو پہلو سے
ترک خونریز کمون ہوئے چشم ادہکی نہین — کام تلوار کا لیتی ہے نگہ ابرو سے

ولہ

آ کر تری کوچہ مین گدا شاہ ہوا ہے — سایہ تری دیوار کا یا ظل ہما ہے

ولہ

سنتا ہی نہین ہے دست گرہ کسی کی — ایسا نہو سن لے کہین آہ کسی کی
سر رکہ کو بیٹھو ہین بہت جانسے بیزار — مشکل کرو آسان کبھی تہ کسی کی
جز تجہسے غرض کہین نہین غیر سے کیا کام — الفت نکرین تیری ہوا خواہ کسی کی
دیوانہ چلا آون گا اک دن تیری گھر مین — سننے کا نہین بندہ درگاہ کسی کی

ولہ

سحر کرم مین اور وہ جان جان ہے — وصال یار مین شب درمیان ہے
پسینا حسن سے ہے چاہ ذقن کا — نہو پانی تو پہر اندھا کنوان ہے

ولہ

تہی لاگ کسی زلف گرہگیر سے آگے — اک سلسلہ تہا مجکو بہی زنجیر سے آگے

[illegible]

ولہ

[illegible] شیدا ہوا مین دل [illegible]

[illegible] ہوا مین دل [illegible]

[illegible] لطف [illegible]

[illegible] ہوا مین دل [illegible]

ولہ

[illegible] آبادی ہے

[illegible] آبادی ہے

[illegible] شب برات جلوہ [illegible]

روز مولود مہدی ہادی ہے

کے بود بینیم اسے مہ روے تو	ای ہلال عید با ابروے تو
از گدای گلشنی اسے گل بگو	خوی تر نازک تر ست از بوی تو

قطعہ تاریخ چاہ

خضر آب بقا یوسف بیر علم	قاسم حوض جنان ہست اسد اللہ علی
رند ترقیم نمود سال این چاہ جدید	جام پر آب دہد حوض چاہ علی

تاریخ سبیل قادر علیخان ۱۲۵۷

بانی وہ کربلا مین ہوا ہی سبیل کا	قادر علی جو خان ذو الاحترام ہے
مقبول کیون نہ ساقی کوثر کرین اوسے	دل سے پسند طبع تہ تشنہ کام ہے
شیرینی اوسکی آب کی کیونکر بیان ہو	ہر آبخورہ پانی کا شربت کا جام ہے
آیا خیال سے کہیے تاریخ اوسکی نظم	شاعر ہون مین بھی ندیہی میرا کام ہے
ہاتف پکار کر کے سر جان زار و ور	پانی یہ سبیل کا نذر امام ہے ۱۲۵۷

رباعیات

عاشق کو اپنے اب نہ ترساؤ تم	پہر چاند سی شکل آ کے دکھلاؤ تم
حیلہ کر کے کوئی بہانہ کر کے	جسطرح سے ہو سکے یہان آؤ تم

ولہ

تنہا جو کبھی یار کو مین پاتا ہون	بیتاب ہو دوڑ کر لپٹ جاتا ہون
کہتا ہے وہ مسکرا کے او رند شنا	مین تیری نہین ہاتو سے گھبراتا ہون

ولہ

مخمس غزل حکیم نواب میرزا سلمہ

جاتے ہین وہ دریا کی کنارے کسی دن سے

گلشن کی کہی [illegible] نظارے کسی دن سے

[illegible] بہارے کسی دن سے

[illegible] کسی دن سے

[illegible] کسی دن سے

[illegible] کسی دن سے

وہ دیکھتی ہیں لب بام آکی تماشا | مشتاق گلی میں ہیں کھڑی والہ و شیدا
انبوہ سا انبوہ ہی ہنگامہ ہے برپا | عشاق سی ہی کوچہ معشوق میں میلا

رستہ نہیں ہی بھیڑ کی مارے کئی دن سے

کسطرح ہمارا دل بیتاب نہ ترسے | رہتا ہی نہاں چہار سپہر یار نظر سے
کیا شب کو ملاقات ہوا وہ شکر ہی | بر صبح نکلتا نہیں وہ رات کو گھر سے

خورشید کی انداز میں ساری کئی دن سے

بس جھکچکی ہاں بیٹھے رہو کچھ منہ پہ نہ لاؤ | تھری یہ کیسی اور کو دو قسمیں نہ کھاؤ
گردن کو جھکاؤ کہ اب آنکھوں کو چراؤ | ہم جان گئے آنکھ ملاؤ نہ ملاؤ

بگڑی ہوئی تیور میں تمھاری کئی دن سے

یہ عشق فسون کار نیا رنگ ہی لایا | اب آپ کو بھی ہنسی لگا اپنا پرایا
لیلی جسے سمجھے تھی وہ مجنون نظر آیا | آخر مری آہوں نے اثر اپنا دکھایا

گھبرائی ہوئی پھرتی ہو پیاری کئی دن سے

آئینے کی مانند نظر آتے ہو حیران | مسی ہی نہ کاجل ہی نہ مہندی ہی نہ ہی پان
کنگھی ہی نہ چوٹی ہی نہایت ہو پریشان | کس کشتہ کا کل کا رکھا سوگ مری جان

گیسو نہیں کیوں تمنے سنواری کئی دن سے

لے جبتک نظر آتی ہیں اے رشک پری تم | ہر بات میں پھرتی تفس میں مرد ہو پیہم
کسکے لیے صاحب بنایا ہی یہ عالم | کس چاک گریبان کا لیا آپ نے ماتم

کپڑے بھی نہیں تمنے اتاری کئی دن سے

شکر انکا ہنگام ہی شکوہ کریں کیونکر | افضال الہی سے کرم اونکی ہیں ہم پر

١٦٠

اوس کوچی سی کب اہل یمن چلتی ہین رستہ
پھر شوخ بھی ہاتھون سے کہین چلتی ہین رستے
آگاہی بھی وہ راہ سے یمن چلتی ہین رستے
در سی تری گل کی نہین چلتی ہین رستے

سطر ۱۶

درم بند ہین اس سانپ کی باہر گئی ان کو

اب ربط ہوتا گلی نہ ملاقات ہی ویسی
اس ماجری سی رند کچھ آگاہ ہو نہ ہو
وہ جبین جبین صاف ہی رنجش کی نشانی
بہر شوق سی کیا اون سے بہت عیار دگر بگری

ہوتی نہین باہم جو اشاری کئی دن سی

سطر ۱۵

مسدس موسوم بافسانۂ محبت

پیش ازین یار ترا عاشق شیدا تھا مین
بستہ سلسلۂ زلف چلیپا تھا مین
ہمہ تن آئینہ سان محو تماشا تھا مین
کو بکو شہر مین تیری لیی رسوا تھا مین

اک زمانہ ترا عاشق مجھی بتلاتا تھا
اونگلیان اوٹھتی تہین جب کہ راہ مین آتا تھا

سطر ۱۴

مدتون بلبل مست گل رخسار رہا
چشم میگون کا تری والہ و سرشار رہا
سالہا سال تپ ہجر سی بیمار رہا
سحر میں نرگس جادو کی گرفتار رہا

بجو وہی تیری لیی آٹھ پہر رہتی تھی
درد دو دن تک سر رہا کی یہ خبر رہتی تھی

سطر ۱۳

آتش ضبط سی دن رات جگر پکتا تھا
آئینۂ رخسار مین اک سکتہ تھا
حال دل اپنا کسی سی مین نہ کہ سکتا تھا
ہو کی ششدر رہ مین کبھی چار طرف تکتا تھا

گاہ بیگاہ کو جی بات کی تو اس ہٹ کی
دن کی پوچھی جو کسی نی تو بتای شب کی

161

کبھی لیٹا کبھی بیٹھا کبھی گھبرا جاتی شعلہ
کبھی کروٹ ... غصہ ... کیا جاتی
دونون ہوتے ہی جو تمام پیار ... نہا
دیکھ لیجیے ... نہیں ... صفا
پہر جاوے ... کبھی دو بہا
اور ... مصرعہ
ایک ... پیار ... کیچ
... تہا ... آج کہیں

دیکھ پچتاے گا تو مان کسی کا کہنا — یاد آوینگی یہ باتین تجہے جب ہوگی دغا
آنکہین کہیں جاوینگی نشہ سا اوتر جاویگا — ہاتہ مل مل کے کہیگا کہ کوئی کہتا تہا

خله — جان او سوجہ کہ نادان ہے ہوشیار ہے تو
دوستانہ تجہے سمجہاتے ہیں مختار ہے تو

مطلقاً پند و نصیحت نہیں کرتی تہی اثر — سن سن کے رہ جاتا تہا ایک ایک کی باتین بیٹھکر
عشقبازی کا تری جن جو چڑہا تہا سر پر — جسجگہ بیٹھ گیا کاٹ دیے آٹھ پہر

سـ۱۱ـه — مین کہان خواب خورش اور بت خود کام کہان
جسکا دل سہو اسباب ہے اوسے آرام کہان

دل مین کہتا تہا کبہی جلبے تمہارے جان دیکہا — حور آئی تہی نظر یا کوئی انسان دیکہا
پہر نہ یکبار بہی اوسکو کسی عنوان دیکہا — حیف ہے حیف یہ کیا خواب پریشان دیکہا

سـ۱۲ـه — وصل کس طرح ہے اوس شوخ ستمگر کا ہو
نام معلوم ہو جسکا نہ پتا گہر کا ہو

ڈہونڈہون اوس گل رعنا کو کہان جاؤن مین — آؤ اب اپنا گلا کاٹ کے مر جاؤن مین
وہ تو گذرا نہ ادہر جی سے گذر جاؤن مین — عشقبازی مین بہلا نام تو کر جاؤن مین

سـ۱۳ـه — شمع و گل گور پہ شاید وہ چڑہانے آئے
بیٹھے رونے خبر ہی کو اوٹھانے آئے

دن تو ہو جاتا تہا ہر طور سے دل بہر کے بسر — لاتی تہی آفت تازہ شب فرقت دل پر
مرنے شام ہوا جاتی تہی پہر کے منہ پر — روز کرتا تہا شب ہجر کی مر مر کے سحر

ہر سحر وصل کی کرتا تہا مین خالق سے دعا
کربلا جاتا تہا فریاد نہیں روتا تہا
علم حضرت عباس مین باندہا جاتا
پیر ... کا ... کو ... جاتا
... نہ ... کے بحر ... نانا
نقش و تعویذ ... سے ... لا کے پہونکا

۱۶۲

... جسکا ... جان کا نام
... کا ... نام
... حافظ ...
... مہین ... کے ...
... آنکہین ... دلدار
... زلف ... جو ... عشق سے ... بیکار
... کیا ... لام ...
... گلشن ... بات ...

۱۶۴

جسکو باقی تھی نہ اُدھر بھی ریہ ہوش بجا | پھر اسی ہوتی طاری مجھو غش سا آیا

۱۹
آگیا سینے سے ہونٹون پہ مرا دم گھٹ کر
بر و اطراف کا عالم ہوا نظرون مین چھٹ کر

دیر کے بعد طبیعت ہوئی فی الجملہ بحال
دل مشتاق تھا از بس ترا جویا ے جمال
کچھ تسلی ہوئی کم ہو گیا رنج و ملال
جان مہجور کو وہ چند ہوا ذوق وصال

۲۰
درمیان نامہ و پیغام مری جان ہوے
قول و اقرار ہوے وصل کے سامان ہوے

شکر صد شکر ہوے ہجر کے ایام تمام
گرچہ آغاز برا تھا یہ ہوا نیک انجام
زندگانی کی ہوئی مجھکو امید اے گلفام
صبح وصل آئی نظر گذری مصیبت کی شام

۲۱
لاے تشریف مری گھر مین سرافراز کیا
جو تصور مین تھا مجھسے وہ انداز کیا

آتے ہی ڈال دیے ہاتھ گلے مین میرے
اپنے آنچل سے مری آنکھونکے آنسو پوچھے
خوب سا رونے لگے ساتھ گلے مل مل کے
منہ پہ منہ رکھکے ہوے دیر تلک کہتے رہے

۲۲
رنج سہتا ہے نہ رو تجھکو مرے سر کی قسم
جان رو رو کے نہ کھو تجھکو مرے سر کی قسم

جشن شادیکا ہو ہنگامہ تکرار تھا
مجھکو بھی رنج جدائی تھا نہایت شدید
ہو قلق دشمنونکو رہ مین سبھے ذہ خوار
عالم الغیب مری حالت دلکا تھا گواہ

تجھکو باور نہین آنیکا تو کیا وقت ہے
جو مرے دل پہ گذرتی ہے خدا واقف ہے

[illegible]

اوسکی دیوانی ہین ہم آپ پہ جو شیدا ہو	جان دین اوس پہ کوئی ہم پہ اگر مرتا ہو
واسطی اپنی جو بدنام ہوا اور رسوا ہو	کسطرح اوس سے محبت نہ ہمین پیدا ہو

بوالہوس ہمکو ہر اک پیر و جوان ملتا ہی
چاہنی والا زمانی مین کسان ملتا ہے

۲۹

واقعی مجھسی ایسی طور سے تم پیش آئی	جو نہ کبھی تھی وہ الفت کی مری دکھلائی
مین آرام جو صاحب کی بدولت پائی	لا بیان مین وہ زبان پر کوئی کیونکر لائی

راحتین وہ کسی ایسی بتا مین ہین سنی
لذتین ساتھ تمہاری جو اوٹھائین ہین نے

۳۰

دلربی تھی مری ہر وقت تمہین مد نظر	سال بھر سی ہی رہین ہوتی تھی بستر پہ بسر
اوٹھنی دیتی تھی نہ تم پاس سی مجھکو دم بھر	بیشتر زانو کو کرتی تھی مری بالشِ سر

سیری سی فکر تمہین شام و سحر رہتی تھی
دین و دنیا کی نہ صاحب کو خبر رہتی تھی

۳۱

عاشقانہ غزلین ہندی سی پڑھ ہوتی تھے	کتنا خوشگو ہی تو تعریف بھی فرماتی تھی
پان بھی ہی لگاتی ہوئی خوش آتی تھی	اور سی لیکی گلوری نہ کبھی کھاتی تھے

سر مین دیتا تھا سی مین ہی ملوا تا تھا
مہندی مین ملتا تھا گہنا مین ہی پہناتا تھا

۳۲

یاد ہی لیٹنی سونی کو جو اہی حور لقا	سر مرا رکھتی تھی بازو پہ بٹھا کر تکیا
اور رکھتی تھی مری ساتھ لپٹ کر سو جا	صبح تک یون ہی پڑا رہی یونہی کروٹ لینا

ابتدا مین تو یہ اخلاص جتایا تم نے
[illegible]

[illegible]

۱۶۵

جب کسی بات کا یا جزو انکار کیا

۵۳۵

اب کسی اور سے تم جی کو لگاؤ اپنے
دہیان میرا نکرو دل کو سنبھالو اپنے

سنتے سنتے تری او کہری ہوئی باتین ہر بار
بلکہ از لطف ملاقات سمجھ کر بیکار
بخدا میرا بہی جی بیٹھ گیا تجہسی دلدار
رفتہ رفتہ تری ملنے سے کیا خود انکار

۵۳۶

بسکہ ہے ترک ملاقات گوارا کر کے
کیا کرون بیٹھ رہا تجہسے کنارا کر کے

یہ نکرتا تو مرے جان بہلا کیا کرتا
وصل مین ہجر مین کس طرح گزارا کرتا
کیا بجز اسکے علاج دل شیدا کرتا
کب تلک ظلم و ستم روز کو دیکہا کرتا

۵۳۷

ہر طرح اپنی طبیعت کو سنبہالا سینے
خار الفت کو ترے دل سے نکالا سینے

خود کو اور پیرت شمشاد سے ہی سمجہایا
بہول سے رخ کا ترے دہیان جو دلکو آیا
اسکو ان سرو قدون سے ہی بہلا بہل پایا
باغ سبزاور ز رعنائی کا او سو دکہلایا

۵۳۸

دل لگا جس سے اوسی شغل مین مصروف کیا
مختصر قصہ ترے عشق کو موقوف کیا

کیا کہلم دل سے مٹی یاد محبت تیری
بلکہ یاد نہین کیسی تہی صورت تیری
مضطرب اب نہین کرتی مجہے فرقت تیری
کون عاشق ہے کسی باقی ہے الفت تیری

۵۳۹

ہمکو تم بہول گئی تم نہ ہمین یاد رہے
ہم نہ دیوانے رہے تم نہ پریزاد رہے

تیرے پہر ملنے کا پیغام جو بہیجا ہے
مہربانی کی کرم بندے پہ فرمایا ہے

نامۂ شوقیہ

مرسلۂ دلربا محرم غمگسار
انیس دل و مونس جان زار
ریاض لطافت کے سرو روان
سرور دل و راحت جسم و جان
سراسر درست ازل سے سلامت رہے
سلامت رہے سلامت رہے ... مرا کلام
زبان ایک ہے اور ... عرض سلام
معلوم ہو تجکو ... اپنی خبر ... مطلوب ہے
بتا حال ... حالت تری خوب ہے
گزرتا ہی ... ہیجان
کہون کیا فلک ... قلم زبان
ترے دلکو معلوم ہو سب ...
مری ... کی تو دلکو ...

[illegible]

مجھے آہ و زاری سے یان کام ہے — مین کیونکر کہون تجھکو آرام ہے
نہین لیک اثر ہوتی عاشق کی آہ — کرے اور گری دلمین دلبر کے راہ
زبان پر نہ لاتے ہو گر حال دل — نہ جانے کوئی تا کہ احوال دل
کہ جی مین و اللہ ہوگا خیال — وہ محروم یا تسی گیا بے وصال
اڑاتا تہا اکثر کو جمین خاک — وہ دیوانہ یان سے گیا دردناک
مجھے بھی یہی رنج ہے اور ملال — اسی بات کا ہر گھڑی ہے خیال
یہ بیٹھے گھڑی بہر بہی تنہا ہم — عبث وصل سے ہو گئے متہم
رہا ہجر ہی وصل کی رات بہی — نکی شرم سے اور نہی تو بات بہی
مین ناشاد اک شب سجہاتا اگر — نہوتا جدائی کا رنج اس قدر
عبث دل لگا کر غضب مین پڑا — مصیبت مین رنج و تعب
رہا درمیان میرے اوسکے حجاب — نسر کا دوشالہ کا رخ سے حجاب
تصور ہی دل مین کرتا ہوا — چلا جاتا تہا آہین بھرتا ہوا
قلق جبکہ از حد زیادہ ہوا — تو رو رو کے پس اس غزل کو پڑھا

غزل

مجھے اوسکے کوچے سے آنا تہا کیا — گر آنا تہا تو دل لگانا تہا کیا
لگاتے ہی دل کے پہنسا ہجر مین — یہ کیا ہو گیا مینے جانا تہا کیا
اوسے دوستی جو نہ منظور تہی — تو پہر اپنے گہر مین بلانا تہا کیا
مری حال پر گر نہ تہی چشم لطف — تو چہپ چہپ کے آنکھین لڑانا تہا کیا
دکہانا تہا پہر جو منہ چاند سا — تو اکبار صورت دکہانا تہا کیا

ابہی کچھ درپیش آنا تہا کیا
کوئی دل کا ارمان نکلا نہ تہا
تو پہر نام مجھکو بتانا تہا کیا
کسی پر جو عاشق نہین لا تم
تو بتلاؤ آنسو بہانا تہا کیا
غرض صبر کو چہاتی کی سل کیا
اسی غم مین سے سازن کیا
تصور تہا ہجر اوسکے ویران مین
نہی جان گویا مری جان مین
سو دل راہ پہر جان مارا کیا

۱۶۶

رہے گا مری پاس تیرا نشان
اور اگر جو فرقت مین گھبراؤنگا
یہ نامہ لکھا فرخ آباد مین
یہان سے بریلی کو جاتا ہون مین
جو باقی رہا میری جان دم مین دم
بجالاؤن گا سب حق بندگی
نہ چھوڑون گا تجکو کسی حال سے
جواہر جو تو ہے تو مین جوہری
اگرچہ نہین تجھپہ ہرگز گمان
ولیکن مین مجبور ہون رشکسار
جو دیوے مرے نیکی جب تک بنای
کہ شاید مین جیتا پھر آیا یہان
یہ سنتے ہی جی سے گذر جاؤنگا
زرا دہیان میرا رہے آپ کو

گرونگا مین تعویذ دل حرز جان
او سی لال کر کر کے گل کھاؤن گا
پھرن گا حسرتمین جان ناشاد مین
قدم اپنا آگے بڑہاتا ہون مین
تو پھر آن کر دیکھتا ہون قدم
غلامی کرون گا مین تا زندگی
مین قربان ہون جان و دل سے
مین دیوانہ ہون تو اگر ہو پری
کہ ہو تجھ کو میرے حال پر مہربان
کہ ہے عشق مین بدگمانی ضرور
مجھے بیٹھے جو اور سے دل لگا
پھر تو پھر کو بس مین تم پیر جان
نہین جان لو موت مر جاؤن گا
نہ سننا کوئی کچھ کہے آپ کو

یہ خط ہے مرا میرے دلبر کے نام
ہوا ختم نامہ یہان والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لآلی حمد و جواہر ثنا شایستہ زیور درج گہر بار خداوندے جب التعظیمست جل شانہ

١٦٧

مجنون عشق لیلای سخن از بطن مادر همراه آورده بود و تا آخر هوای شاعری در سر افتاده
و اکثر اوقات مراثی و سلام و رباعیات و غزلهای سوا آنها و مولی الکونین را با
محمد الله الحسین منظوم میکرد و تخلص وفا مینمود و بیشتر گوهر انبهای غزلیات
هم به بنان بیان در سلک نظم انتظام میداد و دیوان ضخیم مرتب نموده بود و از بسیر تحسین
خلیق که در فن مرثیه گوئی عدیم النظیر بود شغل شاعری بسیار تر شیده بعد چندی
سیر موصوف روانه فرخ آباد شدند و راقم اثیم بتاریخ نهم رجب سنه ۱۲۵۸ هجری از
حیدرآباد به دار الخلافه لکهنو گردید از حسن اتفاقات با جناب [illegible] سرائی
عالم خلاق المعانی سنگ بحر سخندانی غواص بحار کمال فارس مضمار سحر حلال صیرفی دیار
بلاغت محک عیار فصاحت چکیدهٔ قلم اعجاز رقمش را اگر سفر قلم گویم بجاست و زادگان
طبع وقادش را اگر یوسف ثانی خوانم رواست ابلغ البلغا و افصح الفصحا جناب خواجه
حیدر علی صاحب متخلص به آتش مد ظله العالی ملاقات اتفاق افتاد بصد شوق و کمال ذوق
استدعای بلند مجد صحبت فیض موهبت شان نمودم از وفور مهربانی ها و اقتضای حسن اخلاق
که سجیهٔ مرضیه و شیوهٔ ستودهٔ ذات بابرکات است عرض آثمم مقبول گردیدند از روز [illegible]
شاگردان عقیدت گزین در حلقهٔ تلمذ شان ادب آئین گشته استفادهٔ غزل گوئی از جناب
معزی الیه حاصل کرده میکنم و تخلص خود که اسم بامسمی یافتم حسب ارشاد جناب مخدومی زند
قرار دادم و اجزای سابقه که مثل یوسف عزیز میداشتم روبروی غدران بالتمام در چاه
انداختم و آنچه از ابتدای شاگردی جناب مخدومی الغایة آخر ماه رجب سنه ۱۲۵۸ هجری رطب و
یابس موزون کردم داخل کلیات هذا نموده موسوم به گلدستهٔ عشق ساختم التماس
بخدمت منصفان با انصاف آنکه اگر بمقتضای بشری خطائی رفته باشد از وصل بجا بدرستی آن پردازند
که هیچ نفس بشر خالی از خطا نبود و این مجموعه حسین [illegible] فقط

دیوان ثانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اک جہان دیوانہ اوس لعبت تاکا ہو گیا
ابتدا ہی میں یہ سودا انتہا کا ہو گیا

آپ کو کھویا اگر جویا خدا کا ہو گیا
راز جب ہی منکشف فقر و فنا کا ہو گیا

ہمکو بھی آخر حضور قلب ہوتا ہی کبھی
عرض کر لیں گو جو موقع التجا کا ہو گیا

خال تجکو عشق میں ہم تو ہیں عاشق سیکڑوں
سنکھیا کا تمام اس جب غنا کا ہو گیا

کیا اثر پھیلا ہی میری نالۂ جانسوز کا
شعلۂ آتش ہر اک جھونکا ہوا کا ہو گیا

حائل نظارۂ دیدار کیا ہو گی نقاب
دور پردہ جب گھڑی شرم و حیا کا ہو گیا

اوس نگاہ تیز سے دل ہو گیا جسدم جدا
میں نے جانا سامنا تیر قضا کا ہو گیا

سجدۂ عاشق سے ادب تجکو کیا حاصل ہوا
مفت بے ایمان اک بندہ خدا کا ہو گیا

حور کو نفرت ہوئی جو جنت میں کیا خوش آئینگے
اور پیر وکشتہ جو تیری ادا کا ہو گیا

بت پرستی میں جو آئی اوس بت کافر کی یاد
نالۂ ناقوس میں عالم بکا کا ہو گیا

یاد آیا ہمکو [illegible] تو نہیں ہی [illegible]
قحط [illegible] میں مہر و وفا کا ہو گیا

نالہ [illegible] تھا [illegible] پہلو سے لے
حیلۂ مقتول صاحب کو حنا کا ہو گیا

پانچوں اوس [illegible] جھکو [illegible] اوڑنے لگا
باد پا اوس ترک کے نیچے ہوا کا ہو گیا

خار و خس [illegible] ہیں پیدا جسجگہ تھی سرو گل
کیا چمن میں اختلاف آب و ہوا کا ہو گیا

ہو گئی ہی عالم [illegible] یار کا تو دیکھنا
کچھ دلوں میں جو وہ قد بالا بلا کا ہو گیا

[illegible]

غم فراق نے کیا حال کر دیا دل کا ۔ سنو تو عرض کرون تمسے ماجرا دل کا
کرو گو دہر کو سلامت نہ عارضا دل کا ۔ بہت قریب جگر سے ہے فاصلا دل کا
مسیح وقت مگر تم معالجا دل کا ۔ کہ جان گسل نظر آتا ہے عارضا دل کا
ہم ابتدا ہی سے کہتے تھے یا الٰہی خیر ۔ کہیں یہ طول نکھینچا ہے عارضا دل کا
طریق عشق مین پیش آئی مرحلہ کیا کیا ۔ معین ہوا و بنا صبر رہا خدا دل کا
ٹیک رہا ہے لہو نہیں تو نسے ہلو مین ۔ مسیح قابل نشتر ہے آبلا دل کا
فسردگی ہے طبیعت کو عہد طفلی سے ۔ تماشا بین ہی مجکو ولولا دل کا
گرانہ کوہ الم سے یہ چرخ ناانصاف ۔ حباب سے بھی ہے نازک یہ آبلا دل کا
و حور ضبط سے دم گھٹ کر آ گیا لب پر ۔ گرزبان پہ آیا نہیں گلا دل کا
کہا تو کرنے ہو تم پر سے عجیب آتش نہیں ۔ کرو تم آج کرون مین مداوا دل کا
صفائی بخشا ہے آئینہ پہ بھی خوب اسے ۔ کرے گی صورت شاہد مقابلا دل کا
نوائی خندہ سے ہین گوش آشنا جنکو ۔ خوش آئیگا نہ او نہین مرثیہ عنا دل کا
بھرایا جاتا ہے شغل عشق سے ہی وقت ۔ کبھی کبھی کا ہوا نہیں ہے مشغلا دل کا
دو روزہ زندگی مین جانے کیا ہے تنگ ۔ مجھے ہلاک کیا اسنے ہو برا دل کا
نجات محکمہ حشر سے نیاز گا ۔ پڑیگا سامنا اک روز مجکو عادل کا
تعلق کا ہے وہی عالم وصال مرکز روز ۔ مری سمجھ مین نہین آتا مدعا دل کا
سبیل عشق کا سالک ہو مضطر انگیز ۔ لگا لگا کے ٹھہری یہ رہنما دل کا
برنگ غنچۂ پژمردہ مشکل ہے عجب ۔ عجیب حال کیا تو نے سو فنا دل کا
بجز خدا نہیں کرتا رجوع بندے سے ۔ کیا ہے تجربہ مشکل مین بار ہا دل کا

ہر دم غم شبیر مین جو چشم سے نکلے
ہر اشک کو تسبیح کا اک دانہ سمجھنا

جو دل کہ بھرا ہو محبت سے جہان کی
اوس دل کو دلا یار کا کاشانہ سمجھنا

نامہ جو لکھا ہی اوسی رکہ چھوڑیو صاحب
وہ خط غلامی سے ہے نوشتانہ سمجھنا

ٹھہرون ہی پہونکون جو تری کعبی مین او شیخ
ہاتھوں بغل مین ہے مصلانہ سمجھنا

دیدار دکھا دیجیے عشق آئین تو آئین
عاشق ہو نہین عاشق مجھے یوسی نہ سمجھنا

رکھنا نہ توقع دل ناداں تو کسی سے
اسوقت مین اپنون کو بھی بیگانہ سمجھنا

حاصل نہین سمجھانے سے ناصح تو سمجھ تو
کیا سمجھے بھلا یہ دل دیوانہ سمجھنا

بہکا ہوا عاشق نظر آجائے جو کوئی
اوس چشم فسون ساز کا دیوانہ سمجھنا

چاہون تو نکل جاؤن ابھی پیچ سی تیری
او لبہا مجھے اور زلف چلیپا نہ سمجھنا

سر کٹ کی جو قدمو پہ گری راہ وفا مین
یہ بھی عدد ہمت مردانہ سمجھنا

صحت تری ممکن نہین ہے بن کہ دل بیمار
یہ گورکن آیا ہے مسیحا نہ سمجھنا

ہر حال مین جو رند ہون تم خوش ہو کہ ناصح
بندا ہون مجھے عاشق شیدانہ سمجھنا

پلوا دی مجھے ہوش ربا دیکھ مرا ظرف
ساقی جو بہک جاؤن تو دیوانہ سمجھنا

آجای کوئی ڈھیر اگر پاؤن کے نیچے
ای شمع رہو مرقد پروانہ سمجھنا

دیکھو کسی چہری پہ جو گیسو کوئی بلدار
افعی ہے اوسی زلف چلیپا نہ سمجھنا

چاہے اگر رتبہ عالی کا جہان مین
ادنا سی بھی خود کو کبھی اعلانہ سمجھنا

ای رند نہ ٹکنا کبھی ارباب ورع پاس
مل بیٹھنا اوس سے جسے رندانہ سمجھنا

دل کس سے لگاؤن کہین دلبر نہین ملتا
کیا ظلم سہون کوئی ستمگر نہین ملتا

۱۷۱

غرض دل سے اوٹھا جاتا ہے لطف زندگانی کا
[illegible] پیری میں یاد آتا ہے عالم جوانی کا

برنگ فصل گل جہان ہے موسم جوانی کا
پلا ساقی کوئی ساغر شراب ارغوانی کا

گذشتہ سال تک حسن شباب ایسا نہ تھا اوسکا
[illegible] ہے جوبن اب یہ عالم ہے جوانی کا

حقیقت میں جو ہی ہے قول [illegible]
سنا تھا [illegible] لن ترانی کا

تری جلوہ نے [illegible] بنایا خانہ دل کو
[illegible] حیران کو عہد پاسبانی کا

کبھی ہے وقت خواب افسانہ الفت [illegible]
[illegible] اس کہانی کا

ہنسی سے گالیاں [illegible]
[illegible] بدزبانی

قد بالا دکھانی اپنا وہ گلشن میں [illegible]
ہوا [illegible] کا

رہا افسانہ عشق و محبت نا تمام [illegible]
کیا ہو [illegible] اس کہانی کا

نہی ہے شاخ گل میں [illegible]
[illegible] بلبل [illegible] روضہ جنانی کا

جدا ہوتی [illegible]
[illegible] حاصل [illegible]

دل مضطر [illegible]
[illegible] نشانی

پس از مدت جو آئی [illegible]
[illegible] زبانی

عیادت کو وہ آئے [illegible]
[illegible] ناتوانی

[illegible]
[illegible] کا

ادھر [illegible]
[illegible] جوانی کا

زبان قاصر ہے کیونکر اوسکا شکر ادا ہوگا
عنایت کا توجہ کی نظر کا مہربانی کا

فراق یار میں مذکور ہی کیا ہے [illegible]
جلن [illegible] پانی کا

گھلا کر ہے جسم زار کو اوسکی جدائی میں
فراق یار نے [illegible] بنایا ناتوانی کا

[illegible]

کار خالق جیتے جی میں دینا کہ سب ہیں بے ثبات
آنکھ سے جو آج دیکھا کل وہ افسانہ ہوا

ہنستی ہستے دل لگی کیواسطے نا یا جو آج
سرو کا قد اوس سہی قامت کا تماشا نا ہوا

یوسف مہر محبت کیسا ارزان بک گیا
نقد دل قیمت ہوئی اک بوسہ بیعانا ہوا

جلکر اوسنے جان دی پر نالہ کرسکے رہ گئی
عشق بلبل پر بھی فائق عشق پروانہ ہوا

عشق زندان کی خطا پر قتل جو مجھکو کیا
اسلیے شمشیر قاتل میں بھی دندانہ ہوا

بنیے جانا کاستہ سر ہے کسی میخوار کا
وا اگر گو نہ دست ساقی میں جو پیمانہ ہوا

قرزہ بادہ ای بادہ خوار ودود رواعظ ...
مدرسے سے کھود کے تعمیر میخانہ ہوا

رند ہوں رند از ل سے ہوں میں وارفتہ مزاج
اسلیے طور سخن بھی اپنا رندانہ ہوا

آج شب تنہائی کی ٹل جائے تو اچھا
گھبرا کے ہر دم آج نکل جائے تو اچھا

اوبھان حزین جاتا ہے اکدن تجھے آخر
اب جائیو تو بہتر ہے کہ کل جائے تو اچھا

جھکواد یا شعف نے قاتل کے قدم پر
تلوار اگر اوسکی ادہر کل جائے تو اچھا

بہتر نہیں ہے صورت جانان کا تصور
دل اور کسی شے سے بہل جائے تو اچھا

اک سال ہوئے تیرے یہ نہیں سیج بدن میں
چھاتی کا پیا آرا نہ یہ ٹل جائے تو اچھا

دیوانہ عشق شہر کی گلیوں میں ہے برباد
مجنون کسی جنگل کو نکل جائے تو اچھا

او آتش دل ہو نکہ حزن انسک بنا دی
یہ جانیو او بہتر ہے یہ جل جائے تو اچھا

ہر مرتبہ دشنے کے ارادے میں ہی دو لیک
اثر در یہ اگر مجھکو نگل جائے تو اچھا

رکھنا ہی دشوار ہے جب آئی لوائی
ایسے میں طبیعت جو سنبھل جائے تو اچھا

... شعرا تمہ کے او تھا قدا بھی یارو
وہ بھی کف افسوس جو مل جائے تو اچھا

١٧٣

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کر کلاہ فقر سے تو آشنا ہو جائیگا
بار سر پر طرۂ بال ہما ہو جائیگا

گل ہی رنگ گل ہی شل بو ہوا ہو جائیگا
راہی اکدن قافلے کا قافلہ ہو جائیگا

لب گمان تھا درد دل کا جان ربا ہو جائیگا
یہ مرض بھی رفتہ رفتہ لا دوا ہو جائیگا

دل جو وحدت کے مزہ سے آشنا ہو جائیگا
عین کثرت مین ترا عالم جدا ہو جائیگا

تہید کرتے ہین فلک مین اپنی تیر آہ سے
ایکدن چھلنی یہ لوہے کا توا ہو جائیگا

رشک لیلی سونگھ لیگا گر تری کشتی کی لاش
شیر کیتے کیطرح سے باولا ہو جائیگا

تحکو طوفان سے بہی پہونچ جائیگی ساحل تک بچیہ
گر خدا کشتی کا اپنی ناخدا ہو جائے گا

ہاتھ لگتی کی نہین اکسیر کی بوٹی کیطرح
شوق اگر اوسکو ہوا تحط خدا ہو جائیگا

یہ تکبر ایسی نخوت حسن پر اتنا غرور
کیا معاذ اللہ او بت تو خدا ہو جائیگا

آ کے یہان بیمار فرقت ہو گئی جو سندت
او مسیحا گھر ترا دار الشفا ہو جائیگا

لیسۂ زخرج کرنے سے ہوتے گا تہی
دیکھا سائل کو جو منعم کیا گدا ہو جائیگا

عالم وحشت مین بکتی ہین جو دل کا حال
راز اپنا بے تکلف برملا ہو جائیگا

بیٹھنے دیگی نہ جھپک حسن کی شوخی آ کے
آج اگر پردے مین ہے کل برملا ہو جائیگا

زندگی تک ہے یہ فرق اعتباری چند روز
مر کے یکسان رتبۂ شاہ و گدا ہو جائیگا

ہم ہستی مین سمجھتے تھے کہ ہونا ہے فنا
ابتدا ہی جانتے تھے انتہا ہو جائیگا

باغبان آشنا بہار باغ ہستی پر نہ بھول
دیکھ لینا دو ہی دن مین کیا سے کیا ہو جائیگا

ہے یہی گر یا مین عاجز نوازی کی صفت
سلطنت کا ہر گدا کو حوصلہ ہو جائیگا

خضر راہ جہان شمع ہدایت ہین یہ رند
چھوڑی گر پیروی آل پیمبر بہکا

175

[illegible]

[illegible]

اس قدر بیٹھا [illegible]

[illegible] کیون سرو چمن او ٹھری
روکے بیساختہ سر پیٹ لیا شیرین نے
فرقت عالم ارواح گوارا تھی کسے
میرے مردے کی قسم یہ تو بتا دیا رو

آج کیا باغ مین وہ غیرت شمشا[د]
آگئے پرویز سے جب تیشۂ فرہا[د]
مین تو مجبور ہو عالم ایجا[د]
بعد مردن بھی کسی کو مین کبھی یا[د]

صحبت شعر و سخن ہو گئی برہم اے زند
بعد آتش نہ نظر ایک بھی استاد آیا

۱۶۴

خیر میخانہ کسی سے مرا [illegible] اوٹھا
زہد و تقوی سے پھر اپنی رندی مین گھبرا اوٹھا
شکر کر قیدی صیاد کے ہوتی ہے رہا
ہان ہماری مرے نالون نے جو پہونچی شب ہجر
بارہا مین نے کیا دم کی طرح سے کھینچا
طرفہ کھتی ملک ساتھ رہتے تا لب گور
قیس صحرا میں لیلی کی سواری آئی
جوش وحشت مین جو دریا کی طرف جا نکلا
ہجر کی شب جو تری گرمیان یاد آئین مجھے
تاب نظارۂ دیدار نہ لاؤ گے کلیم
نہ گیا وادی ایمن کو کوئی بعد کلیم
ضعف ایسی کھتی ہین سینے سے لبون تک آتے
کوچۂ یار سے جب گھر کو چلا مین اپنے

اوس نے کاندھا دیا اگر تو جنازا اوٹھا
پھر چلا دیر کو مسجد سے مصلا اوٹھا
آب و دانا ترا او بلبل شیدا اوٹھا
مست ہاتھی کی طرح چرخ بھی چلا اوٹھا
جس کمان کا کبھی رستم سے نہ چلا
دھوم سے کشتۂ قاتل کا جنازا اوٹھا
دور سے جب کوئی صحرا مین بگولا اوٹھا
قد آدم مری تعظیم کو [illegible] اوٹھا
مغز سے نکلا دھوان دل سے وہ شعلا اوٹھا
پردے پڑ جائینگے آنکھوں پہ جو پردہ اوٹھا
آتش طور نہ بھڑکی نہ وہ شعلا اوٹھا
سو جگہ راہ مین نالا مرا بیٹھا اوٹھا
دل پکڑ بیٹھ گیا درد اک ایسا اوٹھا

[illegible]

مطلقاً آثار الفت پہلے کچھ پیدا نہ تھے
عقل حیران ہے یہ درد لا دوا کیونکر ہوا

عشق ہو جانیکا باعث پوچھتے ہیں لوگ سب
کیا سبب انکو بتاؤں کیا ہوا کیونکر ہوا

گر نہیں خون شہیدان سے آب ہیں شریک
چھینٹا اسے شوخ پھر رنگ حنا کیونکر ہوا

ہو لکھی میں نہیں لایا زبان پر حرف عشق
راز الفت یا الٰہی برملا کیونکر ہوا

سچ ہیں جنید بھی خادم رہی وہ بیت اللہ کا
رند تھا مرد قلندر پارسا کیونکر ہوا

کون ہو نائب محمد کا سوائے بوتراب
کسکو یہ رتبہ دیا حق نے ورای بوتراب

ہے یہ اکسیر خالص خاک پای بوتراب
بادشاہ ہفت کشور ہو گدای بوتراب

ہو بلاشک مرتضیٰ حاجت روا مشکل کشا
کل ہو سارے رسولوں کی التجای بوتراب

ہے علی کا علم ہی لاریب بے شک فرمان حق
جو مشیت ہے خدا کی ہے وہ رائے بوتراب

کیوں نہ کر لی اپنا نائب یوں نہ کر جاتا وصی
کیا پیمبر سے نہاں تھا اتقای بوتراب

سر بکف ہو کر شب ہجرت سوئی کو فرش پر
دل یہ کسکا اور جگر کسکا سوائے بوتراب

تھا طریں یہ تھیں جو عین جنگ میں کو لی کشام
ذوالفقار آئی فلک پر سے برای بوتراب

کیا بشر سے ہو سکے مداحی شیر خدا
حق نے کی قرآن میں مدح وثنای بوتراب

نور سے اللہ کے پیدا ہو گئے بارہ امام
ہیں علی سے مہدی دین تک سبھی بوتراب

مثل قنبر میں بھی شیدا ہوں علی کے نام کا
جان و دل سے ہوں غلام باوفای بوتراب

گرمی خورشید محشر جب جلائیگی سبھی
چھپا ہونگا حشر کو زیر لوای بوتراب

مار ڈالا ہی فلک نے دیکھو صدمے پیس کر
او زمین ضغطہ سے مجکو برای بوتراب

ہمسری کا وہ کریں دعوی ہے کس میں فہم و تمیز
جسکو قنبر سے نہو رتبہ جہ جانئے بوتراب

١٧٦

۱۷۷

کبھی عدم کو سبکدوش ہوں نہ صورت یار
نہیں رہا یہ گل جسم تجلی کی طرح

تمام عمر بسر کی نظارہ بازی میں
رہا میں حیرتی حسن آرسی کی طرح

نہی نہ نالۂ دل گور میں بھی بعد فنا
ہر استخوان سے صدا نکلی بانسری کی طرح

جمال دوست کا گر ہے مشاہدہ منظور
صفا کر آئینۂ دل کو آرسی کی طرح

نہ کام آئیں دم عرض مدعا مجھ سے
دہن میں گو کہ زباں ہے سوسن کلی کی طرح

ہوا یہ جا لگا مردا بھی شکل جوہر پاک
وبال دوش ہونگا میں کسی کی طرح

کہو نہیں جان اوس غیرت پری ہو گیا
جو دو گھڑی نہ گئی پاس آدمی کی طرح

ولہ

کچھ فقط غم ہی نہ دنیا سے گیا میرے بعد
عشق بازوں کا بھی چرچا نہ رہا میرے بعد

اپنے مرنے کا اگر رنج مجھے ہے تو یہ ہے
کون اوٹھائیگا ترے جور و جفا میرے بعد

بعد مجنوں کے میں دیوانہ گیا صحرا کو
پھر نہ آیا کوئی زنجیر ہلا میرے بعد

کون اون شانوں سے ہر وقت کریگا سید لا
خوب بل کھائیگی یہ زلف دوتا میرے بعد

سب نکل جائیگا دعواے خدائی دل سے
تیغ کو کہنے لگوگے بخدا میرے بعد

چادر گل کی میں امید رکھوں تجھ سے کیا
فاتحہ تک تو نہ مرقد پہ پڑھا میرے بعد

مجھکو مر جائینگا اپنے ہی غم ہے اے یار
کون دیکھیگا تری ناز و ادا میرے بعد

تجھ سے سنیگی کا مزا میری ہی ہے مر سے فقط
سنیگی بلبل ای برگ نوا میرے بعد

نہیں کہتا کوئی مردی یہ بھی رونیوالا
بیکسی اپنا دکھائیگی مزا میرے بعد

سر بسر ہوجائیگا صد دم رنگ اکسیر
کس لگائیگو ملگی نہ حنا میرے بعد

یاد رکھیوگا کبھی تک ہیں یہ سارے عزیز
بھول جاؤگے یہ سب ناز و ادا میرے بعد

رفتہ رفتہ غنچہ و گل پر تصرف کرتی ہے
رنگ اپنا پہلے گلشن میں جماتی ہے بہار

دفن ہے یاں کونسا دیوانہ سرپل عزیز
باغ میں ہر سال آکر خاک اوڑاتی ہے بہار

ہے خزاں کو بھی الفت ایسی ہے میں مانی ہوں
سیر کو گلشن میں جب تشریف لاتی ہے بہار

دیکھ ویرانی گلشن ہوئی ہے کس لیے
جای بلبل غنچہ کو نغمے سناتی ہے بہار

میں تو مجنون ازل ہوں میرا کیا مذکور ہے
ہوشیاروں کو بھی دیوانہ بناتی ہے بہار

چشم عبرت بین سے دیکھ اس باغ کی نیرنگیاں
ہر برس آکر تجھے غافل جتاتی ہے بہار

یاں بجز ایک دیوانہ نظر آتا نہیں
حیف ہے اک برس کیا سمت جاتی ہے بہار

ہر گیا یاں سے اگر خراماں کونسا سرو چمن
دیدہ نرگس سے جو آنکھیں چھپاتی ہے بہار

بادہ خوارو چھوڑ دو گھر فصل گل ہے چار دن
چار سو سنبل میں رقصاں جاتی ہے بہار

بھول میں مرغ چمن سب اپنی اپنی چہچہے
وہ سبھی گلشن میں بیٹھی آج گاتی ہے بہار

چشم بدرہ منتظر بیٹھے ہیں مرغان قفس
برگ گل شاید چمن سے لیکر آتی ہے بہار

یاد آتا ہے قفس میں لطف گلگشت چمن
داغ دیتی ہے جگر پر دل جلاتی ہے بہار

گل کھلے ہیں ہر طرف تو چہچہے کر شاد ہو
یار ہیں تجکو تو بلبل یاد ہی کھاتی ہے بہار

باغ سے ہوتا ہے راہی قافلہ کا قافلہ
غنچہ و گل ساتھ لیکر اپنے جاتی ہے بہار

کھاتی ہیں گل چمن کر چلا کسی محبوب کا
ہر برس اک داغ تازہ دیکے جاتی ہے بہار

آمد آمد اس گل رعنا کی ہے گلزار میں
صورت گل ہر میں ہیں کب سماتی ہے بہار

گر رنگ شتاب ہم ہو چنیں جگنو نہیں
اپنی ہمت کی چراغ آکر جلاتی ہے بہار

اک نہ اک دیوانہ ہوجاتا ہے سر کو پھوڑ کر
ہر برس آکر نیا اک رنگ لاتی ہے بہار

داغ سودا ان کو دیا سر کو جوش جنون
دیکھیے اب کے برس کیا گل کھلاتی ہے بہار

[illegible]

کہاں سک افسانہ قیس و لیلے | تھا
گیا وہ زمانہ وہ لوگ وہ شگوفِ عجب
شنیدہ ہم نام و نشان نہ دیدیم
ہوا رشک لیلی کی فرقت میں مجنون
مرے جان سے مرتا ہوں تجھ پر
عجب عشق دیتا ہے تو خود کو داد ان
وہ عشقی تجھ قدرت حق تو دیکھو

محبت کرنے ہو حال میں کر سابق
نہ معشوق ویسی ہے اب نہ عاشق
جو عشاق ستم ہم یار مرافق
مرا حال اور قیس کا ہے مطابق
نہ جانے سر منہ کا عاشق ہو لایق
کیا ایک کو ایک پر اس نے فائق
جو حکمت میں برتی نہو انسانی فائق

دعا ہے یہی اور یہی ہے تمنا
نجف میں پہنچ جائے یہ رند عاشق

پہلی ہے آکو جان پر آخر بلای دل
نسبت ہے غم سے جون جگر کو غذای دل
یارب اسطرح کوئی اوسکا ستای دل
آئی وہ میری جان کسی پر جو آئی دل
پیر مجھ بغیر کس کی تمنا کرے بشر
آیا کسیطرح نہ فرقت میں جب قرار
کرتا میں اشک آتش ہجران پہ ناخط
تو کیا ہیں شک گلے سے اگر لگالے
جو کچھ سلوک تو نے کیے اس غریب سے
ا رب تجھ اوس صبر جگر کب کر جلد دیے

یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آئی دل
کہاں اشتیاق جان کہ ہو مشتاق ای دل
نا حق عشق کسی کا جو کوئی دکھای دل
کچھ مستقل نہ ہو سکا آخر برای دل
تو آرزوی جان مجھ تو مرعای دل
لیٹا رہا میں ہاتھ کو تجھ دبای دل
ایسی لگی ہوئی کہو کیونکر بجھای دل
سینے میں خوں کا ہے نہ سنبھلا سنبھای دل
کیوں ناحق جفا تیا تو یہی تھی نہ رای دل
رکھتی ہوں کا نبات میں ہم کیا سوای دل

[illegible]

اب نہ ہو کہ جان ہی کسی کو نہ ای دل
[illegible]
کہ اک قرار نہ ہوا تجھ بجای دل
پر چین [illegible] کس کی محبت کو دیکھا
یہی کے پاس بھی تو نہیں [illegible]
[illegible]
[illegible]
آنکھ بندی ہو کی فضا اس سلسلہ پر
[illegible]

[illegible]

انشکون کے ساتھہ وہ بھی لہو ہو گیا
اے رند دیکہو یہ بھی انتہای دل

وہ لطف دہر کی جسپر نگاہ کرتے ہین
عبث وہ اب مری جانب نگاہ کرتے ہین
تمہارے واسطے کرتے ہین خانہ ویرانی
چہری کو کم نہین جبی لطف حسینون کے
ہزار شکر رسائی ہوئی یہ مین تک
کہا انکا عشق محبت کسو سے کیا پیار سے
ہلینگے لوح و قلم عرش تہرتہرائیگا
خبر ہی ہو و [illegible] پسند لیت ہین سب
ملا زندگی ہین جو محبت مین تری تابہ نیا
تو بھی ہو رہبر واماندگان کہین او خضر
مزا دکہائینگی عاشق کے خون ناحق کا
مرے طرف سے ہی لین او ہر کچہہ بھی
عضو او سکو سمجہتے ہین تجہکو کیا [illegible]
وہ ایک خط بہی نہ لکہا گیا ہم [illegible]
فراق یار نے ہشیار کر دیا ہم کو
غرور حسن سے اصلا خدا کا خوف نہین
شب فراق مین جسی تو نالہ رک نہ سکا

جو ذرہ ہو تو اوسی رشک ماہ کرتے ہین
مین لٹ چکا ہون مجہے کیون تباہ کرتے ہین
تمہاری راہ مین گہر کو تباہ کرتے ہین
حلال کرتے ہین یہ یا نگاہ کرتے ہین
خدا کی جاپا تو اب سے راہ کرتے ہین
جو قول یار سے ہین وسکا نباہ کرتے ہین
ترے جلے ہوے اب دل سے آہ کرتے ہین
تمہاری نالشین اب بادخواہ کرتے ہین
جگر ہی اونکو جو تجہسے نباہ کرتے ہین
یہ بہولے بہٹکے تجہے خضر راہ کرتے ہین
عبث وہ قتل مجہے بیگناہ کرتے ہین
ادہر سے ہی وہ گذر گاہ گاہ کرتے ہین
تو اب سکتہ ہین ہم کیا گناہ کرتے ہین
وفور شوق سے وہ قبر سیاہ کرتے ہین
وہ بیخبر ہین جو الفت کی چاہ کرتے ہین
جو ہم سے ہیاہان تجہہ و کہہ نگاہ کرتے ہین
وہ کون لوگ ہین جو ضبط آہ کرتے ہین

حسین بگڑی تو بگڑیں کبھی ملال نہین
غضب ہے انکا ہی کچھ قہر ذوالجلال نہین

بھویں تنی ہین صورت مہر ایک جال نہین
تمہارا کعبہ اگر ہے تو ہے بلال نہین

تپ فراق سی باقی بدن مین جان نہین
وصال ہی سہی ہوسی اگر وصال نہین

ہزارون ٹھوکرین کہا ینگا سیج انگلی
اٹھالی کب کے رسی تیری بیسی چال نہین

تمہا نہین ہی کافی جواب کے بدلے
دقیق ایسا نکیرین کا سوال نہین

جھڑک دی جیسی کی ہم نے بڑھ کر سراج
اگر یہ ہے مشک گران ختن کا تو کال نہین

اولچہ کی بالی کی مچھلی پڑی پھڑکتی ہے
وہ زلف کیا ہی اگر مچھلیو کا جال نہین

خدا کی بخشا ہی ہی جو رحیکو جیسے شریف
نہین تو آدمی کا پتہ احتمال نہین

وصال عاشق تازہ ہو تم کو آزادی
حسین اور بہت ہین جہان مین کال نہین

دیا طلاق مرے عندلیب زال دنیا کو
کسی طرح سی یہ بیوہ مجھے حلال نہین

جو دیکھے اوسے اجب ہے ستم کا سجدہ
ظہور جلوۂ حق ہے نرا جمال نہین

بنایا صانع عالم نے سیر چشم مجھے
مری نظر مین تو قارون کا گنج و مال نہین

یہ ٹھنڈی گرمیاں کعبے مین ہین بنا زمستان آج
ہماری آپکی مدتسی بول چال نہین

بہ داغ مہر علی ہی وہ نیر اعظم
جبین آفتاب کو محشر تلک زوال نہین

یہ سب ہی عشق کی معجز نمائی فرہاد
پہاڑ تیشے سے کاٹا تو کچھ کمال نہین

ہم ابتدا ہی سی سمجھے تھی ہوگا انجام
نخجیر عشق کی آغاز کا مآل نہین

گرو ثبوت نہ آزردگی مری جانب
تمہین کو رنج ہے مجھسے مجھی ملال نہین

خدا کی شان ہے حور و پری مین شاید تو
مگر بشر مین تو یہ حسن بے مثال نہین

سدا الی یک صدا از عنون دل کو مرے
یہ ساز وہ ہے کہ محتاج گوشمال نہین

١٨١

یہ صوفی جد ہنسو اقفت نہ قول محال
یہ حال ہے کسی محفل میں جہاں اقبال نہیں

کبھی منزل مقصود تک نہ پہونچیگا
مثال جادہ جو اس رہ میں پامال نہیں

زمین سے عرش تلک جا ہو عرش سے تا فرش
بجز بشیر یہ فرشتی کی بھی مجال نہیں

نگاہ بد سے ہے محفوظ خط عارض یار
یہ سبزہ زار چراگاہ ہر غزال نہیں

پھرا و الفت گیسو سے آپ کو ای دل
بڑی بلا میں پھنسے ہو تمہیں خیال نہیں

قدم بڑہائے ادہر خضر کی مجال نہیں
کتنا ہم شمشیر کی تیغ ... مثال نہیں

بچائی نیزہ و دیو کی مجال نہیں
خدنگ تیر کشش رستم کی نیز ال نہیں

تہی ہی جیسی کہ دلدار سی مری آغوش
فلاسفہ سے ہوں کتنا خلا محال نہیں

کرم جو مجھی دیتا ہی بانٹ کتنا ماہ ہوں
مری طریق میں تنہا خوشی کا ل نہیں

لہو شہید محبت کا رنگ لائیگا
اوڑا دو چنکیو نہیں ہم شیدہ گلال نہیں

میں اک پہرک میں تو رکھدونگا تو گرہ صیاد
بیا ہی ڈور کا فولاد کا تو جال نہیں

تو نگروں کو مبارک ہو زینت دنیا
ہماری کلی تو ہی پیشم کی جو شال نہیں

حباب وار رہوں آمادہ فنا ہر دم
سنا ہی حال مجھی کیا وصال نہیں

جو رکھی تو تو رہوں تیری پائینہ
دلی نہ چھین ن بہین درد ... آکال نہیں

غذا رہی سگ دنیا کی جیفہ دنیا
مجھے تو ... ہی حلال نہیں

عیاں ہے نخل تمنا کی ... گی
...

عروج نشہ میں افتاد کی ...
...

۱۸۲

آنکہ بدلی کسیلی ایسی ہوی بید بید کیون — اپنی ہمچشمون سے ہی آنکہ تو نظر ملتی نہین
مقتضا تیری جہالت کا ہی لیتا ہی جو آڑ — روکی جو تیغ قضا ایسی سپر ملتی نہین
اوس پہ یکو مال کی خواہش ہے مین دفتر — کیا کرون لوح طلسم گنج زر ملتی نہین
ہی دم آخر مرا سن سلے وصیت آنکر — آتی جہلت کیا تجہی او حیلہ گر ملتی نہین
خاک پا اوس غیرت خورشید کی چہری ملی — تجکو دار وی کلف کیا او قمر ملتی نہین
پا ندہون پیشتا را گنا ہو نکا نکی پہ ہی — یا بجواری تو ہنگام سفر ملتی نہین
سانس لینی کا کسی یارا ہی فرط ضعف سے — حال دل کچہ کہتی قدرت اسقدر ملتی نہین
ہی یہ از صندل اگر ہاتہ آتی خاک پای یار یہ — سر ٹیکتا ہون دوا درد سر ملتی نہین
حسن حیرت زا سے تیری تپلیان پہرا گئین — اب پلک سی ہی پلک وہ پہر ملتی نہین
صبح لیجاتا ہی رقعہ شام کو لاتا ہی پہیر — یار کی ڈیوڑہی تجہی کیا نامہ بر ملتی نہین
ہنستے ہنستے کہول دیتا ہی اگر جوڑا کبہی — ایسی چہپ جاتی ہی بالو نمین کمر ملتی نہین

رند ہی سرکار عالی مین قدیمی جان نثار
کیا اوسی خلعت مین شمشیر و سپر ملتی نہین

مبتدای حسن کامل کی خبر ملتی نہین — ہی دہن غائب تمہارا او کمر ملتی نہین
عیسیٰ او عیسیٰ نفس تجکو خبر ملتی نہین — نبض اس بیمار کی دو دو پہر ملتی نہین
مین تو کیا ہون ہوش کا فو کو پڑی ہین دقتین — شانہ مین حیران ہین اوسکی کمر ملتی نہین
مرغ دل پہنسا ہی کیون صبر کر دیتا بن کو — دام گیسو سی رہائی عمر بہر ملتی نہین
دیکہی جب تجہ سہرکو آتش بالا بال سے — سہا غلط مشہور دولت بی ہنر ملتی نہین
سرکشی کی کاشت ہستی مین جلتی سے ہو — اس چمن مین جہاڑ کے شاخ بار ور ملتی نہین

بجا ہی انسان کو بھی پاس عقل آبرو
یاد رکہی جا کی پہر آب کہر ملتی نہیں

ناوک مژگان کی دلبر وہ جراحت کر گئی
چشم سوزن کو بھی جو اوس بخیہ گر ملتی نہیں

سرو قد کا ہی مونہ ہر عشق داغدار
ڈہونڈہی تو اک انگوشتی بی شجر ملتی نہیں

مثل عنقا اکثر ونکا نام ہی ہی یان نشان
کہتی ہین اکسیر جو دنیا مین پر ملتی نہیں

یکقلم خالی ہوا مرغان خوش الحانسی باغ
نام کو بھی بلبل بی بال و پر ملتی نہیں

دلمین اوسکی گہر کری تاثیر کچہ اپنی کہان
کیون اثر سی جا کی آہ بی اثر ملتی نہیں

کیون سلیمان آپکی جلسی مین کیا رہتی ہی روز
وہ پری اک رات مجکو اپنی گہر ملتی نہیں

دار اوسکی تیغ کی بڑہ بڑہ کی سب سہتی ہی رو
اس سی بڑہ کر کوئی فولادی سپر ملتی نہیں

سر کفن باندہی کفن مین کوی قاتل کو چلا
راہ آنیکی تجہہ او موت گر ملتی نہیں

گہر مین بیٹھی سی بر آتی ہی کوئی امید دل
جب تلک انسان تہولی در بدر ملتی نہیں

اب تلک سمر تہ وہ باندہ چکیا قتل پر
کیا کری قاتل کو جو دانتی کمر ملتی نہیں

مشتعلین رخ شمع مین فریادی ہین درد مشت
داد انکی کس لیی اے دادگر ملتی نہیں

اشک وہ چہوٹتی تمہاری ہی یہ الفت کی نگاہ
جسکو آنکھین ڈھونڈتی ہین وہ نظر ملتی نہیں

ایک قاصد وہ کرتا ہون فدا قاصد وان
نامہ بر جاتا ہی جو اوسکی خبر ملتی نہیں

کیسی دربار کسکا روتوان برخاستہ ہی
ہمرہ گذرا نین کسی اونکی نظر ملتی نہیں

ہجر کی شب ہاتہ مین لیکر چراغ ماہتاب
ڈہونڈتا پہرتا ہون گردون سحر ملتی نہیں

پارہ ہای شیشہ دل ہین بہری دامان میں
کسکی سہ ماہ رون دکان شیشہ گر ملتی نہیں

فصد کسکی لیجیے کس طرح نشتر نہیں
رگ تہی سودائی کی وہ دو سہیر ملتی نہیں

بیسر و سامان واتہ ہو کی کیا بتلاو رند
کوچ ہی اور فرصت ساز سفر ملتی نہیں

سمجھی بازیچہ ہستی کو جو ہین نقش خطا
کہیں اٹکو نکا سمجھو ہین وہ مرجانے کو

رزق غنچو اڑکی سہو پہنچتا ہی جو تقدیر کا ہو
پردو مین ہی رزاق لو پہنچانے کو

سیر ہو نخل تمنا کو ہرا کر دے گا
خاک مین جسنے کہ سبز کیا دانے کو

آفرین آفرین محبہ مست کو سے پینے پہ
مرحبا مرحبا ساقی ترے بلوانے کو

ہر طرف پھیل گیا نفخہ صور عالم مین
نہ رہی مہر و محبت تو قسم کھانے کو

مرگیا منتظری مین تری او وعدہ خلاف
موت آئی ملک الموت تری آنے کو

رہ نما عشق صنم کا ہو تو انشاء اللہ
کعبۃ اللہ سے سیر کر چلین بتخانے کو

عقل کامل پہ شرف پاتی تو ہو جوش جنون
وہ پری آئی اگر بیڑیان پہنانے کو

حیف ہی جیسی محبت مین جلو دنیا سے
ناصح گور بھی آیا نہ وہ سمجھانے کو

کیون فلک کاسہ سر شکر کرین کھائین اونکے
دیکھ سکتی ہی ان آنکھون سے نہیں پیمانے کو

رحم دل ہون کبھی دیکھ سکونگا یہ ظلم
شکل ہی بلبل کی جدا شمع سے پروانے کو

شان نداقی رنداق تو دیکھ الاصیاد
لے اڑا دام سے [illegible] پروانے کو

پا بجھا کیا ہوا آگ مین جاکر وہ بھی
پہلا استہ سمندر کا نہ پروانے کو

ہو گئی کیونکر وہ [illegible] ساقی
اور دیوانہ ہوا [illegible] لگ گئی مستانے کو

تازہ ہو لیلی و مجنون کی [illegible]
لگ گئی [illegible] عشق کی افسانے کو

متصل پارہ مسطور ہی [illegible] کی رات
شمع کی گرد پھرتی ندو پروانے کو

[illegible] مرشد مرہ یہ حضرت عشق
دوڑ [illegible] حاضر ہی جگر کھانے کو

[illegible] اور خاک مین طاقت نہیں ہرا کرنے کی
توشہ طیبہ ملتی نہ اگر دانے کو

بعد مردن بھی ہی عاشق [illegible] انجام
شمع تربت پہ بسمل نہیں پروانے کو

۱۸۵

لاحاصل وبیفائدہ ہی تیری شفقت
خس پوش کیا سبزہ خط نے مری یوسف
صد ہجر جدا اوٹھائے تیری او شام غریبی
جلوی ہین ہی تیری لوای روشنی طبع
طفلی سی جوانی نے تصرف جو کیا ہے
طعل شب فرقت تری لفونکو خدا دے

پابستگانہ دوگز سے کفن اورزیادہ
پر فیض ہوا چاہ ذقن اورزیادہ
یاد آنے لگی صبح وطن اورزیادہ
چمکے گا ابھی میرا سخن اورزیادہ
گدرا گیا کافر کا بدن اورزیادہ
پیدا ہون خم و پیچ و شکن اورزیادہ

پوشیدہ کیا جسقدر احباب سے ای رند
مشہور ہوا میرا سخن اورزیادہ

کیون بھر بار ہی اوس حسن صیاد کی آنکھ
مژدہ کنج قفس تجکو مبارک بلبل
دم آخر ہی جو آنا ہی تو آجا ک ورنہ
گل کو دیکھا تو تصور گل عارض کا ہوا
پھوڑ ڈالون مین سوای رخ و قد دلدار
آج کل سی نہین منظور نظر شہر اہون
خبر شفقت کبھی دم بھر نہین رہتا ہی
تیغ چشمی نے کیا سو کا عالم پیدا
اوڑ گئی نیند مری زمری ہنکر شب کو
مرض ہجر نے اسد رجہ کیا زار و نحیف

حور کی شکل ہی کافر کی پریزاد کی آنکھ
آج پڑتی نہی بری طرح صیاد کی آنکھ
نیند بدلی ہی مری عاشق ناشاد کی آنکھ
دیکھا نرگس کو چمن مین تو تری یاد کی آنکھ
ہو جو مائل کبھی دید گل و شمشاد کی آنکھ
عہد طفلی سی تری محو ہی تو صیاد کی آنکھ
کس کہ پیسی تری شیرین پہ تہی فرہاد کی آنکھ
کام لاکھون نہین کرتا اوس تیغ جلاد کی آنکھ
نہ لگی صبح تلک شام سی صیاد کی آنکھ
ڈھونڈتی پھرتی ہی مجکو مرے ہمزاد کی آنکھ

آویزہ گوش یار کا اوسکو بناؤنگا
آتی ہین یاد پانو نگارین جو یار کے
کیلا کسے و رہا ہے ستر شیر ہزار
شانہ کی طرح اسکو بہی لیکا سا پڑ گیا
سیری خطا ہو انکو عبث باندہتی ہون آپ
بہتر ہی میری لاش جو اسطرح دفن ہو
کا نہین اگر تو رعشہ پیری سجا نیو
اے دوست ال جو کہتا ہو کرتا ہین یہ بہی
مولا مری محمد و اوشہا پائی سر بہت
سرگرم چاک جیب رہے وہ کوچہ گرد ہی

آجا لگا جو کوئی در شاہوار رہا تہ
ناچار ملنے لگتا ہین بے اختیار رہا تہ
آیا مگر نہ ہاتھ مین گیسوی یار رہا تہ
جاتا ہو سوئے لغابل اختیار رہا تہ
تقصیر وار مین ہون کہ تقصیر وار رہا تہ
مردا درون قبر مین مزار رہا تہ
چاک کفن کیون ہو ہین بیقرار رہا تہ
مجبور ہین جو پاؤن تو بے اختیار رہا تہ
اک چہوڑ دو اور بہی تیغ ذوالفقار رہا تہ
قابو مین پاؤن تہی نہین وہ کنار رہا تہ

خلوت سرا نہ پائی تہی رند ایسی عمر بہر
مر کر لگا ہے گوشہ کنج مزار رہا تہ

منہ دکہا نکو اتہو صورت دیکہ لی
شکل بدلی اور صورت ہو گئی
ایک سجدہ نہین کرتا ہے
ہر عیان حال سگ اصحاب کہف
بیا بدن بہی تو نہ تم سے نہ سکی
جانتے ہم نہ ایذا آپ کی
گہر تین اب لگا قیر

دیکہ لی اور جہ طلعت دیکہ لی
اک نظر سے وہ صورت دیکہ لی
بس خدایا تیری قدرت دیکہ لی
جانور کی آدمیت دیکہ لی
آپ کی صاحب سلامت دیکہ لی
وہ بہی صاحب کی عزلت دیکہ لی
صاحبون چشم عنایت دیکہ لی

ایک سے ہین ایک سے لالہ رنگ … صف شکن ہر وجری کیواسطے

عمر لو اسد رہ کیا دل مین ہجوم … جانہین ہو خرمی کیواسطے

اور کیا ہو یار کی آنکہون سے کام … خلق ہین جادوگری کیواسطے

یاد رکہنا شرط اور مشروط ہے … آدمیت آدمی کے واسطے

رنج و اندوہ و ملال و درد و غم … صدمے ہین یہ آدمی کیواسطے

سبزۂ مدفن اوگا تہا کیون فلک … آہوون کی کیا چری کیواسطے

لڑ گئے وہ اک ذرا سی بات مین … پہر وہان روٹہو اک گہڑی کیواسطے

جی نہ گہبراے ترا ہے مشغلے … عشق کر لے دل لگی کیواسطے

کیا مجہے پیدا کیا ہے ای خدا … ان بتون کی بندگی کیواسطے

بیکسی میرے لیے پیدا ہوئی … مین بنا ہون بیکسی کیواسطے

بولا مرغ نامہ بر کو کرکے ذبح … یہ سزا ہے ایلچی کیواسطے

دیکہہ کی مین جان آنکہی ہے مری … ہای کس چنیا کلی کیواسطے

باریاب جلوۂ محبوب ہے … کیا شرف ہے آرسی کیواسطے

مرقد تیرہ مین کافی ہے مجہے … داغ سودا روشنی کیواسطے

کیجیے ہر دم عبث تن پروری … ای اجل کس زندگی کیواسطے

خامۂ قدرت لکہیںیں وہ بہوین … رہ سکتی ہے کہی کیواسطے

خشت کیون رند کو بخشا ہے … یا گلی روح بنی کیواسطے

برباد نہ جائیگی یہ فریاد ہماری … کوئی تو سنے گا دل ناشاد ہماری

رندانہ کلام اپنا پسند آتا ہے اسے رند
اکثر غزلیں پڑھتے ہین آزاد ہماری

جھوم جھوم آتی ہے گھنگھور گھٹا ساونکی
ٹھنڈی ٹھنڈی چلی آتی ہے ہوا ساونکی

صورت ابر ہوا بر سے مزاج ایسا قی
لے اڑی مجھکو بھی ہوس ہوا ساونکی

خون عشاق مین ہر یسنے لگی گند ہو لگی
رنگ لائی تری ہاتھون مین حنا ساونکی

کوکو اک سمت پپیا کہین کوئل کرے شور
مور چلاتو ہین ت آتی ہے کیا ساونکی

لہلہانے لگے جنگل ہے ہر بھر کھیت ہرے
روپ کہلانے لگی نشو و نما ساونکی

اوس سے بالیدہ ہوا اشجار کہلا ہے جوبن گل
کم نہین باد بہاری سے ہوا ساونکی

فرقت یار مین یون لگتی ہے اشکونکی جھڑی
زور سے جیسے برستی ہے گھٹا ساونکی

دیکھی کالی گھٹا ہجر مین رلوا ہی کیسے
جان پر کسکی ہو نازل یہ بلا ساونکی

پھول لالہ کو بھی منہ مین یہ شرخ ہی رنگ
کیا رچی ہاتھونمین اوس گلکے حنا ساونکی

کان مین دیس کی آواز چلی آتی ہے رند
تانین لیتی ہے کوئی حور لقا ساونکی

سائل ہون ای کریم تو دیدے ذوالمنن مجھے
عشق علی رہے جبین و حسن سے مجھے

جوش جنون مین ہے بریاں بدن مجھے
کیا پھاڑ تو نہ کھا ہو مرا پیرہن مجھے

آخر ہوا نصیب نہ گور و کفن مجھے
مارا قضا نے کرکے غریب الوطن مجھے

دندان ٹھہائین نقش لب سرخ یار پر
دکھلائین کندہ کرکے عقیق یمن مجھے

وحشی جو بھی ہین کسی شہری غزال کا
آنکھین دکھائی آہ ہین جنگلی ہرن مجھے

ہے نقش میری فکر مین ہین فکر نقش مین
مین راہزن کو تاکتا ہون راہزن مجھے

189

[illegible]

حیران ہی سے ہے جھک رہی ہے	نرگس کس گل کو تک رہی ہے
آئی ہے بہار غنچے چٹکے	کیا پھولون کی بو مہک رہی ہے
میخانے پہ مینہ برس رہا ہے	بجلی کیسی چمک رہی ہے
باقی ہے ابھی اثر جلن کا	سودا تو گیا ہے جھک رہی ہے
پوچھو نہ جلن کا دلکی احوال	اک آگ بڑی دہک رہی ہے
نرگس کو تو آنکھ اوٹھا کے دیکھو	کس یاس سے تکو تک رہی ہے
لیلی مجنون کا رٹتی ہے نام	دیوانی ہوئی ہے بک رہی ہے
پیغام بہار آن پہونچا	بلبل کیا کیا چہک رہی ہے
مژگان کا جو دلمین ہے تصور	اک پھانس بڑی کھٹک رہی ہے
ہو جائیگا رام رفتہ رفتہ	وحشت تو ابھی جھجک رہی ہے
باقی جو یہ جان ناتوان ہے	کیا رندون ہی سے سٹک رہی ہے
آنے کی تر سے ہی منتظر ہے	او موت کہان تو تھک رہی ہے
کیا شوخ ہے وہ شہری رنگت	کندن کی طرح دمک رہی ہے
روئی رنگین عرق فشان ہے	شبنم گل سے ٹپک رہی ہے

ہم رند ہین بزم اپنی کس رات
بے جام و می و گزک رہی ہے

خاموش دل ابعشق کو بلبل لیے ہوئے	گل مست تو چمن مین پیالے لیے ہوئے
امسال فصل گل مین وہ پھر چاک ہو گئے	اگلے برس گرفتے جو گریبان سیے ہوئے
ہم بھی ہوا ہین اک گل نو خیز حسن کے	برسون سے پھر رہے ہین چاک گریبان کیے ہوئے

[illegible]

ذرا دیکھ عبرت سے سوتے ہین غافل	ہزاروں ہین سینے کفن کیسے کیسے
تجھے دیکھکر جو گری اپنی بھولے	چکارتے ہین ہرن کیسے کیسے
کسی کے نہ ہتھے چڑھا راہ بھر مین	رہے گھات مین راہزن کیسے کیسے
خدائی بناتے تری گیسوؤن مین	خم و پیچ و چین و شکن کیسے کیسے
عدم جا کے ہستی کی یاد آئیگی کیا	اوٹھاتی ہین رنج و محن کیسے کیسے
ہمین بھی کبھی عشق کے ولولے تھے	دکھاتو تھے دیوانہ پن کیسے کیسے
نہ کی آہ بھی سوز مین اللہ رے ضبط	جلے میرے داغ بدن کیسے کیسے
نہ رنگت ہے تیری سی بو ہے نہ تیری	ہزاروں ہین یان گلبدن کیسے کیسے
کھلے بند ہے اون گوری گوری ذرا دون کی	یہ بیج بند اور نور تن کیسے کیسے
جلا مین نہ کیون غول صحرا مین تھمین	موے یان غریب الوطن کیسے کیسے
دکھاتی ہین دیوانے جب سوز وحشت	تڑاتے ہین طوق و رسن کیسے کیسے
جہان گل تھا اک خار بھی اب نہین ہے	اجاڑا ہے خزان نے چمن کیسے کیسے
نہ ہمسنگ تھی جو یاقوت لب کے	ہوے زرد لعل یمن کیسے کیسے
لڑین ست سے وحشی لگا ہو کی آنکھین	چھٹے ہین یہ جنگلی ہرن کیسے کیسے

ملے تھے ہمین رند کل اتفاقاً
رہے ذکر شعر و سخن کیسے کیسے

خبر بھی تیری بیمار فرقت کو تب ہے	بشدت قلق ہے نہایت تعب ہے
مریض محبت ترا جان بلب ہے	تجاہل ستم ہے تغافل غضب ہے
وہ آفت ہے آفت ہے آفت ہے آفت	غضب ہے غضب ہے غضب ہے غضب ہے

۹۱

وہ ہے شہر ابن امیر عرب ہے
غلام و سگ ہون الٰہی کرم کا ساقی

مسیحا کی ہے اذن آنکہ سیہ ہی ||| مسیحا اب یہ بیمار اللہ رکہے

پڑا ہے مبتلا عشق بازی کا لپکا ||| سے تجہے اور دل زار اللہ رکہے

وہ زلف سیہ دیکہ کہتے ہین عاشق ||| بلا مین گرفتار اللہ رکہے

رہے گرم بازار حسن و محبت ||| یہ جنس اور خریدار اللہ رکہے

مسیحا بہی بیمار الفت ہے تیرا ||| سے تجہے چشم بیمار اللہ رکہے

رہے شوق آنکہونکو حسن بتان کا ||| مجہے محو دیدار اللہ رکہے

پہلے پہولے ہر فصل مین یا الٰہی ||| شگفتہ یہ گلزار اللہ رکہے

پہنے ہوبری طرح رندو نہین واعظ ||| یہ جبہ یہ دستار اللہ رکہے

یہی تو وسیلہ ہے اک مغفرت کا ||| ہمیشہ گنہگار اللہ رکہے

غنیمت ہے الیسے برے وقت مین زند ||| یہ دربار سرکار اللہ رکہے

غزل مشاعرہ واجد علی پادشاہ

وقار شاہ ذوی الاقتدار دیکہ چکے ||| ظہور قدرت پروردگار دیکہ چکے

نقاب کہول کے روئے نگار دیکہ چکے ||| کچہ ایک بار نہین لاکہ بار دیکہ چکے

جہانکی عیش غم روزگار دیکہ چکے ||| جو دیکہنا تہا سو پروردگار دیکہ چکے

وہ جیتے جی ہے اپنا سے نزع کی آگاہ ||| جو صدمے تیرے شب انتظار دیکہ چکے

خدا کیواسطے اب چہوڑ جسم خاکی کو ||| او بیتین بہت اے جان زار دیکہ چکے

جنون نے خوب کہائی بہار جیب کنار ||| ہوا مین اڑتے ہوے تار تار دیکہ چکے

وہ قول غیر کو دیتے ہین لیتے ہین اقرار ||| تری طرف کو دل بیقرار دیکہ چکے

یقین ہے اب نکرین مجہ کو قتل بے تاخیر ||| فسان چڑہا کر وہ خنجر کی دہار دیکہ چکے

سبقت کو لے گئی ہیبت فرشتہ نقال
عزیز کیوں کے میراز مزار دیکھ چکے

نصیر بھی متر صد نگاہ لطف کا ہے
ادھر بھی رند مرا شہریار دیکھ چکے

ورع شہری سب اقرار یار دیکھ چکے
فریب دیتا ہی ہر بار یار دیکھ چکے
نگاہ کج سے بھلا جسے عمر بھر دیکھا
رہی ہے کس سے نہاں یار کی تجلی حسن
دلا جو عشق میں صدمے دیے ہیں یار نے ہیں
سوال حسرت دیدار سن کے فرمایا
ثبوت جرم یہ اندیشہ کیا رہا باقی
یہ بار کفر تو ایمان سے بھی سنگین ہے
وہ راز کونسا ہے جو رہا ہے نہاں
ہما نہ طعنہ زنی کا مقام یوسف پر

تری صداقت گفتار یار دیکھ چکے
نہیں تو ایک کا بھی بار بار دیکھ چکے
وہ سید ہی آنکھ سے سو مزار دیکھ چکے
کچھ اک نہیں نہیں موسی ہزار دیکھ چکے
تری فتور بھی ادنا لکار دیکھ چکے
یہ دل لگی نہیں بس ایک بار دیکھ چکے
رحیم جب سے تجھے تقصیر وار دیکھ چکے
گلے میں ڈال کر زنار یار دیکھ چکے
بھلے برے کو تری کردار یار دیکھ چکے
تجھے بھی ہم سر بازار یار دیکھ چکے

گران ہی اپنی تو بہت یہ بار احسان نند
اوٹھا کی دوش پہ یہ بار یار دیکھ چکے

سب عمر جاگ کر تری حسرت میں کھوئی ہے
جان حزین یقین ہوا دل نے کھوئی ہے
یاں ہے کون عمر کو ضائع کرے عبث
رو یا جو میں تو یار کو دل کا ستا غبار

او موت کیا تو مر گئی بس نیند سوئی ہے
یا خضر آپ ہی نے یہ کشتی ڈبوئی ہے
تم غور سے تو دیکھو ہمارا بھی کوئی ہے
شبنم لگی کرد عارض گل آ کے دھوئی ہے

١٩٤

شراب ہیں جو ساقی میں بادہ خوار ہو کے چلے
مدام بیٹھے رہے پھول جیسے پھول سے چلے

اڑا تو رند جو صحرا کو خاک میں مل چلے
جلا کے مشعلیں چار و نظر سے غول سے چلے

نہ بدلی چال کو اپنی فلک کی ساعت
لحد میں آلہی کرے اس گھڑی کی جول چلے

وہ ساتھ رکھتے ہیں اسطرح مجمع عشاق
صحابہ ساتھ لیے جسطرح رسول سے چلے

سبب سے گردش افلاک کو سہے صدمے
اسی ہنڈولے میں کچھ روز روز ہم بھی جھول چلے

لگے نہ نالوں سے خریع پیچ نہ دم بھر
زبان جب ملک سے نائب رسول چلے

نکلے گھر سے اگر جائیں دشت وحشت کو
خضر سے پہلی ہدایت کر اپنی عمل سے چلے

زبان حال سے کہتا ہے اپنی ہر اک گل
شگفتہ آئے تھے اس باغ سے ملول چلے

یقین ہے کہ زمین پر گرے یہ رہ جگر آئین
فلک جو چار قدم تو مری شمول سے چلے

خیال یار کا خود رفتگی نتیجہ ہے
جو یاد آگئی اوسکی تو خود کو بھول چلے

ہر حرف جانکا ایسی ہیکت سے ہر دم
تباکی باہرہ تھا تک کہیں نہ بھول سے چلے

پہونچکو یہاں کوئی ابتک پھر انہیں محروم
نصیر یہ درِ دولت سے جھیول چلے

نہوگا شاعر کامل بغیر علم عروض
نہ کار ربیع زمانے میں بے اصول چلے

بس اب تعلقہ دہر سے علاقہ کیا
جو جمع اپنی تھی سب کر چکے وصول چلے

ہوئی تمہارے تصور میں بیخودی طاری
تمہاری یاد میں عشاق سب کو بھول چلے

سنی جو بیشتر اوسمیں صفت جیمی کی
قبول ہو میکدہ سے بھی نا قبول چلے

ضرور چاہیے گلشن میں شغل بادہ کشی
ملی نہ جبین اگر ساقیا تو پھول سے چلے

یہ کیا سمائی طبیعت میں بادہ و شیشہ
زمانے سیج میں ایسے حباب پھول چلے

فراق یار میں جب فکر شعر کو بیٹھے
ردیف یاد رہی قافیہ کو بھول چلے

[illegible]

عمر سود و زیان دار ہم مانند فکر کالائے
جنون تیری لگت بد و بیخ دنیا سے فراغت ہے

تصور کر کے کعبے کا صنم خانے میں ساجد ہوں
بظاہر بت پرستی ہے حقیقت میں عبادت ہے

یہ نبض حسن کی ہے دو رخ پہ زلفیں ہیں ہم
بلا تشبیہ وہ چہرہ بھی خورشید قیامت ہے

دم آخر تصور ہے زبس وحشی مزاجوں کا
غزالی نبض ہے میری رم آہو کی عادت ہے

گل تازہ شگفتہ ہو رہا ہے مضمون رنگین سے
زمین شعر میں مجکو چمن بندی کی خدمت ہے

غلط فہمی ہے یہ کہنا کہ دنیا میں ہمیں محبسا
خدا نے ایک کو یاں دوسرے پر دی فضیلت ہے

حباب بر سر موج زمینیا دم چہ می پرسی
فقط سمجھا نہیں یہ تند غافل دم کی مہلت ہے

یہ لیکے کروٹیں ہر دم کہاں تاب و طاقت ہے
کہاں زور جوانی ناتوانی تیری شدت ہے

ہوا ہیجان سودا پھر وہی پھر زور وحشت ہے
بہار آئی چلو صحرا کو ہم لوگ اب رخصت ہے

ملاقاتیں جو تھیں یاروں سے ترک الفت ہے
چھٹی آوارہ گردی ہم ہیں اب کنج عزلت ہے

چمن میں پرورش پائی گلستاں کی ولادت ہے
سنا بلبل پھر پہنچی مست گل میں ندامت ہے

ہوا ثابت جدائی سے تن و جاں کی دم آخر
وصال عاشق و معشوق کا انجام فرقت ہے

وسیلہ زندگی ناتوانی اور نقاہت خزاں تک تھی
بہار آئی رہی طاقت ہی پھر بعد و وحشت ہے

کمر باندھی ہے اوس نازک میاں نے قتل پر میرے
خوشا طالع رہے تقدیر زہے آہ سعادت ہے

مصیبت ہجر کی جسکو سناتا ہوں وہ روتا ہے
مرا احوال بھی اک مرثیہ ہے جسکو رقت ہے

بڑھانا اسقدر ربط و محبت کا نہیں اچھا
تمہارا کچھ نہ جائیگا مری حقیں قباحت ہے

جنون جوش فصل گل میں نہ ہیچ رہا ہے دست وحشت
گریباں میں نہیں اوسکو سمجھنا طوق لعنت ہے

تمنا یار کے دیدار کی ہے تا دم آخر
دلیل آرزومندی نگاہ چشم حسرت ہے

195

[illegible]

مری کا خمیر ہوگیا اپنا کہ مثل جسم
اک عمر لاہی مین گزری تا گلو رہے

واعظ چمن مین شغل کباب و شراب ہو
فردوس مین تو حلق گلو و انہر بو رہے

چرچے ہو مین جنون عشق کہ تیری ہی آدم یار
مین ہون شہوت جہا نہین مری جان تو رہے

فرقت مین ہی تصور کال کے فیض سے
تصویر یار آٹھ پہر روبرو رہے

ہوجائے جسم روح سی خالی حباب وار
مے سے اگر بھرا نہ شکم تا گلو رہے

ساکت نہ آدمی ہو کبھی ذکر خیر سے
گویا زبان ہو تو تری گفتگو رہے

ہون گر حواس خمسہ لذ شوق جہان مین
اس شش جہت مین آنکو نظر چار سو رہے

حد سے زیادہ بزرگی نہ ہو ہاتھ آئیگا کچھ
آتنا لحاظ تمکو دم گفتگو رہے

تشنیع و طعن بادہ پرستان سے فائدہ
رندون سی شیخ شہر نہ یہ گفتگو رہے

کیونکر نہ اولجھی تار نفس ہر نفس کے ساتھ
ہردم جو یاد دلبر مرغول مو رہے

مشکل صدق خدا دعا مانگ اوٹھا کے ہاتھ
سجدہ جہان مین مثل گہر آبرو رہے

لازم ہی فصل گل مین پئیں ولمون کہ تہ بند
دنیا مین جام بانٹین مین ہردم سبو رہے

گلچین غضب ہے تیرے اس ظلم و جور پر
مجھکو خدا نہ کبھی چمن مین جو تو رہے

واعظ بہت ہو انکو تو پابندی نماز
آزاد ونکو لیے تو نہ قید وضو رہے

جو پاتھا جسکا مجہ مین وہ گل بوں نہان رہا
پوشیدہ جس روش کسی غنچے مین بو رہے

ابرو کی یاد جب بھی بھولوں یقین ہے
ہردم اگر یہ دم خنجر گلو رہے

ہم بھی کبھی کسی گل رعنا کو شوق مین
برباد مثل باد صبا کو بکو رہے

جو دل کی حسرتین ہین وہ کیونکر نکالیے
ہر وقت بدمزاج جو وہ تندخو رہے

طرز زمانہ رند بہت اب بگڑ گئی
بہر حسین تشنہ گلو آبرو رہے

[illegible]

محل فقر کا ہے عجائب مقام
یہان مسند و بوریا ایک ہے

کہان اوسکے آگے کیقا فروغ
وہ خورشید روے لقا ایک ہے

فضیلت ملی ایک کو ایک پر
غرض ایک ہی یان ہوا ایک ہے

بچہ گانہ کاوش ہی مژگان کر دل
گزشتہ بہت آبلا ایک ہے

جفاکار و سیاز کاذب بخیل
مین ان تینون مین وہ بیوفا ایک ہے

ہے انبوہ عشاق عیسی کے گھر
مریض استنے دار الشفا ایک ہے

نہین بچتا دونون کا مارا ہوا
تری زلف اور اژدہا ایک ہے

نہ آیا تو اوس زلف کے پیچ مین
ارے دل وہ کالی بلا ایک ہے

ہزارون شہید محبت ہین دفن
گلی اوس کی اور کربلا ایک ہے

ہر اک درد کا ہے مداوا وہ لب
مرض سیکڑون ہین دوا ایک ہے

دوئی کو نہین دل مین غافل جگہ
زبان ایک ہے اور خدا ایک ہے

کہو کچھ جو کچھ تو سنوگے ہبی رند
ہنسی مین تو شاہ و گدا ایک ہے

۱۹۷

بچکر کدہر کو جائیگا بہرام گور سے
لاکھون نکل گئی ہے یہ بہرام گور سے

غافل نہ بیٹھنا کبھی ہندی چور سے
جیلے اوتار لیگا تری پور پور سے

بوتل بھی دو آتشہ کی ہے خنکے لائیو
ساقی بہار آئی ہے بڑے زور شور سے

اللہ رے جوش بادہ حسن شباب کی
مستی ٹپک رہی ہے تری پور پور سے

رخ اسطرف ہے گوشہ ابروی یار کا
کھینچا ہے اس کمان کو الفت کے زور سے

ٹھوکر نہ یون حضور شہیدان کو ماریے
مردے کفن کو پہاڑ کے نکلین گے گور سے

[illegible]

رہے دل کے ارمان سب دل میں حیف
نکلنے نہ پائے کہ مرنے چلے

برا ہو شرابی کا سب کھو دیا
نہ میری جوانی نہ وہ ولولے

گرا کوئی لیکر دل مضطرب
ہزاروں میں آئی لگے زلزلے

سیہ کاریوں میں کٹی عمر سب
قلم کی طرح سر کے بل گو چلے

محبت بتوں کی یہ دل چھوڑ دے
کس طرح چھاتی سے پتھر ٹلے

شکایت کا موقع تھا وصل میں
کہ تھی رات تھوڑی بہت تھے گلے

کوئی دم میں ہے نقش ہستی فنا
کدھر ہیں بیان ہے ترا او باولے

کنار لحد میں پڑے ہیں وہ آج
جو آغوش مادر میں تھے گل پلے

گلا تیغ قاتل سے رگڑا گیا
نہ جھجکا ذرا واہ رے منچلے

نہ لایا کوئی شمع و گل گور پر
لحد میں بھی داغ محبت جلے

چلے باغ ہستی سے ہم نامراد
کسی رت میں انکے نہ پھولے پھلے

ازل سے ہیں عشاق مغلوب حسن
جو مانند ماہی کے کٹے ہیں گلے

جو فریادی تیرے ہی آ نکلے وان
زمین ہوگی محشر کی اوپر تلے

جو ابرو کی ہو نگہ اشارے یوہین
مری جان لاکھوں کٹیں گے گلے

کیے جا مے کاوش پلک یار کی
ابھی دل کے پھوڑے نہیں آبلے

سرا میں نہ غافل ہو پابند ہو کر
چلو ساتھ والو چلو ہم چلے

رہے ہے مرا جسم مثالی صحیح
بلا سے یہ پتلا سڑے یا گلے

یہ سب سر زمین فتنہ انگیز ہے
ہزاروں ہی اٹھتے ہیں یاں غلغلے

نظر بھر کے پھر دیکھ لوں شکل یار
جو آئی ہے میری دم بھر ٹلے

۱۹۸

بوسہ مانگا جو شب وصل تو بولا ہنس کر
دل کی بیتابی سے تو مانگی مری سب ٹوٹ گئی
لی تو جائیگا خط شوق مگر رشک یہ ہے
امتی کیا کرین الجوع نہ چلائین اگر
اقرا کر یہین طوفان ہی و شوخ طریف
سمجھا محرم تری محرم کا نہو گا کوئی
دست صنعت سے ہزار سکو اگر شباب
شاعری کے لیے لازم ہی ملازم نہ سیٹھے

کہیں ایسا نہو پیر رونکی تو کر باندھی
بھی جراح کہو زخم پہ کیونکر باندھی
آشیان بام پہ اوسکی کبوتر باندھی
سہو کہیں جھکے نہی ہیٹ پہ پتھر باندھی
تو تیا تازہ کوئی اور زمین پر باندھی
بیشتر کہو لید لو بند اور اکثر باندھی
کیون ہوا اپنی خدا ایکی نہ آزر باندھی
لعل لب کو تری تو دانتو نکو گوہر باندھی

بائی زنہار اگر ہو تو چلتا پھرتا
رند مرد اسا پڑا رستا نہ اون ہم باندھی

حیران نکر نیگی کہ پریشان نہ کرینگے
غنچہ دہنو نکی کر وجا ہو جہان تک
کیون تو ہمین ہچکی فرقت مین آہی
ہر قت کی رونیکا سبب کچھ نہیں کھلتا
مجنونکا ستانا ہمین منظور نہیں ہے
لکھی ہی گا اوس مصحف عارض پہ خط سبز
دیوانون سے کہدو کہ چلی باد بہاری
عل باغمین ہی چار طرف زاغ و زغن کا
گھبرائینگی تربت مین مری روح سے ہی ایسی تند

کیا کیا وہ رخ و گیسو سے ہیجان نکر ینگے
ہم صورت گل چاک گریبان نکر ینگے
اندیا تو جیسے دیدۂ گریان نکر ینگے
طوفان تو یہ دیدۂ گریان نکر ینگے
او وحشت لقصد بیابان نکر ینگے
زنگار سے کیا جدول قرآن کرینگے
کیا ابکی برس چاک گریبان نکر ینگے
اب چھوڑ مرغان چمن الحان نکر ینگے
مرقد پہ اگر ختم وہ قرآن نکر ینگے

۱۹۹

آراستہ ہیں ایسا عجب نت سے ہم آزاد
تسبیح نہیں پاس مصلا نہیں رکھتے

شاعر وہ ہو جو ہر تو بیٹی ت ہے خدا کی
جو بات ہے کہ ہر کا سلیقا نہیں رکھتے

گو نرگس و گل نام کو اچھی ہیں پہ ہوں نند
گوش شنوا دیدہ بینا نہیں رکھتے

دیدگان زار جہاں کیوں نہ رہیں سیر تو ہے
اکدن جاتی ہیں جہاں تم با بجیر تو ہے

زندہ جہاں عجب کہ ہو نہ خبر تو ہے
دو نو گھر ایک ہیں کعبہ نسبی بیر تو ہے

خوشہ چین ہتا ہی کیوں ہیچ ہر بقا کا
وصف انسان میں ہیں صفت طیر تو ہے

نہ بسر ہو تیگی لذت قدح خوار نگی
ہو اگر ہر کی منادی بھی فلک سیر تو ہے

آشنا سحر محبت کہ سنا وہ ہیں سب
تو بھی اس آگ کو دریا کو اگر تیر تو ہے

زندہ جہاں کو بکھیری میں ہیں کون پہ ہی
سبکو معلوم ہے ان لوگوں میں اک سیر تو ہے

مرغ دل مردم بیمار یہ صد قرکہ ڈال
وہ سعی صحت جانکی عمل طیر تو ہے

جیسے اڑتی ہی سنی ہے خبر قتل سفیر
پوچھتا پھرتا ہوں اک ایک سے کیوں خیر تو ہے

ساقیا چند گھڑی ہو کی قدح خوار دیکھیں
صرف تند اگر ہوں عمل خیر تو ہے

دور گذر ہوتا ہے اور ہوگا بقدر امکان
آخر کار یہ پالوش و سر خیر تو ہے

کہا ہے رند لو سب پاہیر کوئی نہ چھٹا
انگلی بری مگر اک تا نہ خیر تو ہے

سچ بلا نوش کو کچھ ہی ہو گا ساقی
پھر دی جلوہ میں جب تیغ ہیں ہاتھ ساقی

پھر کو ملتا نہیں ایک پیالی ساقی
ساری ہیں مانگتا ہوں تا ہے آدمی ساقی

تو نے کیا آتش جل کر وہ پلا دی ساقی
سوں ڈالا ہی جگر آگ لگا دی ساقی

۲۰۰

۲۰۱

جو پیےگا نہ شراب آج وہ مجرم ہوگا
کوئی کلکو کل ہو تو کر دیو بینا دی ساقی

اور وہی مجھکو پلا دیگا تو ہو مستی مین
سب سنا دونگا مین دیوان لا لی ساقی

بہرنے پوا کی کلیجا مرا ٹھنڈا کردے
آب انگور ذ تو آگ لگا دی ساقی

تیرا ہی جا ہی تو ہلا دو گوی جام شراب
ہاتہ پہیلا نیکا بندہ نہین عادی ساقی

نفس گرم کی تاثیر ذو ساغر سے
شعلہ نقطہ کی مانند اوڑا دی ساقی

اور تو محشر مین سب رندی و دل تو نکلین
جام کوثر کی تمنا رہی باقی ساقی

جام بہر بہر کو مری ہوش ربا دی ساقی
آج اتنی تجھی توفیق خدا دی ساقی

خم کا خم لا کی مری منہ سی لگا دی ساقی
بعد مدت کی تو مجھے آج چکھا دی ساقی

منہ سی لگتی ہی مری ہوش اڑا دی ساقی
ایسی بوتل کوئی چنکر مجھی لا دی ساقی

دخل کیا میری سکتی کا وہ ہو جا ظرف
ایک دو جن جو برانڈی کا پلا دی ساقی

اسکی رحمت پہ نظر کر کو تقصد حسنہ
مین تو پی جاوں اگر مجھکو پلا دی ساقی

دم نکلتا ہی مرا پنبہ مینا لیکر
چند قطرے تو مری منہ مین چوا دی ساقی

عالم آب مین سیر گل و لالہ دیکھون
بہر کے ساغر کو گلرنگ کا لا دی ساقی

ایک دو جام کی خاطر نہ جرا مجسی آنکہ
عین مستی مین تو مجھکو نہ دغا دی ساقی

آج کل آئی نہ دین ساقی کوثر تجہ پر
آج اگر میری لگی کو تو بجھا دی ساقی

کیا ہی ہم رندونکو بلواتا ہی جن جنکی شراب
ساقی نہین اسکا صلا دی ساقی

بگڑنگ اتنو کلیجا ہی جلا جاتا ہے
بط مے جلد مجھی بہونکی لا دی ساقی

رہ قدح کش نہ فقیت مین ہوپی چاک شراب
رہ تہوڑا سا مجھی کہو لکی لا دی ساقی

نہ کبھی ہوشمین آیا وہ ہوا جو ہوش ازل
غفلت اس سے بچہ ہی پر مری ہستی ہوگی

آتش ہجر سے جل بھنکے سوا جو عاشق
لاش اوسکی تہ مدفن بھی پہلستی ہوگی

کون کہتا ہے کہ ہوجائیگی ارزانی حسن
کبھی بازار مین یہ جنس نہ سستی ہوگی

کیون ہے بازیچہ دنیا کو کہین نقش فنا
ایکدن جانتے ہین نیست یہ ہستی ہوگی

بعد مردن جو کوئی غور سے دیکھیگا کبھی
بیکسی اپنی ہی مرقد پہ برستی ہوگی

بادہ خوار و نمین جو کرانیا بھی آیا ہوگا
شیشے کے بدلے بھی مرے حلق مین پھنستی ہوگی

آزما لیجیے جب جانیے وہ عاشق ہون
اف نہین کرینگا گر آگ برستی ہوگی

دل جگر دونون ہی مشتاق ہین تیغ نگہ کو
سینے پر کہا ونگا جو ضرب بد دستی ہوگی

جلوہ حق ہے عیان حسن ہی سے واعظ
حق پرستی تو نہین حسن پرستی ہوگی

یا علی کہکے لحد مین جو پکارونگا رشید
ٹوٹ جائیگی اگر گور بھی دستی ہوگی

ٹیسین کہین نہ دل کی دوا بار بار لگی
کوسا تھا کسنے کسکی اسے بد دعا لگی

دل کیون نہ تھے وہ زلف سیہ خوشنما لگی
پٹے پٹھائے جان کو پیچھے بلا لگی

خاطر سے تیری کہ گئے سب آشنا لگی
اوبت جہان مین ایک نہ بولا خدا لگی

فرقت کی رات آنکھ نہ دم بھر ذرا لگی
کیسی بری گھڑی تھی جو آنکھ انجیدا لگی

پڑ جائیگا کہین کسی عاشق کا گوشا
مر جائیگی جوان اگر بد دعا لگی

میرے سوا کہ ایک ہی عالم مین کی لسبر
ہر اک شجر کو بانچ جہانکی ہوا لگی

ماشاء اللہ آج تو اسپند کیجیے
پوشاک صندلی تمہین کیا خوشنما لگی

سر گوشیان چمن مین کرے خاک عندلیب
پھرتی ہے ساتھ ساتھ گلون کے صبا لگی

فسردگی نے یہ خاموش کر دیا مجکو
جنوں نہیں ہے میں اپنا اوڑا چکا پر سے
رواج سرقہ ہی ہے تو کیا عجب اسکا
ملا تا شہر نو بسے آنکہ ہے یہ صحرائی
کیا تھا گلبدنوں سے مقابلہ شاید
ہر ایک فصل میں ہوتی ہے بیل جو سرسبز
ستم فراق نے کہایا ہے مجکو کہن کیطرح
طلائی نقرئی ہتیار ہوتے ہیں صیقل
لگائیں کہونٹ نہ قتار ہیں کہیں نظر
عمل ہوا لب لعلیں یار کا وان بہی
یہی دعا ہے ہماری الہی سانپ ڈسے
نمود سبزہ خط سے یہی ہے اندیشہ
وہ زلف رخ پہ رہے دیر تک تو ہوا ہے سیر
مٹی گی ٹہل کر و نسبت خط مشک دنیا
مین حصہ لعل لب یار اور بہر لکی کرون
لیے کنار میں خسرو کو شاد ہے شیرین
کیا تہا گیسوے مشکین یار سے دعوی
خطا و سکر حیرہ انور کا یاد آتا ہے
برنگ غنچہ سوسن کبود ہوتا ہے

کہو تو گویا کرے تا لگی مرے دہن کو لگی
جو ایک تار بہی باقی ہو تو کفن کو لگی
جو جو شمع کا بہی تا لگی لگن کو لگی
مین کیا شاد ہون گر لگی گر سنکو لگی
تہا جو خوب سو نسرین و یاسمن کو لگی
نظر کسی کی الہی نہ اس چمن کو لگی
غضا تباؤ تو کینہ مری بدن کو لگی
وہ اور اتنہو جلادیے بانکپن کو لگی
برا غضب ہے جو بہا تری چلن کو لگی
خراج چاہیے اسکا صل بدن کو لگی
جو دست غیر تری زلف پر شکن کو لگی
مبادا داغ تمہاری بہ ذقن کو لگی
جہان سیاہ ہو عرصہ اگر گہن کو لگی
گرشا جو ان کو لی ایسی تجہ سے زن کو لگی
بُرا نہ گر کسی باشندہ یمن کو لگی
خبر نہوی جو تیشہ سبی کو ہکن کو لگی
سزا ہے گرم اگر نافہ ختن کو لگی
جو دیکتا ہون کبہی چاند میں گہن کو لگی
جو جوٹ ہو لگی بہی میری گلبدن کو لگی

کر ہے اوسکے آستانے سے
ہم کہاں اور کہاں قفس صیاد
ہوئے مجبور آب و دانے سے
جلد جوئی تو کر رہی ہاسے اجل
دیکھوں آتی ہے کس بہانے سے
او فلک دل ہوا تو گہوارہ عرش
کیا ملا خاک میں ملانے سے
ہو گیا ہے نفاق عالمگیر
اتفاق اوٹھ گیا زمانے سے

آنے ہو رنج کرکے جاتی ہو
تم نہ آیا کرو اس آنے سے

ہیں بہائم بصورت انسان
آدمی اوٹھ گئے زمانے سے

شب فرقت نے دم یہ بند کیا
رہ گئی سانس آنے جانے سے

ہوگئی آخر وبال ہوکے کمر
زلف نچی ہوئی جو شانے سے

یا تو غالب ہیں آگ ڈرتی تھی
اب بھڑکتی ہے روح جانے سے

آہ آتش فشان جو کرتا ہون
آگ جھڑتی ہے آشیانے سے

جسقدر ہو ضرور ملتا ہے
رند کو غیب کے خزانے سے

تم عیادت کو لیے رند کی آتی ہی رہے
لو مسیحا ہو وہ جانسے جاتی ہی رہے

تمکو فرصت نہوئی تھوڑی زبان عجلت کی
تم رہے کام میں ہم کام سے جاتی ہی رہے

یان کفن قطع ہوا گور بھی تیار ہوئی
گھر میں بیٹھے ہوئے زیور وہ بڑھاتی ہی رہے

یان لحد میں ہم فرشتون سے سوال اور جواب
جھوٹے سچ باتیں وہ گھر بیٹھے بناتی ہی رہے

ہم کہو خاک ہوئے یہ اہلے سے چھوٹے
اب رشتی وہ عزیزوان سے نہ ناتی ہی رہے

تھی خود رفتگی یارب یہ موت آئی تھی
وہ چلے بھی گئے ہم آپ میں آتی ہی رہے

ولہ

ساقی پہونچ تو ہاتہ پہ ساغر دہرے ہوے
بریں گے خوب اوٹھے ہیں بادل بہرے ہوے

مرغان باغ بیٹھے ہیں تجہ پر جمع ہوے
نرگس کہڑی ہے آنکہ میں آنسو بہرے ہوے

کچہ غم نہیں جو فیض سے خالی ہوا جہان
ہین وس کریم کو تو خزانے بہرے ہوے

سر جنگ روزگار سے غافل ہیں وہ ہنوز
بہر کلاہ کج ہین جو سر پر دہرے ہوے

وعدۂ وصل تھا پہ بعد زوال
روز فرقت کی دوپہر نہ ڈھلی
ذوالفقار علی ہے میری زبان
رک گئی وائے نہیں یہ ابتو چلی
دل پژمردہ کا یہ حال ہے اب
جیسے مرجھا گئی ہو کوئی کلی
یا علی کہہ کے مار دشمن کو
زور بازو سمجھ تو نام علی
ہے زبان منہ میں نام کو گویا
بات نکلی کبھی مری نہ بھلی

زندہ بیدست و پا ہے مشکل میں
اب مدد کیجیے یا علی ولی

متفرقات

گلگشت کو جو آئی وہ رشک بہار باغ
بلبل چلیں جلو میں گل نوسوار باغ
عالم یوسف سے لگی ہو وصال یعقوب
عجب ہے فرقت فرزند میں حال یعقوب
توقعت کا نہیں ہے راہ کی خستگی باعث
تامل کام ہوتی ہو اس راہ میں زندگی باعث
نمایاں نظر سے نہو حور یا پری کی طرح
دکھا حسن کی جلوہ نکو آدمی کی طرح
اک آن میں وہ زلف دوتا لگئی دلکو
کیا حال کہوں دلکا بلا لگئی دل کو
جھلکی بہت ملا دہن غالی نے کلیجا
مسکراتی ہوئی فندق یا لگئی دلکو
عقدہ ہر وہ کھولا کہ وقت جبین نہی تدبیر کو
چاہیے منہدی لگا ناخن تقدیر کو
دیکھنا کس کشمکش میں پڑ گئی ہے مرغ جان
تیر سے کھینچا ہے دل دل کھینچتا ہے تیر کو
پھول کو گل سے بھی سوا ہے خلش خار پسند
طبع ہے رند ازل سے مری دشوار پسند
شیخ سے بھی شغل برہمن کر سرسی ایک گری
بت وہ ہے جسکو کرین کافر و دیندار پسند

٢٠٥

٢٠٦

کردون کب تلک سحر مین نالے ہر دم
مدعا پوچھو نہ تم راز و نیاز عشق کا
لب غزی سے فقر کے ہوتی ہین جا آفت یاد
بو الہوس کی طبع سے آتا موافق ہے محال
ہمیشہ ہو کہین جانا کیا ہین کا شراب
وہ بادہ نوش ہون پابند دردِ صاف نہین
وہ بادہ خوار ہون رہی کیطرح سے ٹپکے
نالا نہ کیا کہ مرزند و یکتا
رنجش نہ رہا سی ہونہ کہین مہربان دراز
گلچین تو کیا ہے تو نہیں نہ صیاد کا ہی ہاتھ
خلق خدا کو ہوتی ہین اس سے اندیشین
لازم ہے نذر خضر سلامت نہین کے دو
بلبل ہمارے سامنے خوش تھی مگر
جو کہ کیفیتین شراب مین ہین +
وصف شیطان مین جو ہین واعظ
چین اسے بہشت مین ممکن نہین اصلاً
لبِ خشک مین ہماری سنہ رند ہو گیا ہے
سرستی کی طرح جھوکے بادل آ گئی
طول کی گھڑی مسافت ترینا ہی لائے

ہری نامی علاقہ شہنا نہین ہے
حال کچھ کھلتا نہین یہ ماجرا کچھ اور ہے
خط مسند اور لطف ہو رہا کچھ اور ہے
سیر مین عشق کی آب و ہوا کچھ اور ہے
کھینچ پیاس مین پانی پیا سوا شراب
شہو شراب تو کافی ہے جھکو لا شراب
ہو سری خاک سے بیمغان جام شراب
کیا کیا کچھ سے مینے کر ند یکتا
مین کم سخن نہین ہون جو تم ہو زبان دراز
وہ شاخ گل ہون ہے آشیان دراز
ظالم کی رہتی کر تو نہ آسمان دراز
منزل ہے کٹھی سنتی ہین اسی کا روان دراز
بس بس زیادہ گوئی نکر او زبان دراز
قند مین ہین نہ وہ گلاب مین ہین
سب وہی خصلتین خراب مین ہین
ہوش آ ہینگی تو سمجھو نگا مسیحا آئے
اے اجل نہیں مرا یا اک درد ہو گیا ہے
منتی وقت کا فتوی ہے کہ اجل آئے
پر کہو تو ہری سب باندہ و لسی شل آ گئے

پہر نہ جائے طور کی جانب کو مشتاق جمال
ایک سی ہی ایک علی پہول اس گلزار کا

گہر مین بیٹہی سیر کرتے ہین سواد شام کی
حصول دل کا کبہی مدعا نہین ہوتا

اثر وہ کہا نینگی کیا سوختہ دلونکے اشک
نکر ریاضت بیہودہ غیر جنس کے ساتہ

دلکو یون روندہی حرام اوس کا فرگمراہ کا
کعبے سے یکسان کیا رتبہ دل آگاہ کا

نشان بیشک اس کو پیلو مین پل جائین
سنا کرین جو بلک کر کراہٹ میرا

خلوت مین ذار ہون پر نہ ہو ابہی آشنا
مقام خوف ہی زلفو نسے الحذر مانگو

بیساختہ ڈہونڈہین گی تیری انجمن آنکہین
کس حسرت دیدار مین دم نکلا ہی یارب

بیکار بنائی نہین صناع ازل نے
یا وہ نظر مہر تہی سو نہ تہی کل تک

سر سے تجہی بہلا ئینگے اسے غیرت گلزار
زندہ کرو مردے کو عنایات تمہاری

حسن لو دو فقیر ہی بات جاتی ہے

اُس نظر سے ہی اگر اوس تیغ کا جلوہ دیکہئے
شل نرگس چشم نابینا سے پر کیا دیکہئے

روز و شب جو ہین تیری آنکہونکا سودا دیکہئے
حضور قلب جو وقت دعا نہین ہوتا

بجہا ہوا کبہی دانا ہرا نہین ہوتا
جو غیر ہے وہ کبہی آشنا نہین ہوتا

جس روش سے ٹہوکرین کہاتا ہے رہ زاد کا
شکر ہی معبود کا احسان ہے سنگ کا

کہین شتاب زمین آسمان ٹل جائین
دل اہل درد کے سینو مین کیون نہ ہل جائین

جو مارون دوڑ کے ٹکر پہاڑ ٹل جائین
یہ سانپ وہ نہین جو کیلنے سے کل جائین

جب گوریں کہولونگا مین دیکہ لین آنکہین
پتہرائی ہوئی ہین مری دیکہ لین آنکہین

گوش و سر و ینی لب کا م و دہن آنکہین
اب آج ملاتی نہین اہل وطن آنکہین

رستے مین بچہا ئینگے تیرے مرد رن آنکہین
کیا بات ہی کیا بات ہے کیا بات تمہاری

بات کہنے مین رات جاتی ہے

اور قیس جز نہ لکھا ہے کیا منہ کو پسینے
وہ دیکھ غبار اٹھا ہے صحرا کی طرف سے

غالب جو ہوئی کفر یہ اب الفت اسلام
رخ پھر گیا کعبہ کو کلیسا کی طرف سے

وا ناخن تدبیر سے عقدۂ لاحل
جو وقت مدد ہو ہے مولا کی طرف سے

صاف تیلا گئی عالم کو صفائی برسات
یہ نہ ثابت ہوا آئی کہ نہ آئی برسات

ہستی پانی کی لیے ساری خدائی برسات
تو نے کیا اسکی برس خاک اڑائی برسات

اور گئی سب چمن ہستی غدار کے پھول
رفت و چار کا جیسے ہو اور چار کے پھول

رند کی فاتحہ میں تجھ سے ہو شیر یکسا فاتل
آج شہدا کی ہیں یا دس گفتہ دیدار کے پھول

کیا فقط رندوں کو شوق ہی لگا ہے آج
دست صوفی میں بھی ساقی قدح ہنگامہ ہے آج

اور لگتی ہیں فرشتے جواب و سوال سے
گھورا جو ہیں کہ گور میں آنکھیں نکال کے

لگا ہے واب واب کو دانتوں میں سقدر
لگتے اور ادا میں زبان سوال کے

ہو دیکھا ہی راہ عشق کو مجھکو نہ ہیں
دل میں جو ہو یا دلکو کانٹے نکال کے

پہونچا ہوں پھر کے آبلہ پا کی حیا گلیں
بیٹھے ہیں خار خشک زبانیں نکال کے

تیرا کلام کتنا مشابہ ہے میر سے
عاشق ہیں ہم تو رند اسی چال ڈھال کے

ہر برگ خشک سرخ ہے گل کے عذار سے
آئی خزاں چمن میں جو گلشن بہار سے

ہے حوصلہ تو آکے نواسنجیاں کرے
بلبل تو کیا ہیں بند ہیں ہوں ہزار سے

ابیوس ارسطو ہے یہ دست افلاطون ہے
اک گردش ساغر میں اچھال گلگون ہو

سب غیر نگاہ ہیں فقط آشنا ہمیں
بستوں کی گرچہ شور سے دلوں کی ہما ہمیں

اے ہمیر زنگ لاکی ہیں کچھ ذرہ پیش نیز
لاتی ہے عیش باغ سے جا کر صبا ہمیں

عجیب ہیں بہتر ہو گا کہ ساری وصف ہیں
جانتی ہو صفت کسکی ہمارے وصف ہیں

ناچار کشد دست مسیحا ز علا جم — آخر چه کند کس مرضی را که دوا نیست
دشمن به از آن دوست که در سعی نکوشد — بیکار بود ناخن اگر عقده کشا نیست

مغتنم ہی جانیو اے دل اسے جو حال ہی — سال آیندہ نہوگا یہ بھی جو امسال ہے
پی لاکہ بار ساقی کی لاکہ بار توبہ — پس کر چکا میں توبہ ہزار توبہ +
حسرت اے تازہ اسیران قفس آتی ہے — دہوم سے فصل بہار اب کی برس آتی ہے
کہہ دو اسی گور حسرت قاتل قریب ہے — مرجای پھڑ پھڑا کے یہ بسمل قریب ہے
دو دو اسکو جانتا یہ فراست سے بھی بعید — وہ شاہ رگ سے بھی تری غافل قریب ہے

رہی فقیر از اتفاقات مطلعی در بحر تازہ تالیف نمودہ بنا بر صحت بخدمت ناسخ مرحوم فرستاد در جواب نوشت از قراین معلوم میشود کہ بحر نو از قوت فکر و طبع رسا پیدا گشتہ ارکان کامل و وافر را بکار بردہ اضمار و عصب را آوردہ اند و گرنہ از دوایر خارج است مستفعلن از متفاعلن با ضمار و مفاعیلن از مفاعلتن بعصب گرفتہ مستفعلن و مفاعیلن کردہ اند سبحان اللہ مطلع این است

بدرت ہوی نہین کہا دلدار کو قیامت ہے — تدبیر کچہ نہین ملتی کیا موت بد آمت ہے
مستفعلن مفاعیلن مستفعلن مفاعیلن — مستفعلن مفاعیلن مستفعلن مفاعیلن
موافقت مین عناصر کی گر نفاق نہوتا — فراق روح کا قالب سے اتفاق نہوتا
در در گلی گلی کے پہرانی سے فایدہ — مجکو فلک ہماری ستانی سے فایدہ
جز گریہ خرمی مری تقدیر مین نہین — طفلی سے رو رہی ہین ہنسانی سے فایدہ
جلتی جی تمنی بات نکی ہنسکے ایک دن — اب مر گئی یہ اشک بہانی سے فایدہ

٢٠٩

حیلہ بارز از جہان گشتم و عالم دیدم	ہست از زان ہمہ طبعہا مگر آدم دیدم
نہ کہا رشک مسیحا اوسی بیمار آنکہین	پہیر لگا کوئی دم مین تیرا بیمار آنکہین
صورت آبادسی جاتی ہین ملکہ گار وصال	حق یہہ ہی رکہتی نہین کافر و دیندار آنکہین
اوس حیا دار سی ہی شغل نظارہ بارہی	نکہری عکس سی آئینی مین جب چار آنکہین

قطعہ در مدح امجد علی شاہ بہادر

سلطان ابوالظفر بہادر	خاقان ابوالظفر بہادر
من بعد خدا رحیم و عادل	ہے شان ابوالظفر بہادر
احکام قضا کے ہے مطابق	فرمان ابوالظفر بہادر
مقدا و وعدلیف سی ہی کامل	ایمان ابوالظفر بہادر
ہے صوم صلوٰۃ پر ازل سی	میلان ابوالظفر بہادر
ناغہ ہو جائے ذکر کیا ہے	قرآن ابوالظفر بہادر
مانند سحاب درفشان ہے	دامان ابوالظفر بہادر
سنتا ہون جسے وہ کہہ رہا ہے	قربان ابوالظفر بہادر
ہوگا نہ کوئی ہوا جہان مین	ہم شان ابوالظفر بہادر
خسرو کو نصیب تہا نہ جم کو	سامان ابوالظفر بہادر
عالی ہے مثال قصر جنت	ایوان ابوالظفر بہادر
زیبا ہے لقب جو پای رضوان	دربان ابوالظفر بہادر
روشن رہین نور معرفت سے	چشمان ابوالظفر بہادر
رکہتا ہے فوق عارفون پر	عرفان ابوالظفر بہادر

قصیدہ در مدح وزیر الممالک نواب علی نقی خان بہادر

جھونکی لیتا ہی سر اک نخل گلستاں اسطرح
جسطرح کہاتا ہو لغزش کہیں پا مخمور

غنچہ کرتا ہی تبسم کہیں گل ہنستا ہی
آ ہجو ایک طرف دیکھو تو ہی پر شور

جوشش فصل بہاری سی تعجب کیا ہی
روغن گل بعوض شہد اگر دے زنبور

گرم بازاری گل پہونچی ہی اس زینکو
اہل دنیا کی ہی گل ہوگئی ہی شمع شعور

ہی زمین خوش شگفتہ ہی تو اسمین ای رند
تازہ مضمون کی اک تازہ غزل کر مسطور

غزل

دیکھو کیا عارض رنگین بت غیرت حور
حسن گل پر ہو پہر بلبل شیدا مغرور

کوچۂ یار سی گذرے جو کبھی باد صبا
نکہت گل سی مشام دل بلبل ہو نفور

اوسنکی کہتا ہو نہیں ہیبا رتب محو عشق
حشر کو روز بہی اوٹھی جو لحد سی مخمور

صبح دل کو مرے بیداد گرفتار کیا
لیکہ صیاد کا تہا مرے رسا فہم و شعور

دور کیجو دل سے میری صدمہ ہجران یارب
سخت نازک ہی یہ شیشہ کہیں ہو جائی نہ چور

غیر کے ہاتہ سی پلوایا مجھے جام شراب
نوش اسطرح کا کہلایا نہیں نیش زنبور

... دلبر ... ہیوں ... آپ ... خالی ...
شیشہ جس رنگ مئی ناب سی ہو وے معمور

...
ہو کی حیران لگا کہنے کہ اے رب غفور

... گل ... ہماں ... جو
استفادہ ... نزہت و عشرت سی جہان ہی معمور

سنکی ... کہا پیر خرد نے غافل
اوسکا انکا ارادہ ہی یہاں جسکی حضور

...
بات کرنیکا نہیں ... سحبان کو شعور

...
... ایسا کہ ... علم ... شعور

فخر خاقانی و فردوسی و سعدی و ظہیر
افتخار فصحا شمع بلاغت کا نور

٢١١

ہی بجا منتظم الملک جو پایا ہی خطاب
تو سزاوار ثنا کی ہے کہی تیری ثنا
کر قبول اسکو طفیل نبی و آل نبی

ہو گیا سارا جہان عدل و کرم سی معمور
اور کچھ مجکو قصیدے سی نہین ہی منظور
مانگتا ہون یہ دعا تجھسے مین ای رب غفور

شاد و خرم رہی یہ فضل سی تیرے جبتک
مے عشرت سی یہ مینای فلک ہے معمور

مخمس غزل خود حسب الارشاد امجد علی شاہ بہادر مرحوم

جسے کہ یاد نہو اپنا آشیان صیاد
عبث عبث تو نہو مجھسے بدگمان صیاد
بہلا وہ خاک کہی حال بوستان صیاد
کہلی ہی کنج قفس مین ہی یان صیاد
مین ماجرای چمن کیا کرون بیان صیاد

۲
خراب تہا مری ہمراہ سایہ سان صیاد
غرضکہ ساتھ ہی پہونچا جہان تہان صیاد
چمن مین تہا کبہی بن مین کبہی وان صیاد
جہان گیا مین گیا دام لیکی وان صیاد
پہرا تلاش مین میری کہان کہان صیاد

۳
تنگ کردیا دنیا کی کارخانے نے
پہنسایا لا کی کہان حیف اس زمانے نے
سہٹایا خاک مذلت پہ سر اوٹہانے نے
دکہایا کنج قفس مجکو آب و دانے نے
وگرنہ دام کہان مین کہان صیاد

۴
کچھ اور مجکو شکایت نہین ہی یہ ہی گلا
عبث یہ ظلم و ستم ایجاد کیون غضب توڑا
بہار کیا کہ خزان مین چہوا تہ اک تنکا
اوجاڑا موسم گل ہی مین آشیان میرا
الہی ٹوٹ پڑی تجھپہ آسمان صیاد

۲۱۲

۱۱

میں وہ ہون آتش گلزار ہو مری دم		اور ای نغمہ سرائی میں ہوش بلبل کے
ابھی نہیں ہی ستمگار میری قدر تجھے		کریگا یاد مری زمزمونکو بعد مرے
	ہون چند روز تری گھر میں مہمان صیاد	

۱۲

عزیز رکھتی ہین مہوار سا غزل کو		بغیر گل نہیں آرام دہین بلبل کو
صدا آفرین ہی مری صبر اور تحمل کو		کہ جہانکتا نہیں جاکے قفس سے بھی گل کو
	نہو تو اس مری جانب سے بدگمان صیاد	

۱۳

مرا خیال ترے دلمین کب گذرتا ہے		کبھی زبانو لگا میں تو خدا سے ڈرتا ہے
غرض کہ میری ہلاکت پہ تو بھی مرتا ہے		پرونکو کھولدے ظالم جو بند کرتا ہے
	قفس کو لیکے میں اڑ جاونگا کہان صیاد	

۱۴

میں وہ ہون صحن گلستان میں تھا مرا بستر		چمن کی سیر میسر تھی مجکو آٹھ پہر
پھنسونگا دام میں آکر مجھے نتھی یہ خبر		الہی دیکھیے صحبت برا رہو کیونکر
	زبان دراز ہون میں اور بدزبان صیاد	

۱۵

ادھر ہی تاک میں جہانکتی تری سنبل		ادھر ہے دام بچہا ہی ہو محبت گل
پھنسا ہی لینے کی جو فکر جا بجا بالکل		نکالیو نہ قدم آشیانسے او بلبل
	لگا ہی بیٹھے میں ہر ایک جہان تہان صیاد	

۱۶

اگرچہ میری بھی کی سنی خانہ بربادی		مگر کبھی نہ کسی روز میں ہوا شاکی
برا تو ظلم پہ جلاد نی کمر باندہی		چمن میں رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی
	خدا کرے تو یہیں ہو جائے بے نشان صیاد	

۱۷

وہ عندلیب خوش الحان ہون مرا شہرا		ہزار بار گیا بند نطق طوطی کا

۲۱۴

حسن کا رتبہ تعالی نہ گھٹاؤ صاحب
اہل بینش کی نظر سے نہ گراؤ صاحب
غیر اس چاند سے منہ کو نہ لگاؤ صاحب
داغ دل سے عرق شرم نہ لاؤ صاحب
مہر کو آتش شیشہ نہ دکھاؤ صاحب

بیخودی چہائی ہی ایسی کہ نہیں ہوش بجا		نشتشر کیون نہ ہی خمسہ حواسون کا بہلا
مصرع قد نے تمہاری مجہے دیوانہ کیا		بیت ابرو سی مجہے ولولہ عشق ہوا
	چیدہ اشعار جو دیوان میں ہین لاؤ صاحب	
آنکہیں ہوٹین جو بری آنکہ سی تمکو دیکہی		رکہی خالق تہین محفوظ نگاہ بد سے
مو سی باریک کمر ہی یہ مبادا سے لچکے		کہیں بار نظر بد نہ نزاکت پہ پڑے
	بال کی اوٹ مین جاتا ہو تو جاؤ صاحب	
جسکو دیکہو نظر آتا ہی وہ آشفتہ دماغ		کون ایسا ہی اس بستی سی ہی کسکو فراغ
قدر انداز جو تہی گل ہوئے اونسے کو چراغ		تیر مژگان سی تری ہوئے گئی دیدہ داغ
	باغ عالم میں نہ کانٹو نسی رولاؤ صاحب	
دل گرفتہ جو ہون اونکو تو توڑا نہ کرو		نظر چشم عنایات کو موڑا نہ کرو
ٹہنکی باغ میں آن آن کو چھوڑا نہ کرو		طفل غنچہ کو تو یون کان مروڑا نہ کرو
	خندہ زن ہو کے گلستان کو ہنساؤ صاحب	
مشفقا بندہ نوازا یہ اگر چاہتے ہو		کرو بیدار کسی فتنہ خوابیدہ کو
خیر بہتر ہی مگر عرض ہماری بہی سنو		خواب خرگوش ہی انکو نہ قلیبونکو چہیڑو
	چشم خوابیدہ کو آہو کی جگاؤ صاحب	
ہمکو معلوم ہوا ہی یہی منظور جناب		شکل انسان کی حیوان بہی بن جائے نہ خراب
گرمیان پینے کیون دل ہو جل سنگ کباب		چال لڑوا چکے اب جا منہ پیتے ہو شراب
	کبک کو آگ کا کہانا نہ سکہاؤ صاحب	
کسلیے آتے ہو سر سیمہ ہو کیون ہو مضطر		چہکے تم آتے نظر بازونسی جاؤگے کدہر

دیکھو وہ قلقل کی جانب سے اوٹھی ہے بدلی
بات اچھی ہے بیڑا ہوا اگر غرض مری
موج مے کی بہیان طوفان بھی ہوتا ہی کبھی
میکدے میں تہ لا غر ہوا سے لو ساقی
بادبان کشتی مے کا جو بناؤ صاحب
رندو کچھ کچھ جو کرو دخل تو آزردہ نہو

ولہ

عید رمضان ہو واہ کیا زہے عید	عالم میں ہین خرمی کے آثار پدید
اللہ وزیر ہند کو رکھے شاد	ہر شب ہو شب برات ہر روز ہو عید

قطعہ تاریخ وفات والد ماجدم غفران مآب
سراج الدولہ مرزا غیاث الدین محمد خان بہادر نصرت جنگ

چون غیاث الدین محمد خان شہیر	والد مرحوم من غفران مآب
رفت از دنیا سوے دار بقا	نوحہ کردم در عزای آنجناب
در جہان ماتم بصد رنج و تعب	فکر کردم با دل و جان کباب
سال تاریخ وفاتش یافتم	ورد من پنہان شدہ آفتاب ۱۲۴۸

قطعہ تاریخ حسن علی بیگ اکبر آبادی صنعت صوری و معنوی

آہ ہمنام حسن آن عاشق نام علی	چون بتاریخ نہم ماہ محرم جان سپرد
سال تاریخ وفاتش را بجستم از خرد	یکہزار و دو صد و پنجاہ و سہ ہجری شمرد ۱۲۵۳

قطعہ تاریخ مبارک باغ امین الدولہ بہادر

وزیر ہند دستور معظم	کہ قاصر مدح میں جسکی قلم ہے
کریم با مروت اوسکی ہے ذات	وہ بحر جود ہے ابر کرم ہے
بنایا ہے مبارک باغ اوسنے	بہار باغ ہستی جس سے کم ہے

۲۱۵

قطعہ تاریخ وفات عباس مرزا

جسکے عباس میرزا مرحوم
ماتم کا بزم جہان سے ناپیدا
دی ندا غیب سے یہ ہاتف نے
آج داغ جگر ہوا پیدا ۱۲۶۱

قطعہ تاریخ تولد فرزند امجد علی شاہ بہادر

تاریخ تولد فرزند حضور عالم دوام اقبال

خوشا زمین بھی وہ سعادت ہی کا
دیا حق نے فرزند دل بند اوسکو
ولادت ہوئی باسعادت ہی ہے
ہوئی فکر تاریخ مولود لازم
مری طبع وقت کمالات ہی ہے
الف لا کے اقبال کا بولا ہاتف
گل گلستان وزارت یہی ہے
١٢٦٢

ملا خلعت فاخرہ ہر شجر کو	جسے دیکھیے ہے وہ نکھرا ہوا آج
سبب مجھکو کھلتا نہیں کچھ بھی تک	یہ سامان کیا بار الہا ہوا آج
یکایک یہ مژدہ دیا خرمی نے	تو غمگین ہے کیوں رند بیٹھا ہوا آج
چل اوٹھ جلد دربار جا نذر لیکر	کہ اسباب عشرت مہیا ہوا آج
مبارک سلامت کا غل ہر طرف ہے	شہنشاہ عالم کے بیٹا ہوا آج
اوسی کی تو یمن قدم کا ہے باعث	جو رنگ زمانہ ہے بدلا ہوا آج
لکھ اک قطعہ تاریخ کا تہنیت مین	جو مقصود ہے تیرے دل کا ہوا آج
یہ سنکر بے فکر سال ولادت	مین آمادہ جان سے سراپا ہوا آج
سر دل سے ہاتف نے فورا صدا دی	خوش اقبال و مسعود پیدا ہوا آج

١٢٦٢

قطعہ تاریخ تقرر وزارت بنام مدار الدولہ بہادر

نواب علی نقی جو ہے خان دلیر	منظور نگاہ پادشاہ عالم
تاریخ بتائی اوسکی یہ ہاتف نے	کہہ رند کہ اب ہے وہ وزیر اعظم

١٢٦٣

تاریخ کتاب انبہ پرشاد

عہد طلا سے اب تک جہان مین	اکثر ہوے ہین اوستاد ہندی
کس نے زاد المعاد ایسی لکھی	جیسے ہوئی ہے بنیاد ہندی
فکر تاریخ تھی مجکو ای رند	بہاتا ہوا از بس ایجاد ہندی
ہاتف پکارا واحد بڑھا کر	تصنیف انبہ پرشاد ہندی

١٢٦٥

CALL No. ۸۹۱۶۴۳۱ / رند
ACC. NO. ۴۷۴۵۹
AUTHOR رند، سید محمد خان۔
TITLE دیوانِ رند: مسمیٰ بہ گلدستۂ عشق۔

Date | No. | Date | No.

MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY
RULES:—
1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over-due.